شرائع الاسلام

(کا اردو ترجمہ)

المعروف جامع الجعفری

حصہ اول دوم

علامہ حلّی رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

المؤسسۃ الاسلامیہ لاہور پاکستان

شرائع الاسلام

(کا اردو ترجمہ)

المعروف جامع الجعفری

حصہ اول دوم

علامہ حلّی رحمتہ اللہ علیہ

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے

ناشر

المؤسسۃ الاسلامیہ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریفیں ایسے اللہ کے لیئے ہیں جس نے اپنے بندوں کے واسطے اپنی رضا تک پہونچنے کی راہ کو واضح کر دیا ہے اور اپنی عبادت تک اور تقوے تک پہونچنے کے راستے کو کشادہ کیا ہے۔ پھر رسولوں کے بھیجنے سے اور کتابوں کے اُتارنے سے اُن کے دین کو پورا فرمایا ہے۔ اور حجت کے قائم کرنے سے اور پردوں کے اُٹھا دینے سے بندوں پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور درود و نامیہ پاکیزہ واضع قوانین شریعت تاباں محمدیہ پر اور ان کی عترت پاک وطاہرو القیاب پر نازل ہو کہ وہ کہ صاحب عزو فخر و علا ہیں جبتک کہ زمین کو سکون ہے۔ اور گردش میں سماء ہے لیکن بعد حمد و نعت و منقبت کے ان ورقوں کا لکھنے والا اور ان رقموں کا سیاہ کرنے والا گناہوں کے اور عیبوں کے دریاؤں میں ڈوبا عبد الغنی ابن ابیطالب اہل معرفت کے ذہنوں کے صفحوں پر اور صاحبان دین وایمان کے روحوں کی تختیوں پر نقش کرتا ہے۔ کہ ان مبارک آغاز اور ہمایوں انجام دنوں میں نظم ونسق خطۂ دلپذیر کشمیر کی مہموں کا رائے جہان آرائے ذات معلائے جناب گردوں قباب پر کہ وہ ممہد قوانین شان و شوکت کے ہیں بنا کرنیوالے مبانی دین و دولت کے ہیں رصد بند افلاک بلند اقبال ہیں رستم معرکۂ دشمن افگنی و عدو مالی ہیں حاتم

مہمانسرائے وجود ہیں واقف اسرار معرفت و شہود ہیں گرامی گوہر معدن امارت و ایالت ہیں بلند اختر آسمان عظمت و جلالت ہیں مہر سپہر کام بخشی و کارسازی ہیں سپہر مہر دلدہی و دلنوازی ہیں آفتاب عالمتاب جہان عدل و احسان ہیں ماہ گیتی فروز آسمان امتنان ہیں رکن رکین دولت قاہرہ ہیں حصن حصین سلطنت باہرہ ہیں وزیر صاحب تدبیر عدیم النظیر ہیں دانائے اسرار ضمیر ہر صغیر و کبیر ہیں تیغ برآں مفارق اعدا ہیں برق خرمن آرزوئے و امید دشمنان آل عبا ہیں **نظم قبلۂ اہل شکوہ** و شان ابوالمنصور خان ⁂ جنکو اک نسبت شرافت سے ہے سوئے بوتراب ⁂ ہر سحر لاتا ہے. جن کی رائے روشن کے حضور ⁂ کاسۂ دریوزہ چرخ چارمیں سے آفتاب ⁂ تفویض پائے ہوئے تھے اور ان جناب مکرمت مآب و معدلت نصاب کی طرف سے اصلاح مفاسد کے لیے اور اطفائے نائرۂ مکائد کیلیے کہ اہل بغی و عناد کے گروہ شقاوت پژوہ کے تسلط سے طرح طرح کا ظلم اور ہر قسم کی تعدی اس شہر میں اشتہار اور قرار پائے ہوئے ہے خان بلند مکان والاشان شمشیر برہنۂ بازوئے دلیری و دلاوری شہسوار میدان دادگستری و داوری آفتاب عالم افروز جہاں نصفت و جاہ ماہ نور بخش مواطن رعیت و سپاہ رافع نشان عدل و داد قامع بنیاد اہل بغی و عناد ممہد قوانین رعیت پروری و سپہ آرائی مشید مبانی کام بخشی و کامروائی خیر خواہ بندگان اللہ درویش دل عالیجاہ ابر بہار فیض و احسان آتش مزارع جور و عدوان مربع نشین مسند حکومت و سروری سزاوار مرتبہ بلند ایالت و برتری خان بلند قدر عظیم الشان **افراسیاب بیگ خان** بلند کرے اللہ اس کی شوکت کو اور باقی رکھے اس کی دولت کو اس ملک برہم خوردہ میں و بیرانی بردہ میں آیہ کریمہ ضرب اللہ مثلا الایہ کے مفاد سے مصدر ناشکری و کفران نعمت الٰہی کا ہو کر طغیان کی سزا میں طرح طرح کے رنجوں میں اور اذیتوں میں آبادی اہل شقاوت و قساوت سے گرفتار و پریشان ہوا ہے اور وادی مظلومی میں حیران ہوا ہے قاہرہ فوجوں کے ساتھ نیابت کے طریق پر نزول مکرمت اور شمول معدلت حصول کر کے دلدار ہوئے وہ معدن فتوت و مظہر مروت اعنی میرزائے سعادتمند ستودہ شیم حاوی محاسن صفات و مناقب کرم چراغ دودمان فضل و کمال شمع شبستان جاہ و جلال خورشید تابان آسمان علم و یقین بدر فلک ترویج دین مبین صدرنشین محفل قدردانی مخزن جواہر کمال انسانی

شیرازہ بند اوراق علم و عمل مرسلہ پیوند درہائے دین و دول قوت بازوئے حکومت و سروری واسطہ آبروئے بزرگی و برتری سایہ پرور سحاب مکرمت ازلی مقتبس انوار حکمت لم یزلی عقدہ کشائے مشکلات علوم مروج ارباب عقول و فہوم محرم خلوتسرائے معرفت و ایقان گرامی مددگار اہل صلاح و ایمان روشنی بخش دیدۂ دانش و بینش سرو سردار عالم آفرینش زلال انہار نرم دلی و نیکخوئی نسیم بہار خوش خلقی و دلجوئی سے مرزا ہے۔ زمان علی رضا ؛ جس کے انعام سے غنی ہے۔ جہاں ؛ بس فلاطون کی طرح سے ہے۔ بلند ؛ غلغل کوس فضل نام سے بان ؛ کثرت عیش و فرط عشرت سے ؛ عید سے بڑھ کے سب ہے یہ عہد و زمان ؛ اس سعادت کو دیکھنا تا حشر ؛ چاہیں رحمت کو اسیر اہل جہان ؛ مفاد کلام معجز نظام فضائل المومنین سے ہمیشہ تحقیق و تفتیش معارف دینی و مسائل یقینی میں سرگرم رہا کرتا ہے۔ اور اس کثرت اشغال دینی و دنیوی پر بھی کوئی دم بغیر استکشاف غوامض اسرار علوم آرام نہیں لیتا ہے اور اس گوشہ نشین گنج گمنامی کو قدرشناسی اور علما نوازی کے مقتضا سے جلیس و انیس اس محفل بلند کا کیا ہے کہ جو مقام تذکرہ و تکرار علوم ہے اور قرارگاہ اہل دانش و فہوم ہے جب کوئی مذکور مسائل دینی سے و نکات یقینی سے اور تفسیر کلام ربانی سے اور براہین کلامی سے ہوتا تھا اور حل کسی مشکل کا اور بیان کسی مفصل کا و تفصیل کسی مجمل کی اور شرح کسی حدیث کی اور حل کسی شبہہ کا اور تقریر کسی نکتہ کی کرتے تھے تو زبان فارسی میں اس کے لکھنے کی تکلیف فرماتے تھے اور جا مع فوائد یقینی میں اسے ثبت کر لیتے تھے اور اکثر اوقات ایسی کتاب کے لکھنے کی ترغیب اور تحریص کرتے تھے کہ وہ بسیط مسائل دینی پر فرقہ ناجیۂ امامیہ رضوان اللہ علیہم کی فقہ میں سے مشتمل ہو فارسی زبان میں خالی اغلاق سے کہ خواص و عوام کو اس سے استفادہ اور استفاضہ حاصل ہو اور اکثر اوقات اس ڈوبے ہوئے بحار ہموم و غموم کو اپنے حسن ظن سے سزاوار اس امر بزرگ کا سمجھ کر اس باب میں مبالغہ فرماتے تھے اور میں ہر چند اپنی عدم لیاقتی اور ذہن کی تشویش اور حواس کی پراگندگی اور حال کے اختلال اور دل کے انتشار کی معذرتیں پیش کرتا تھا اس کا تدارک کرتے تھے اور قبول نفرماتے تھے طولانی عذرداری کے بعد اطاعت اور فرمان پذیری کیلئے کتاب مستطاب مالغ نصاب

شرائع الاسلام کو کہ مسائل حلال و حرام میں تصنیف محقق تحریر مدقق افضل متقدمین و متاخرین
نجم ملت و دین شیخ ابوالقاسم حلی ہے کہ سیراب کرے اللہ انھیں آب رضوان سے اور
ساکن کرے اللہ انھیں فردوس جناں میں کہ سارے ابواب فقہ کی جامع کتاب ہے حاوی مسائل
فروع و اصول احکام فرعیہ عملیہ ہے چیدہ طالبان معرفت و ایقان کے فائدہ پانے کے لئے
عربی زبان سے فارسی زبان میں لاکر اکثر مقاموں میں مجملات کی تفصیل میں اور مفصلات کی
تشریح میں بھی مشغول ہوا ہے اور بہت سے مسئلوں کو مصنف علیہ الرحمہ نے بیان نہیں
فرمایا ہے اور اور معتبر کتابوں سے تتبع میں اور حاشیہ میں ملحق کیا ہے۔ تاکہ مسائل دینی
کی تحقیق میں اور کتاب مذکورہ کی عبارت کی شرح میں ایسے معلم کے منزلے میں ہو جائے
کہ طالبوں کو علما کے دروازے پر آمد و رفت کرنے سے مفت بے نیاز کر دے اور فارسی
دانوں کے گروہ کو عظیم فائدوں سے بہرہ مند کرے اور جو کہ خواص میں سے اور عوام میں سے
اس تالیف میں خوض کرے حامل علم دین و واقف احکام ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم
اجمعین اور دانائے فتاوائے علمائے مجتہدین ہو جائے امید ہے کہ ثواب اس حسنۂ مستحسنہ
کا روزگار فرخندہ آثار آمر صاحب مفاخر و قائم مقام پر عائد اور راجع ہو اور اس
بیچارے مامور کے بھی بدیوں کے اتر جانے کی موجب ہوے شکر حق اس مروّج دین سے
ہوئی تالیف یہ خجستہ کتاب ؛ کیا ہی ہے حاوی مسائل شرع ؛ کرتی ہے رہبری راہ صواب ؛
ایزدا یہ درخت باغ کمال ؛ تا ابد لائے میوہ ہائے ثواب ؛ یا الٰہی یہ کان جوہر علم ؛ طالبوں
کا رہے ہمیشہ مآب ؛ رہے یہ شمع محفل فتوی ؛ روشنی بخش تا قیام حساب ؛ ہے جو موسوم
جامع الرضوی ؛ سال آغاز کا ہے اس میں حساب ؛ بارخدایا ملا ہمیں نہایت آرزو سے
وائل سے اور بچا ہمیں قول و عمل میں خطا سے اور زلل سے۔

دین کے اُن علماء اور فضلاء کے ناموں کے ذکر سے برکت حاصل کی جاتی ہے جن کے واسطے
سے کتاب شرائع الاسلام کی روایت اس جامع الرضوی کے مترجم تک پہونچی ہے مخفی نہ رہے
کہ یہ کتاب شیعوں کے جتنے فرقے ہیں فقہ کی ساری مستعمل کتابوں سے زیادہ معتبر ہے اور
اسی پر سارے عالموں اور فاضلوں کے پڑھنے پڑھانے کا مدار ہے اور اسی کی تعلیم پر بڑے بڑے مجتہدوں کا

اور تبحر ون کا شعار ہے اور مترجم مزبور نے اسے اصلح العلماء مولانا محمد صالح اصفہانی سے اور انہوں نے اپنے چچا آقا ہادی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار افضل الفضلاء مولانا محمد صالح مازندرانی کتاب کلینی کے شارح سے اور انہوں نے وحید عصر جناب ملا محمد تقی مجلسی لوامع شرح من لایحضر الفقیہ کے مصنف سے اور انہوں نے خاتم مجتہدین شیخ بہاؤالدین عاملی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار شیخ عبدالصمد حارثی ہمدانی سے اور انھوں نے دو بزرگوار ایک سید حسن ابن جعفر کرکی سے اور دوسرے شیخ زین الدین شہید ثانی علیہ الرحمۃ سے اور انھوں نے شیخ علی ابن عبدالعالی سے اور انھوں نے شیخ سعید محمد ابن داؤد موذن سے اور انہوں نے شیخ کامل ضیاءالدین علی سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد اکمل محققین شیخ شمس الدین محمد مکی شہید اول سے اور انھوں نے سید محقق عمیدالدین عبدالمطلب حسینی سے اور انھوں نے شیخ افضل محققین ابو طالب محمد حلیؒ اور سید کبیر نجم الدین مہنا ابن سنان سے اور انھوں نے مولانا فاضل ملک العلماء مولانا قطب الدین رازی سے اور انہوں نے شیخ اکمل آیۃ اللہ جمال الدین ابی منصور ابن مطہر حلی سے اور انھوں نے رئیس محققین نجم الدین ابوالقاسم جعفر ابن حسن بن سعید حلی مصنف کتاب علیہم الرحمۃ سے روایت کی ہے اور دوسرے طریق سے بھی اس کتاب کی روایت اس مترجم تک پہونچی ہے اختصار کے لئے اسی قدر پر کفایت کی ہے اور اس اقوہ دمترجم بدترین کونین سید **عابد حسین** نسب ہیں جعفری مولد میں لکھنوی موطن میں شاہجہان آبادی عالم فاضل سے مخاطب تک بھی تین طریقوں سے اس کتاب کی روایت پہونچی ہے کہ انمیں ایک طریق میں مولانا ملک العلماء سید بندہ حسین اعلی اللہ مقامہ اور دوسری میں تاج العلماء سید علی محمد طاب ثراہ اور تیسری میں شمس العلماء مفتی سید محمد عباس اعلی اللہ درجاتہ ہیں اور تفصیل کو طول کے ڈر سے چھوڑ کر اسی اجمال پر اکتفا کی ہے فوائد کہ شروع سے پہلے جن کے بیان سے زیادہ بصیرت حاصل ہوتی ہے

پہلا فائدہ لغت میں فقہ کے معنی فہم یعنی سمجھ کے ہیں اور علماء کی اصطلاحوں میں فرعی شرعی حکموں کے اس علم سے عبادت ہے. جو تفصیلی دلیلوں سے حاصل ہوتا ہے.. پس مسائل کی دلیلوں سے ناواقف مقلد اصطلاح میں فقیہ نہ کہلائیگا اور اس فقہ کے علم کا موضوع یعنی جس کے عوارض سے

ہم بستری کے ساتھ معتبر ہوتا ہے اور اگر ہم بستری نہ پائی جاوے تو کچھ اعتبار نہیں بس اس مسئلے میں اگر لونڈی متروکے کی تہائی بھر یا تہائی سے کم کی ہو اور شوہر بیمار اس سے ہم بستر بھی ہوا ہو تو نکاح کی اور آزادی کی صحت پر اتفاق ہے اور وہ اپنے شوہر کی میراث بھی پائے گی اور اگر اس مرنوالے کی مالیت اسی لونڈی میں منحصر ہو تو اگر یہ حکم کیا جائے کہ مریض کی فوری تصرف اصل متروکے میں محسوب ہونی چاہیے پھر بھی آزادی اور نکاح اور میراث پانا سب صحیح ہے اور اگر فوری تصرف مریض کے متروکے کی تہائی میں محسوب ہونے کے قائل ہوں جس طرح پر کہ اکثر فقہا کا مذہب ہے بس ایک تہائی اس لونڈی کی آزاد ہو گی اور تبعیض تضنیع کی جائز نہیں اس معنی سے کہ آدھی منکوحہ ہو اور آدھی اس کی لونڈی ہو تو اس صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا اور میراث بھی کہ نکاح کی فرع ہے وہ بھی نہ پائی جائے گی اور اردو مترجم کہتا ہے کہ آیا اس کے لئے عوض بضع میں سے کچھ ہوگا اس میں ہونے نہ ہونے کے دو قول ہیں **چھٹا مسئلہ** اگر مرض موت کا بیمار اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور اس کی قیمت ترکے کی تہائی بھر ہو پھر دوسری تہائی اسی کا مہر قرار دے اور اس سے ہم بستر بھی ہوا اور مر جائے تو نکاح صحیح ہے اور تہائی سے گزر کر جو مہر کہا ہے وہ باطل ہے اور وہ عورت اپنے شوہر کی میراث پائے گی اور آیا اس صورت میں شوہر پر مہر مثل لازم ہو گا یا نہ ہوگا اس میں تردد ہے اور دوسرے قول پر جو مریض کے فوری تصرف اصل ترکے سے نکالتے ہیں آزادی اور نکاح اور مہر اور وارث ہونا سب صحیح ہے۔

کتاب نکاح

یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے اور نکاح کے معنے لغت میں جماع یعنے ہمبستر ہونے کے ہیں اور عرف شرع میں معلوم مشہور عقد کے معنوں میں ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ ان دونوں معنوں میں مشترک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حقیقت اور مجاز ہے اور نکاح کی تین قسمیں ہیں **پہلی قسم** دائمی نکاح میں ہے اور اس میں کلام کئی فصلوں کا مستدعی ہے۔

پہلی فصل عقد کے آداب میں اور عورتوں سے خلوت میں اور لواحق میں ہے **پہلے آداب** عقد کے نکاح کے مشتاق شخص کے لیے نکاح سنت ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو اور جسے نکاح پر

رغبت نہ ہو اُس کے بارے میں خلاف ہے اور مشہور یہی ہے کہ اُسے بھی مستحب ہے اس لئے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تناکحوا تناسلوا یعنی تم لوگ نکاح کرو اور اولاد پیدا کرو اور پھر حضرت فرماتے ہیں کہ شرار موتاکم العزاب یعنی تمہارے مردوں میں بدتر اموات ہیں اور دیگر جناب ہدایت مآب ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مرد نے اسلام کے فائدے کے بعد مسلمان عورت کے فائدے سے بڑھ کر کوئی فائدہ نہیں پایا کہ اس کی طرف جب دیکھتا ہے وہ اُسے خوش کرتی ہو اور اس کی اطاعت کرتی ہو اور جس کام کو کہتا ہے اُسے بجا لاتی ہو اور اس کی محافظت کرتی ہو جبکہ وہ اس کے پاس سے غائب ہوتا ہو تو اس کے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہو اور ایک جماعت علما کی مشتاق نہ ہونے پر نکاح کے مستحب نہ ہونے پر قائل ہوئی ہے اور اس بر حق تعالیٰ کے قول سے دلیل لائے ہیں کہ باری تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف حصور سے یعنی عورتوں کی طرف راغب نہ ہونے والے سے کی ہے اور یہ تعریف حصور کی نکاح پر ترجیح کو اشتیاق کی صورت میں چاہتی ہے تو اشتیاق نہ ہونے والی صورت پر حمل کیا جائیگی بس مدعا یعنی اشتیاق نہ ہونے پر نکاح کا مستحب نہ ہونا ثابت ہو گیا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا جواب یوں دیا جائے کہ اس صفت سے مدح کسی شرع میں ہماری شرع کے سوا اس صفت کے ممدوح ہونے کو مستلزم نہیں اور جو شخص کہ ارادہ نکاح کا کرے اُسے سات چیزیں مستحب ہیں ایک یہ کہ عورتوں میں سے اس عورت کو پسند کرے جس میں یہ چار چیزیں ہوں ایک تو کرم اور اس کے معنوں میں اختلاف ہے اور سب سے بڑھ کر صحیح یہی ہے کہ عورت حرام کاری سے پیدا نہ ہوئی ہو اور اس کے باپ دادے میں سے بھی کوئی حرام زادہ نہ ہو دوسری یہ کہ باکرہ یعنی کواری ہو تیسری یہ کہ ولود ہو یعنی اس کی شان سے ہو کہ لڑکا جنے اس معنی سے کہ کم سن نہ ہو اور یائسہ نہ ہو یعنی حیض اس کے سن کے جانے سے بند نہ ہو چکا ہو اور اس عورت کے مزاج میں بانجھ ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو چوتھے یہ کہ عفیفہ ہو اور عورت کی خوبصورتی اور مالداری پر حصر نکرے اس لئے کہ اکثر اس نیت کے سبب سے دونوں سے محروم رہ جانا پڑتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھنا اور اس نماز کا وقت خواستگاری کا وقت ہے اور ماثورہ دعا پڑھنا اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ فَقَدِّرْ لِیْ مِنَ النِّسَآءِ اَعَفَّھُنَّ فَرْجًا وَّ اَحْفَظَھُنَّ لِیْ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِیْ وَاَوْسَعَھُنَّ رِزْقًا وَّاَعْظَمَھُنَّ بَرَکَۃً اور دوسری روایت میں ضمیمہ بھی واقع ہے اور وہ یہ ہے وَقَدِّرْ لِیْ مِنْھَا وَلَدًا طَیِّبًا وَّاجْعَلْہُ خَلَفًا صَالِحًا فِیْ حَیَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ یعنی خداوندا میں بیشک تزویج کا ارادہ رکھتا ہوں

بس مقدر کر میرے لیے عورتون مین سے زیادہ عفیفہ کو شرمگاہ کی رو سے اور اپنے نفس اور میرے
مال مین زیادہ نگہبان کو اور زیادہ وسیع کو روزی کی رو سے اور زیادہ عظیم کو برکت مین اور میرے
لیے اُس عورت سے ایسا فرزند مقدر کر کہ میرے جیتے جی پاک و طیب ہو اور بعد میرے صالح اور
جانشین اسے تو قرار دے یا اسکے سوا اور دعا پڑھے اور نکاح پر گواہ کرنا اور کُھلے کُھلے نکاح کرنا اور عقد کے
پہلے خطبہ پڑھنا اور نکاح کا رات کو واقع کرنا ہے اور قمر در عقرب کے زمانے مین نکاح کا واقع کرنا مکروہ ہی
دوسرے عورت کے ساتھ خلوت کرنے کے آداب مین ہے اور یہ دو قسم پر ہے پہلی قسم
عورت سے ہمبستری کے ارادہ کرنیوالے کو دو رکعت نماز اور ماثور دعا کا پڑھنا مستحب ہی اور جب
منکوحہ کو اپنے گھر مین بُلائے تو اُس عورت کو بھی دو رکعت نماز بجا لانا اور ماثور دعا پڑھنا مستحب ہے
اور دونون طاہر ہون پھر جب عورت آئے تو مرد اُسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ عَلٰی
کِتَابِکَ تَزَوَّجْتُھَا وَ فِیْ اَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَ بِکَلِمَاتِکَ اِسْتَحْلَلْتُ فَرْجَھَا فَاِنْ قَضَیْتَ فِیْ رَحِمِھَا شَیْئًا
فَاجْعَلْہُ مُسْلِمًا سَوِیًّا وَ لَا تَجْعَلْہُ شِرْکَ شَیْطَانٍ - یعنی خداوندا تیری کتاب کے حکم کے موافق اُسے
نکاح مین لایا ہون مین اور تیری امانت مین اُسے مین نے رکھ لیا ہے اور تیرے فرمودے پر
اُسکی شرمگاہ کو حلال کیا ہے مین نے بس اگر اُسکے رحم یعنی پیٹ مین کوئی فرزند تو نے مقدر
فرمایا ہے تو اُسے مسلمان پوری پیدایش کا فرما اور اُسے شیطان کا شریک نہ ٹھہرا اور مستحب ہے
کہ عورت پاس رات کو آئے اور بسم اللہ ہمبستر ہوتے وقت کہے اور حق تعالیٰ سے پوری پیدایش کے
بیٹا ہونے کی دعا مانگے اور ولیمہ یعنی بیاہ کے کھانے کا زفاف کے وقت پکوانا اور مومنونکو بلوانا
اور کھلانا سنت ہے اور مومنونکو اِس دعوت کا قبول کرنا واجب نہین بلکہ سُنت ہے اور جب
آجائے تو کھا لینا سنت ہے گو سُنتی روزے سے بھی ہو اور زوال آفتاب کے بعد بھی ہو اور
جو چیز کہ دولھا دولھن پر نچھاور کرتے ہین اُسکا کھانا جائز ہے اور اُسکا اُٹھانا بے مالکون کی
اجازت جائز نہین خواہ اجازت زبان سے یا حالی قرینے سے ہو اور آیا جو اُسے اُٹھا لیتا ہے وہ
اُسکا مالک ہو جاتا ہے اظہر یہی ہے کہ مالک ہو جاتا ہے دوسری قسم آٹھ وقتون مین ہمبستر ہونا
مکروہ ہے رات کو چاند گہن کے وقت اور دن کو سورج گہن کے وقت اور زوال آفتاب کیوقت
اور سورج کے غروب کیوقت جبتک مغرب کی طرف کی سُرخی جاتی نہ رہے اور اخیر مہینے مین تحت الشعاع

تین دونون مین اور طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک اور ہر رمضان کے مہینے کی پہلی شب مین اور آدھے مہینے کی رات مین اور سفر مین جب غسل کے لیے پانی ساتھ نہو اور زرد اور کالی آندھی چلنے کیوقت مین اور زلزلے کے وقت مین اور ننگے ہمبستر ہونا اور احتلام کے بعد نہانے سے پہلے رفع کراہت کی نیت سے وضو کے پہلے اور اِسمین کچھ مضائقہ نہیین کہ آدمی کئی بار ہمبستر ہو اور اُن ہمبستریون کے درمیان مین غسل نکرے اور اِن سب کے بعد ایکبار نہانے اور عورت سے ایسے حال مین ہمبستر ہونا مکروہ ہے کہ اُسکے پاس اُسکی طرف کوئی غیر ممیز دیکھنے والا ہو اور اگر ممیز ہو تو حرام ہے اور ہمبستری کے وقت اور اَور وقت عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا مکروہ ہے اور قبلہ کی طرف مُنھ یا پیٹھ کرکے ہمبستر ہونا مکروہ ہے تیسرے لواحق اور اِسمین تین چیزین ہین پہلی چیز جس عورت سے نکاح کا ارادہ کرے اُسکے مُنھ پر نظر کرنا جائز ہے گو وہ نظر اُس عورت کی بے اجازت بھی ہو اور یہ جواز مُنھ کے اور گٹون سے ہاتھون کے ظاہر اور باطن کے دیکھنے سے مخصوص ہے اور اُس عورت کا مکرر دیکھنا جائز ہے خواہ کھڑی ہو خواہ چلی جاتی ہو اور روایت مین وارد ہوا ہے کہ اُس عورت کے بالون اور محاسن یعنی زینت کے مقامون کیطرف دیکھنا جائز ہے اور اِسکے سوا اُسکو کپڑے کے باہر سے دیکھے مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے ایسی غیر عورت کے دیکھنے مین کئی شرطین بیان فرمائی ہین ایک یہ کہ اِس بات کا علم ہو کہ وہ عورت اُسپر حلال ہوگی یا علم نہو تو اِس بات کا گمان غالب ہو دوسری یہ کہ اِس بات کا علم ہو کہ اِسکے شوہر نہیین ہے پھر اگر شوہر کے نہونے مین شک ہو تو حرام ہے تیسری اِس بات کا علم ہو کہ وہ سوال قبول کرلیگی اور بعضے فقہا کہتے ہین خود دیکھنا میسّر نہو تو کسی عورتکو نائب کرے کہ وہ دیکھکر اُس سے بیان کرے چوتھی یہ کہ تحصیل اسباب پر قادر ہو گو ابھی حاصل نہ کرچکا ہو مگر قابلیت رکھتا ہو پانچوین نظر نکاح کیلیے ہو یعنے اُس دیکھنے کا باعث نکاح کا قصد ہو اور اِسیطرح اہل ذمہ کی عورتون کا دیکھنا جائز ہے اور اُنکے بالون کا دیکھنا جائز ہے اِسلیے کہ وہ مسلمانون کی لونڈیون کے مرتبے مین ہین مگر لذت اور خواہش کی نظر نہو اور ایک مرد کو دوسرے مرد کا شرمگاہون کے سوا دیکھنا جائز ہے خواہ بڈھا ہو یا جوان ہو خوبصورت ہو یا بدصورت ہو جبتک کہ خواہش اور لذت کی نظر نہو اور اِسیطرح عورت کو عورتون کا سوا شرمگاہون کے دیکھنا جائز ہے اور مرد کو اپنی عورت کے ظاہر اور باطن

بدن کی طرف کا دیکھنا جائز ہے اور اِسیطرح محرم عورتون کا سوا چھپانے کے مقامون کے دیکھنا جائز ہے اور اِسیطرح عورت کو بھی اپنے خاوند کے بدن کے ظاہر اور باطن کا دیکھنا جائز ہے اور اپنے محرم مردون کا شرمگاہون کے سوا دیکھنا جائز ہے اور بیگانہ عورت کی طرف مرد نہ دیکھے مگر اضطرار کے حال مین اور بیگانہ عورت کے مُنھ کی طرف اور ہاتھون کی ہتھیلیون کی طرف ایکمرتبہ دیکھ لینا جائز ہے اور اُسمین بھی کراہت ہی اور مکرر نظر ڈالنا جائز نہین اور اِسی طرح عورت بھی بیگانہ مرد کے مُنھ پر ایک بار کراہت کے ساتھ نظر کر سکتی ہے اور مرد کو ضرورت کے وقت عورت کے مُنھ کا دیکھنا جائز ہے جیسے اُسپر گواہ ہوتا ہو اور نظر کرنے مین اُتنے ہی پر اکتفا کرے کہ جتنے حال کے مطلع ہونے کے لیے ضرورت ہے جیسے طبیب ہے کہ جب عورت اُسکی طرف علاج کی محتاج ہو تو اُسکی شرمگاہ بھی دفع ضرر کے لیے دیکھنا پڑے مترجم کہتے ہین کہ غیر مرد کو ایسی بڑھیا عورت کا دیکھنا جسکی طرف رغبت نہوتی ہو جائز ہے اور خصی مرد کے غیر عورتکو دیکھنے مین اختلاف ہے بعضے فقہا جائز جانتے ہین اور بعضے حرام جانتے ہین اور چھوٹی لڑکی کا کہ جسپر خواہش کا گمان نہو اُسکی شرمگاہ کے سوا دیکھنا جائز ہے اور مرد بندے کو بھی اپنی مالکہ کو دیکھنا حرام ہے اور چھوٹے بچے کا کہ نقل نہ کر سکتا ہو غیر عورتکو دیکھنا حرام نہین ہے اور اِسیطرح ایضاح مین ہے۔ یہان دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ آیا خواجہ سرا کو اپنی مالکہ کا جسنے اُسے خرید کیا ہے یا غیر عورت کا دیکھنا جائز ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جائز نہین اور اظہر یہی ہے اِسلیے کہ ممانعت عام ہے اور ملک یمین کہ آیت مین مستثنیٰ ہے اُس سے مراد لونڈیان ہین مترجم کہتے ہین کہ خواجہ سرا وہ ہے جسکی مردانی شرمگاہ کے تینون اعضا کٹے ہوئے ہون اُسے اصلا عورتون کی حاجت نہین ہوتی ہے اور اگر کٹے نہون بلکہ اُسکے دونون خصیے ملے ہون یا ایک خصیہ اور وہ عضو مخصوص باقی ہو تو ہمبستری مین مرد کا حکم رکھتا ہے دوسرا مسئلہ نامحرم اندھے شخص کو نامحرم عورتون کی آواز سُننا جائز نہین اِسلیے کہ عورت کی آواز بھی عورت کا حکم رکھتی ہے کہ اُسکا چھپانا واجب ہے اور عورت کو بھی نامحرم اندھے کا دیکھنا جائز نہین اِسلیے کہ نامحرم کی ممانعت عام ہے جسطرح آنکھون والے کو شامل ہے اُسیطرح اندھے کو شامل ہے دوسری چیز اس باب سے متعلق مسئلون کے بیان مین ہے اور وہ پانچ مسئلے ہین پہلا مسئلہ عورت کے

پیچھے کے مقام سے ہمبستری مین ہے اور اسمین دو روایتین ہین ایک جواز والی ہے اور یہی علما مین مشہور ہے مگر کراہت شدیدہ ہے **دوسرا مسئلہ** آزاد عورت سے کہ لونڈی نہو اور عزل کی شرط نکی ہو منی عزل کرنے کو بعضے فقہا حرام کہتے ہین اور اسکے سبب سے نطفے کی دیت کہ دس شرعی اشرفیان ہین عورت کو دینا واجب ہوتی ہے اور یہی قول اشبہ ہے **تیسرا مسئلہ** چار مہینے سے بڑھکر عورت سے ہمبستری کا مرد کو ترک کرنا جائز نہین مترجم کہتے ہین کہ فقہا نے فرما دیا ہے کہ عورت کی اجازت ہمبستری کے ترک مین جواز کا باعث نہین ہوتی ہے اسلیے کہ اسمین حق تعالیٰ کا بھی حق ہے کہ اس سے ممانعت فرما دی ہے اور اگر پیچھے کی طرف سے ہمبستری کرے تو بھی اُس سے بری الذمہ نہوگا کیونکہ آگے کی طرف سے ہمبستر ہونا واجب ہے **چوتھا مسئلہ** عورت سے بے نو برس کا سن گزرے ہمبستر ہونا حرام ہے اور اگر یہ کام کرے تو اُس سے ہمیشہ کو حرام نہین ہوتی ہے لیکن اگر افضا کرے یعنی پیشاب اور حیض کی راہ ایک کردے تو صحیح مذہب پر ہمیشہ کو وہ عورت اُسپر حرام ہو جائیگی **پانچوان مسئلہ** مسافر کو بے اطلاع اپنے گھر مین آنا مکروہ ہے اور بعضے فقہا اطلاع اور بے اطلاع مطلق رات کے آنے کو مکروہ کہتے ہین **تیسری چیز** پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص چیزون کے بیان مین ہین اور وہ پندرہ ہین بعضے اُنمین سے نکاح کے خصائص مین کہ ایک یہ ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار عقد نکاح سے زیادہ کرنا جائز تھا اور شاید اس جواز کی وجہ حضرتؐ کی عدالت کا اعتماد ہے اسلیے کہ زوجرونکے ساتھ چلنا بھی عدل سے دوسرے شخص کا کام نہین اور اُن حضرت کا عقد نکاح ہبہ کی لفظ سے عورت کی طرف سے جائز تھا اور ہبہ کے بعد اُن حضرت پر مہر لازم نہوتا تھا نہ ابتدائے نکاح مین نہ انتہائے نکاح مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنی ازواج کو اپنے چھوڑ دینے اور اختیار کرنے کا اختیار دینا واجب تھا اور لونڈیون سے نکاح کی تحریم اور ازواج کا بدلنا جائز نہوتا اور نو عورتون سے بڑھکر عقد کرنا جائز نہوتا جبتک دوسرا آیہ اسکا ناسخ آیا یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک الآیہ اور بعضے خصائص حضرت کے نکاح سے خارج ہین اور یہ مسواک کرنا حضرت پر واجب ہونا اور نماز وتر کا واجب ہونا اور قربانی اور نماز تہجد کا واجب ہونا اور واجب صدقے کا حرام ہونا یعنی فرض زکوٰۃ حضرت پر حرام ہے اور سنتی صدقے مین اختلاف ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ وہ بھی حضرت پر حرام تھا اور کسی کو آنکھ سے اشارہ کرنا

اور خلاف ظاہر بات کا سمجھانا اور روزہ وصال حضرت پر مباح ہونا یعنے دو دن پیلپے بے افطار
کے صبح تک ثواب کی نیت سے روزہ رکھنا اور حضرت سے مخصوص تھا کہ چشم مبارک خواب مین
ہوتی تھی اور دل حضرت کا بیدار ہوتا تھا اور پیٹھ کے پیچھے سے اپنے منھ کے سامنے کی طرح
دیکھنا اور خصائص حضرت کے اور بھی مروی ہوئے ہین مگر یہ سب مین اظہر ہین اسباب سے ملحق دو مسئلے ہین
پہلا مسئلہ حضرت صلعم کی ازواج کسی پر آیہ کریمہ کے حکم سے حضرت کی رحلت کے بعد اجماع سے حلال نہین اور انکی
حرمت اس سبب سے ہے کہ یہ سو منونکی مائین کہلاتی ہین اور نہ اس سبب سے کہ حضرت باپ کہلاتے ہین اور اسیطرح غیر مدخولہ
مین بنا بر ظاہر کے کہا ہے اور لیکن فسخ نکاح سے یا طلاق سے جو آنحضرت سے جدا ہوئی ہین انمین اختلاف ہے اور وجہ یہی کہ وہ بھی
کسی پر ظاہر آیہ پر نظر کرنیسے حلال نہین اسلئے کہ ماں یا باپ کا ملم کرلینا نکاح کے حرام ہوجانیکا سبب نہین ہے دوسرا
مسئلہ فقہا مین سے بعض شخص نے گمان کیا ہے کہ حضرت کو ازواج مین تقسیم حقتعالی کے قول سے واجب تھی اور وہ یہ ہے ترجی
من تشاء و تؤوی من تشاء یعنی ازواج مین سے جسے چاہیگا تو ترک کردیگا اور جسے چاہیگا بلالیگا اور یہ مشہد قال ضعیف
ہے اسلیے کہ آیہ کریمہ مین دوسرے معنے کا بھی احتمال ہے پھر اس سے استدلال نہین کرسکتا ہے اسلیے کہ احتمال
ہے کہ ترک طلب ان عورتون سے مختص ہو جنھون نے اپنی باری دوسری عورتون کو بخشدی ہو۔

دوسری فصل عقد نکاح کے بیان مین ہے اور نظر صیغے مین اور حکمون مین ہے **پہلی نظر**
صیغے مین ہے بس عقد نکاح ایجاب اور قبول کا محتاج ہے کہ تزویج کے قصد پر دلالت کرتا ہے
اور ایجاب کی عبارت کی دو لفظین ہین زوجتک و انکحتک یعنی تیری جورو ہونیمین اپنے کومین نے دیا
اور تیرے نکاح مین اپنے کو دیا اور متعتک کی عبارت مین تردد ہے اسلیے کہ یہ لفظ کی حقیقت
منقطع نکاح یعنی متعہ مین ہے اور دائمی نکاح مین مجاز کے طریق پر مستعمل ہے اور لازم عقدون مین
خصوصاً فروج کے باب مین احتیاط ضرور ہے اور صریح لفظون سے جو اور معنون کے محتمل نہون
واقع کرنا چاہیے گو دائمی نکاح کے قصد کے معتبر ہونے کا جواز زیادہ راجح ہے اور قبول کی عبارت
یہ ہے قبلت التزویج یا قبلت النکاح یعنی مین نے تزویج کو قبول کیا یا نکاح کو مین نے قبول
کیا اور جو اسکے مشابہ ہو اور قبلت کے لفظ پر اکتفا کرنا جائز ہے اور ایجاب و قبول دونون کا
ماضی کے لفظ سے ہونا ضرور ہے کہ نکاح کی انشا پر صریح دلالت کرے یا یقینی دلالت والے
لفظ پر انحصار ہو اور نکاح کے امر کی بے بند وبستی کی محافظت ہوجائے کہ یہ بے بند وبستی بے نکاح

فروج کی اباحت پر مشتبہ ہے اور اگر امر کے لفظ سے نکاح کی انشا کا قصد کرے جیسے کہے زَوِّجْنِی فلانۃً یعنی میری تزویج فلان عورت سے کر اور وہ کہے زَوَّجْتُکَ اِیَّاہَا یعنی تزویج کی مین نے اُسکی تجھ سے تو بعضے فقہانے اسے صحیح کہا ہے جیساکہ حدیث مین سہل ساعدی کی روایت سے وارد ہوا ہے اور یہ قول خوب ہے اور اگر صیغۂ مضارع سے عورت سے کہے یعنی اَتَزَوَّجُکِ یعنی تجھ سے تزویج مین کرتا ہون اور عورت کہے زَوَّجْتُکَ تو اسیقدر سے عقد ہو جائیگا اور بعضے فقہاء کہتے ہین کہ اِس کلام سے ایجاب عمل مین آتا ہے اور اِسکے بعد قبول کی احتیاج رہتی ہے اور ابان ابن تغلب کی روایت مین وارد ہوا ہے کہ متعہ کے نکاح مین اگر کہے کہ مین نے تجھ سے تزویج کی اور عورت کہے کہ ہان تو وہ اُسکی عورت ہو جائیگی اور اگر ولی کہے یا زوجہ مرد سے کہے کہ تیرے متعہ مین اپنے کو اِتنے روپئون پر مین نے دیا اور مدت کا ذکر نکرے تو نکاح دائمی ہو جائیگا اور یہ روایت اُسی نکاح کے متعہ کے لفظ سے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہے اور قبول مین ایجاب کے لفظ کی مطابقت شرط نہین ہے بلکہ اگر ایجاب تزویج کے لفظ سے اور قبول نکاح کے لفظ سے واقع ہو تو بھی جائز ہے یا ایجاب نکاح کے لفظ سے اور قبول تزویج کے لفظ سے واقع ہو تو بھی صحیح ہے اور اگر کوئی کہے کہ اپنی بیٹی کی تو نے فلان شخص سے تزویج کر دی اور وہ کہے کہ ہان اور اسکے بعد شوہر کہے کہ مین نے قبول کیا تو بھی صحیح ہے اسلیے کہ نعم یعنی ہان کا لفظ سوال کے اعادہ پر مشتمل ہے گو سوال کے لفظ کا بولنے مین اعادہ نکرے بس گویا کہ اُسنے کہا کہ ہان مین نے تزویج کی اور اِس مسئلے مین تردد ہے اور نکاح مین ایجاب کا قبول پر مقدم ہونا شرط نہین یعنی مین نے قبول کیا اور اُس سے تزویج کی پھر اِس کے بعد ولی کہے کہ تیری تزویج مین نے کی تو بھی صحیح ہے اور اِن دو لفظون سے غیر عربی زبان کے ترجمے کی طرف عدول کرنا جائز نہین مگر اُسوقت مین کہ عربی زبان سے عجز ہو اور اگر ان دونون متعاقدون مین سے کوئی عربی بولنے سے عاجز ہو تو ہر ایک جس زبان کو اچھی طرح سے جانتا ہو اُسمین کہے اور اگر کوئی بالکل بولنے پر قادر نہو یا ایک قادر ہو اور دوسرا بولنے پر غیر قادر ہو تو جو شخص عاجز ہے وہ عقد نکاح کیطرف کے اشارے اور ایما پر اکتفا کرے کہ اُسکا اشارہ کلام کا حکم رکھتا ہے اور عقد نکاح بیع کے لفظ سے اور ہبہ کے لفظ سے اور تملیک کے لفظ سے اور اجارے کے لفظ سے واقع نہین ہوتا ہے خواہ اُسمین مہر کا ذکر ہو خواہ نہ ہو

اُردو مترجم کہتا ہے کہ جناب ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ رسالۂ نکاح مین فرماتے ہین کہ احادیث اور علما کے اقوال سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ دائمی نکاح نکاح اور تزویج کے دونون لفظون مین سے ہر لفظ سے واقع کر سکتے ہین مگر ہمارے بڑے بڑے علما دونون لفظون سے نہایت احتیاط کی راہ واقع کیا کرتے تھے، اور ایک فضلا کی جماعت کا مدار اسپر تھا کہ نکاح اور تزویج کے دونون لفظون سے ہر ایک کا تعدیہ دوسرے مفعول کی طرف مِن سے کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کے متعدد مقامون مین نکاح کے لفظ کا تعدیہ ذات سے ہوا ہے اور اُنمین سے ایک یہ آیہ کریمہ ہے اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ اور تزویج بھی بعضی آیتون مین ذات سے متعدی ہوئی ہے جیسے کہ قول باریتعالی کا زَوَّجْنَاکَہَا اور بعضی آیتون مین ب سے متعدی ہوئی ہے جیسے قول باریتعالی کا وَزَوَّجْنَاہُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ اور مین نے بہت سے اخبار مین مِن سے متعدی دیکھا ہے بس احتیاط اسمین یہ ہے کہ جیسے ہر طور پر وارد کیے جائین اور اگلی آیتون مین کہ بیان ہوئی ہین اُنمین مرد کا صیغہ مقدم ہے اور مشہور اُسکا ہے پھر اگر دونون کی رعایت کیجائے تو اولی اور احوط ہوگی اور بہت سی حدیثون سے اور قولون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر باکرہ عورت بالغہ اور عاقلہ ہو تو اُسکی رضامندی نکاح مین کفایت کرتی ہے اور جبکہ ولی کی شراکت اور استقلال کا قول بھی ہے اسلیے احوط ہے کہ دونون کی رضامندی سے واقع ہو اور جناب والد مرحوم رضی اللہ عنہ کا طریقہ مرضیہ نہایت احتیاط کی راہ سے یہ تھا کہ عورت کی وکالت سے جدا اور ولی کی وکالت سے جدا اور ایک صیغے مین دونون کی وکالت سے اور فقط صیغے سے بے کسی کی وکالت کے ذکر کے چار طریق سے نکاح واقع فرماتے تھے اور باکرہ عورت کے نکاح مین ولی باپ اور باپ کا باپ یعنی دادا ہوتا ہے اور اِن دونون مین سے ہر ایک کی رضامندی کافی ہوجاتی ہے اور اگر یہ دونون مرجائین تو فقط باکرہ کی رضا کافی ہے اور اگر عورت باکرہ نہو تو اُسی عورت کی رضامندی کافی ہے گو اُسکے باپ دادا موجود ہون اور علما مین مشہور یہی ہے کہ سارے عقدون کا صیغہ انشا کے قصد سے واقع کرنا چاہیے جیسے کوئی شخص لفظ انکحت کہے اور اُس سے مراد یہ لے کہ اِس سے پہلے نکاح واقع کرچکا ہون اور اِس کلام سے نکاح واقع ہوجانے کی خبر دیتا ہون تو اِسطور سے نکاح واقع نہوگا اور اگر مراد یہ ہو کہ انکحت کے لفظ سے نکاح واقع کرتا ہون تو یہی انشا کے معنے ہین اور اِس سے نکاح واقع ہوجائیگا

اور یہی حکم سارے عقدون کا ہے جیسے کوئی بعت کیے اور اِس سے مراد یہی لے کہ اِس لفظ سے مین بیع واقع کرتا ہون اور واضح ہو کہ اِن امرون سے خالی نہین کہ یا مرد کا وکیل عورت کے وکیل کے ساتھ صیغہ پڑھیگا یا مرد عورت کے ساتھ یا مرد کا وکیل عورت کے ساتھ یا مرد عورت کے وکیل کے ساتھ صیغہ کہیگا اور اِسمین کی ہر ایک صورت مین ولی کی رضا کی رعایت کرنی چاہیے یا نہین جیسے عورت ولی رکھتی ہو یا ولی رکھتی ہو مگر کواری نہو بس یہ سب آٹھ صورتین ہوئین اور یہ سب صورتین اُسی صورت مین ہین کہ مرد اور عورت دونون بالغ اور عاقل ہون اور اگر دونون نابالغ ہون تو ایک اَور صورت نکلے گی اور اگر مرد نابالغ اور عورت بالغ یا عورت نابالغ اور مرد بالغ ہو پھر اِس سے خالی نہیں کہ نابالغ بالغ کے ساتھ یا بالغ کے وکیل کے ساتھ صیغہ پڑھیگا تو یہ سب پانچون صورتین پہلی آٹھ صورتون سے ملکر سب تیرہ صورتین ٹھہرین پہلی وہ صورت جسمین مرد کا وکیل عورت کے وکیل کے ساتھ صیغہ پڑھتا ہے اور عورت باکرہ یعنی کواری ہے تو اِس صورت مین عورت کا وکیل احتیاط کی راہ سے عورت کی طرف سے بھی ہوگا اور اُسکے ولی باپ یا دادا کی طرف سے بھی وکالت کریگا بس فرض کرتے ہین کہ مرد کا نام محمد ہے اور عورت کا نام زینب ہے تو پہلے عورت کا وکیل مہر کے تعیین کے بعد کہے اَنْكَحْتُ مُوَكِّلَكَ مُحَمَّدًا مُوَكِّلَتِي زَيْنَبَ عَلَى الصَّدَاقِ خَمْسِينَ تُوْمَانًا الْمَوْصُوفِ پھر مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ النِّكَاحَ لِمُوَكِّلِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ پھر عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ مُوَكِّلَكَ مُوَكِّلَتِي بِالْمَهْرِ الْمَعْلُومِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ التَّزْوِيجَ لِمُوَكِّلِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ پھر عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ مُوَكِّلَكَ مُوَكِّلَتِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ پھر عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ مُحَمَّدًا زَيْنَبَ عَلَى الصَّدَاقِ الْمُعَيَّنِ الْمَوْصُوفِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ پھر عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ زَيْنَبَ مُحَمَّدًا عَلَى الصَّدَاقِ الْمُعَيَّنِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ وَكَالَةً عَنْ مُوَكِّلِي پھر عورت کا وکیل کہے اَنْكَحْتُ نَفْسَ زَيْنَبَ وَكَالَةً عَنْهَا وَعَنْ اَبِيهَا اَوْ عَنْ جَدِّهَا مِنْ مُوَكِّلِكَ مُحَمَّدٍ بِالصَّدَاقِ الْمَذْكُورِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ النِّكَاحَ لِمُوَكِّلِي بِالصَّدَاقِ الْمَعْلُومِ پھر عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ بِنْتَ مُوَكِّلِي مِنْ مُوَكِّلِكَ بِالْمَهْرِ الْمَعْلُومِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي پھر عورت کا وکیل کہے اَنْكَحْتُ زَيْنَبَ مِنْ مُوَكِّلِكَ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُومِ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ لِمُوَكِّلِي **دوسری** صورت جسمین مرد اور عورت دونون خود صیغہ

پڑھیں اور عورت کے ولی بھی ہو اور کواری بھی ہو بس عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِی عَلٰی صَدَاقِ خَمْسِیْنَ
تُوْمَانًا مَوْصُوْفًا اور مرد کہے قَبِلْتُ لِنَفْسِی عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ پھر عورت کہے اَنْکَحْتُ نَفْسِی عَلَی الْمَهْرِ
الْمَعْلُوْمِ اور مرد کہے قَبِلْتُ لِنَفْسِیْ پھر عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ اَصَالَةً وَ وَکَالَةً عَنْ اَبِیْ اَوْ عَنْ جَدِّیْ
بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ اور مرد کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِنَفْسِیْ پھر عورت کہے اَنْکَحْتُ نَفْسِی مِنْ نَفْسِکَ بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ
اور مرد کہے قَبِلْتُ النِّکَاحَ لِنَفْسِیْ پھر عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلَی الْمَهْرِ الْمَذْکُوْرِ اور مرد کہے قَبِلْتُ
لِنَفْسِیْ اور اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ عورت اپنے باپ کی طرف سے یا دادے کیطرف
سے وکیل ہو کر اسی نہج سے صیغہ واقع کرے اور باپ اپنی بیٹی کے صیغے کو داماد کے ساتھ بیٹی کی
طرف سے وکیل ہو کر واقع کرے تو کہے زَوَّجْتُکَ بِنْتِیْ زَیْنَبَ وَکَالَةً عَنْهَا عَلٰی صَدَاقِ خَمْسِیْنَ تُوْمَانًا
مَوْصُوْفًا مرد کا جواب سب صورتوں میں اسی طرح ہے کہ مذکور ہو چکا ہے پھر بیٹی کا باپ کہے
اَنْکَحْتُکَ بِنْتِیْ زَیْنَبَ وِلَایَةً عَلَیْهَا وَ وَکَالَةً عَنْهَا بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ پھر داماد کے جواب کے بعد بیٹی کا باپ کہے زَوَّجْتُ بِنْتِیْ
زَیْنَبَ مِنْکَ وَکَالَةً عَنْهَا وَ وِلَایَةً عَلَیْهَا بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ پھر داماد کے جواب کے بعد بیٹی کا باپ کہے
زَوَّجْتُکَ بِنْتِیْ زَیْنَبَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمُعَیَّنِ الْمَعْلُوْمِ پھر مرد کہے قَبِلْتُ لِنَفْسِیْ عَلَی الصَّدَاقِ
الْمَعْلُوْمِ تیسری صورت یہ ہے کہ عورت کا وکیل مرد کے وکیل کے ساتھ صیغہ پڑھے اور عورت
باکرہ نہو یا ولی نرکھتی ہو جسطرح کہ پہلی قسم میں بیان ہوا ہے کہنا چاہیئے اور باپ یا دادے کی
وکالت کی لفظوں کو نکال ڈالنا چاہیے اور اگر اس قسم کے پہلے چار صیغوں کو یہ جو صیغے بیان
ہوتے ہیں انہیں ملا کر پڑھیں تو ظاہرا کافی ہیں عورت کا وکیل کہے اَنْکَحْتُ وَ زَوَّجْتُ نَفْسَ
مُوَکِّلَتِیْ زَیْنَبَ مِنْ مُوَکِّلِکَ مُحَمَّدٍ بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ - اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ النِّکَاحَ وَ التَّزْوِیْجَ وَکَالَةً
عَنْ مُوَکِّلِیْ مُحَمَّدٍ بِالْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ - چوتھی صورت یہ ہے کہ عورت مرد کے ساتھ صیغہ پڑھے اور عورت
کواری نہو یا ولی نرکھتی ہو اور اسکے صیغے بھی دوسری قسم کے صیغوں کی طرح ہیں مگر انہیں کے
تیسرے صیغے کو نہ پڑھنا چاہیے اور پانچویں اور چھٹی اور ساتویں اور آٹھویں صورتیں انھیں بیان
کی ہوئی صورتوں سے مرکب ایک قسم کے ایجاب اور دوسری قسم کے قبول کرلے لینا چاہیے
اور تفصیل سے ذکر تطویل کو چاہتا ہے نویں صورت دونوں کمسن نابالغ ہیں اور ولایت سے
عقد ہوتا ہے تو دولھن کا ولی کہے زَوَّجْتُ اِبْنَکَ بِنْتِیْ وِلَایَةً عَلَیْهَا عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ - اور

دولہہ کا ولی کہے قَبِلْتُ التَّزْوِيجَ لِابْنِي وَلَايَةً عليه على الصَّدَاقِ الْمَعْلُومِ پھر دولہن کا ولی زوجت کی جگہ انکحت کہے اَنْكَحْتُ ابْنَكَ بِنْتِي عَلَى الصَّدَاقِ الْمَعْلُومِ اور جواب کے بعد پھر دولھن کا ولی کہے اَنْكَحْتُ وَزَوَّجْتُ بِنْتِي زَيْنَبَ مِنِ ابْنِكَ مُحَمَّدٍ عَلَى صَدَاقٍ اِثْنَي عَشَرَ تُومَانًا فِضِّيًّا صَاحِبْقِرَانِيًّا دولہہ کا ولی کہے قَبِلْتُ النِّكَاحَ وَالتَّزْوِيجَ لِابْنِي اور باقی صورتین بھی انھین بیان کی ہوئی صورتون سے نکلتی ہین اور واضح رہے کہ جو شخص طرفین کی وکالت کا ارتکاب کرے وہ زبان عربی سے ماہر ہو کہ اعراب کا تمیز کر سکے اور الفاظ کو درست پڑھ سکے اور قاری سے قراءت کی تصحیح کی ہو کہ حروف کی ادا مخارج سے کر سکے اور وقف اور وصل کی رعایت اُنکے مقامون پر کرے اور اسوقت مین عرب کے ملک کے سوا اور ملکون مین مرکب نام مشہور اور متعارف ہین جیسے کہ محمد حسین اور محمد علی وغیرہ ہین اور اسکا ظاہر یہی ہے کہ عربی ترکیب سے قاعدون کی رعایت کر کے محمد حسین اور محمد علی کو دال اور نون کے زبر سے اور دال یے کے زبر سے پڑھے اور اگر عرب کے طور کی رعایت کر کے محمد علی کو دال کے زیر سے اور یے کو تنوین سے بھی کہے تو بھی احتیاط سے دور نہین اور اگر دونون مرد عورت یعنی دولہہ دولہن عقد کے وقت موجود ہون اور اگر وکیل نام کے بدلے ہذا یا ہذہ سے اشارہ کر کے کہے تو بہتر ہے اور ایجاب کے صیغے کے تمام ہونے کے پہلے قبول شروع نکرنا چاہیے اور تمام ہونے سے پہلے عرفی فاصلہ درمیان مین واقع نہونے پائے اور وکیل ہونے کے وقت دو عادل مرد یا ایک جماعت گواہون کی موجود ہو کہ اُس عورت کو جان پہچان لین کہ وہی کہتی ہے نہ دوسری کہ گواہی کے وقت گواہی دیسکین اور وکیل ہونے کے وقت اور صیغہ پڑھنے کے وقت مہر کی تعیین کر لین کہ روپیہ کس سکے کا ہے اور صیغہ شروع کرنے سے پہلے حمد وصلوٰۃ اور نکاح کی تحریص اور حرام کے عذاب پر مشتمل ایک خطبہ پڑھنا چاہیے اور خطبے کلینی مین منقول ہین جسے چاہین پڑھین بہتر ہے اور اگر وہ نہون تو ان دو کلمون کا بھی پڑھنا برا نہین ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى اَشْرَفِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِينَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَنَاكَحُوا وَتَنَاسَلُوا فَاِنِّي اُبَاهِي بِكُمُ الْاُمَمَ

یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَعِتْرَتِہِ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔ پھر نکاح کے صیغے جو بیان ہوئے حسب ضرورت مقام پڑھنا چاہیے یہان سے جناب مجلسیؒ کا کلام ہو چکا دوسری نظر حکمون مین ہے اور اِسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ نکاح مین نابالغ کی عبارت کا اعتبار نہین ہوتا خواہ ایجاب ہو یا قبول ہو اور نہ دیوانے کی عبارت کا اور نشے کے مدہوش کی عبارت کے اعتبار مین جو سمجھ نہ سکے کہ کیا کہتا ہے تردد ہے اور اظہر یہی ہے کہ صحیح نہین گو بعد اسکے ہوش مین آئے اور اجازت بھی دے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ جب مست عورت مستی مین اپنا نکاح کسی سے کرلے اور پھر ہوش مین آئے اور راضی رہے یا شوہر اُس سے ہم بستر ہو چکے پھر ہوش مین آنے کے بعد نکاح کو باقی رکھے تو وہ نکاح جاری رہیگا مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جاری نہ رہیگا مخفی نہ رہے کہ سارے اختلافی مسئلون مین عمل احتیاط پر کرنا چاہیے خصوصاً فروج کے امور مین کہ اِسمین احتیاط واجب ہے اور جو احتیاط پر عمل کرتا ہے وہ برائت ذمہ مین صاحب یقین ہے اور اِس سے بہتر کیا ہے دوسرا مسئلہ بالغہ رشیدہ عورت کے نکاح مین ولی کی اجازت شرط نہین اور کسی قسم کے نکاح مین دو گواہ کا موجود ہونا شرط نہین ہے اور اگر مرد اور عورت یا اُنکے ولی چھپا کر نکاح واقع کرین تو بھی جائز ہے اور اگر چھپانے پر دونون اتفاق کرلین تو بھی وہ نکاح خدا کے نزدیک اِس چھپانے سے باطل نہ ہوگا تیسرا مسئلہ اگر کوئی ایجاب نکاح کا کرے اور پھر دیوانگی یا بیہوشی طاری ہو جائے تو ایجاب کا حکم باطل ہو جائیگا اور اگر طرف ثانی جنون اور بیہوشی کے بعد قبول کرے تو وہ قبول لغو ہو جائیگا اور اگر اِسی طرح پر دونون متعاقدین مین سے ایک پہلے قبول کرلے اور اسکے بعد عقل زائل ہو جائے پھر اگر قبول کرنے والے کی عقل جاتی رہنے کے بعد ولی ایجاب کرے تو یہ ایجاب بھی لغو ہوگا اور عقد بیع مین بھی یہی حکم ہے چوتھا مسئلہ اور اگر مہر کی تعیین مین کوئی خیار شرط کرے تو صحیح ہے اور اگر دائمی عقد مین مہر کی تعیین نہو تو وہ عقد فاسد نہوگا اور تعیین نہونے کا جواز مہر سے مخصوص ہے کچھ اصل نکاح سے مخصوص نہین پانچوان مسئلہ جب کوئی مرد کسی عورت کے زوجہ ہونے کا اقرار کرلے اور وہ عورت بھی اُسکی تصدیق کرے یا کوئی عورت کسی مرد کے شوہر ہونے کا اقرار کرے اور مرد بھی اُسکی تصدیق کرے تو ان دونون صورتون مین اِن دونون مین زوجہ شوہر ہونے کے ثبوت کا ظاہر کے موافق حکم کرینگے اور ایک دوسرے کی میراث پائیگا اور اگر ایک اُن دونون مین سے

ہے دونون کے اقرار کرے بس اُس پر کہ جسنے اقرار کیا ہے عقد کے لوازم کا حکم کرینگے اور جسنے کہ اقرار نہین کیا ہے اُسپر حکم نکرینگے چھٹا مسئلہ جب کسی شخص کے کئی بیٹیان ہون اور انہین سے ایک کی تزویج کرے اور اُسکا نام عقد کے وقت بیان نہ کرے اور دل مین اُسکا قصد کر لیا ہو پھر جسپر عقد واقع ہوا ہے اُس لڑکی مین نزاع واقع ہو بس اگر شوہر اُن لڑکیون کو دیکھ چکا ہو تو باپ کا قول مقبول ہوگا اِسلیے کہ ظاہر حال اِسی پر دلالت کرتا ہے کہ شوہر نے تعیین کے اختیار کو اُنہین کے باپ پر چھوڑ دیا تھا اور لڑکیون کے باپ پر واجب ہے کہ جس لڑکی کا عقد نکاح کے وقت دل مین قصد کیا ہے اُسی کو دے اور اگر شوہر نے اُن لڑکیون کو نہ دیکھا ہو تو یہ عقد نکاح باطل ہے اِسلیے کہ شوہر کے سامنے منکوحہ کی تعیین نہین ہوئی اور شیخ علی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اِن دونون صورتون مین عقد نکاح کا بطلان اصح ہے ساتوان مسئلہ عقد نکاح مین شرط ہے کہ زوجہ کو غیر زوجہ سے متمایز اِس طریق سے کرے کہ اُس زوجہ کی طرف اشارہ کرے یا اُسکا نام بیان کرے یا اُسکی صفت بیان کرے پھر اگر کوئی شخص اپنی دو بیٹیون مین سے ایک بیٹی کی بے تعیین کے تزویج کرے یا اُس حمل کی جو اُس زوجہ کے پیٹ مین ہے تزویج کرے تو اسطرحکا عقد صحیح نہین آٹھوان مسئلہ جب کوئی مرد کسی عورت کے زوجہ ہونے کا دعوی کرے اور اُسکی بہن اُس مرد کے شوہر ہونے کا دعوی کرے اور ہر ایک اپنے اپنے دعوے پر ثبوت دے بس اگر اُس مرد نے اُس عورت سے جو زوجہ ہونے کا دعوی کرتی ہے ہمبستری کی ہے تو اِس صورت مین اُسی عورت کے ثبوت کو مرد کے ثبوت پر ترجیح ہے اِسلیے کہ ہمبستری حسب ظاہر اُس عورت کے دعوے کے ثبوت کی تصدیق کرنے والی ہے اور یہی حکم ہے جب اُس عورت کے ثبوت کی تاریخ مرد کے ثبوت کی تاریخ پر مقدم ہو اور جبکہ یہ دونون باتین نہون اور وہ دونون بہنین سب باتون مین یکسان ہولین تو اِس صورت مین مرد کے ثبوت کو ترجیح ہے اور اِس حکم کی مستند روایت ہے نوان مسئلہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور دوسرا شخص دعوی کرے کہ یہ عورت میری جورو ہے تو اُس شخص کے دعوے کی طرف التفات نہ کرین گے مگر جب ثبوت رکھتا ہوگا تو التفات کرینگے اور سنین گے دسوان مسئلہ جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت سے کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اسکے بعد اُس غلام کا آقا اُس لونڈی کے مالک سے اُسکو مول لے لینے

پس اگر وہ غلام اُس لونڈی کو اپنے آقا کے لیے مول لیگا تو وہ عقد باقی رہیگا اور اگر وہ غلام اُس لونڈی کو اپنے لیے آقا کے اذن سے مول لے یا مالک مول لینے کے بعد اُس غلام کو اُسکا مالک کر دے تو اگر بندے کے مالک ہونیکے قائل ہون تو عقد نکاح باطل ہو جائے گا اِسلیے کہ اِس صورت مین شوہر زوجہ کا مالک ہوگا اور ملک عقد زوجیت کی منافی ہے اور اگر اِسکے قائل ہون کہ بندہ مالک نہین ہوسکتا ہے تو وہ لونڈی اُسکے آقا کا مال ہے گو اُسے دیدا ہے بھی جیساکہ بعضے علما کا مذہب ہے تو اِس صورت مین عقد نکاح اپنے حال پر باقی ہے اور اگر کچھ اُس غلام مین سے آزاد ہوا اور کچھ مملوک ہو اور اپنی زوجہ کو اُسکے مالک سے مول لیلے تو اُن دونون کا نکاح باطل ہوجائیگا خواہ اپنے ذاتی دامون سے خرید کیا ہو خواہ اپنے اور اپنے آقا کے مشترک دام سے مول لیا ہو۔

تیسری فصل عقد نکاح کے اولیا کے بیان مین ہے اور اِسمین دو فصلین ہین۔

پہلی فصل اولیا کی تعیین مین ہے نکاح کی ولایت نہین ہے مگر باپ کو یا باپ کے باپ یعنی دادے کو کتنا ہی دادا اوپر دار جائے یعنی دادے کا دادا ہو اور غلام کے عقد نکاح مین اُسکے آقا کی ولایت ہوتی ہے اور وصی کو اور حاکم شرع کو بھی ولایت ہوتی ہے اور آیا دادے کی ولایت مین باپ کا جیتے رہنا شرط ہے بعضے علما کہتے ہین کہ ہان ایک روایت کے اعتبار سے جو اِس بارے مین وارد ہوئی ہے شرط ہے اور وہ روایت ضعف سے خالی نہین اور وجہ یہی ہے کہ باپ کا جیتے رہنا شرط نہین بلکہ اگر یتیم کا باپ مر بھی گیا ہو تو بھی اُسکا دادا اُسکے عقد نکاح کی ولایت کرسکتا ہے اور باپ دادے کی ولایت نابالغ عورت پر بھی ثابت ہے گو اُسکی بکارت ہمبستری وغیرہ سے جاچکی ہو اور اُسے ولی کے کیے عقد کے فسخ کا اختیار بلوغ اور رشد کے بعد نہین ہے اور یہی قول ظاہر ہے اور آیا باپ دادے کی ولایت بالغہ باکرہ رشیدہ عورت پر ثابت ہوتی ہے اِسمین دو روایتین ہین اور اُنہین کی اظہر یہی روایت ہے کہ رشیدہ باکرہ عورت پر سے ولایت جاتی رہتی ہے اور اپنے عقد نکاح مین مختار ہو جاتی ہے خواہ دائمی نکاح ہو یا منقطع یعنی متعہ ہو اور بعضے علما کہتے ہین کہ عورت باکرہ بالغہ رشیدہ سوای عقد بے باپ دادے کی اجازت کرسکتی ہے اور متعہ بے اجازت نہین کرسکتی ہے اور بعضے علما اِسکے برعکس کہتے ہین اور بعضے اُسکے حکم کو دونون نکاحون کے بارے مین باپ دادے کے ہوتے ہوئے ساقط جانتے ہین اور اِس باب مین اور بھی ایک روایت ہے کہ

جو اِس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ لڑکی اپنے نکاح کی ولایت مین اپنے باپ دادا کی شریک ہے
اور باپ دادے مین سے کوئی شخص بے اُس لڑکی کی رضامندی اُس لڑکی کا عقد نہین کرسکتا ہے
لیکن بالغہ رشیدہ باکرہ نکاح کی خواہش اپنی برادری کے یعنی ایمان کے شریک سے کرے اور باپ
دادا اُسکی خواہش اور رغبت کے ہوتے ہوئے اُسے مانع آئین تو اُس لڑکی کو اپنی تزویج آپ
کرلینا جائز ہے گو وہ ناخوش بھی ہون یعنی باپ اور دادے کو بالغہ باکرہ رشیدہ پر اور بالغ رشید
لڑکے پر علما کے اجماع سے ولایت نہین رہتی ہے اور باپ کی اور دادے کی ولایت سب پر خواہ
مرد ہون خواہ عورت ہون خواہ بالغ ہون خواہ نابالغ ہون دیوانگی حال ہین عقد پر ثابت ہے
جس صورت مین وہ عقد انھین مفید بھی ہو مترجم کہتے ہین کہ اِسمین خلاف ہے کہ جنون کو بلوغ اور
رشد سے پہلے عارض ہونا چاہیے یا نہین بعضے فقہا نے جنون کے اتصال کو بلوغ کے قبل سے
اِس معنے سے شرط کیا ہے کہ بلوغ کے حادث ہونے کے سبب سے ولایت منقطع نہونے پائے
اِسلیے کہ اگر منقطع ہو جائیگی تو پھر پھر کر نہ آئے گی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ اتصال کچھ شرط نہین
اور اگر مجنون کا ولی عقد نکاح کرے اور اِسکے بعد وہ ہوش مین آئے تو اُسے فسخ کا اختیار نہیں
اور مالک کو اپنی لونڈی کی تزویج جائز ہے خواہ وہ لونڈی بالغہ ہو یا نہو خواہ عاقلہ ہو یا مجنونہ ہو
اور اُس لونڈی کو اُسمین کسیطرح کا اختیار نہین ہے اور یہی حکم غلام مین بھی ہے اور حاکم شرع کو
نکاح کی ولایت کسی رشید بالغ اور نابالغ کے نکاح پر نہین ہے اور حاکم شرع کی ولایت اُسی
شخص پر ہے جو غیر رشد کے حال مین بلوغ کو پہونچے یا رشید ہونے کے بعد اسکی عقل جاتی رہے
اور اُسکے لیے نکاح کا کرنا صلاح بھی ہو اور وصی کو نکاح کی ولایت نابالغ پر نہین ہوتی ہے گو وصی
نے اُسے صریح یتیم کے نکاح کا حکم کیا ہو اور یہی اظہر بھی ہے اور وصی کو اُس یتیم کی تزویج پہونچتی ہے
جو فساد عقل کے حال مین بالغ ہوا ہو جب اُسے معلوم ہو جائے کہ اُسے نکاح کی احتیاج بھی ہے اور
جسپر حجر اسراف کے سبب سے واقع ہوا ہو تو اُسے بے اضطرار کی حالت کے تزویج جائز نہین اور
اگر بے اضطرار کے عقد واقع کریگا تو وہ عقد فاسد ہو جائیگا اور اگر اُسے نکاح کرنیین ناچاری ہو
تو حاکم شرع کو اُسے نکاح کرنے کی اجازت دینا جائز ہے خواہ زوجہ کو معین کردے خواہ مطلق چھوڑدے
اور اگر حاکم شرع کی بے اجازت اضطرار کے ہونے پر نکاح کرلے تو صحیح ہے اور اگر مہر مثل سے زیادہ

مہر قرار دیگا تو وہ زیادتی مہر کی باطل ہو جائے گی اور مہر مثل دینا چاہیے۔

دوسری فصل لواحق مین ہے اور اُسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر عورت بالغہ رشیدہ کیسکو اپنے نکاح کا وکیل کرے اور ناکح کو معین نکرے اور وہ وکیل اُسے اپنے عقد مین لائے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ صحیح نہین اِسلیے کہ اسکے جائز نہونے مین عمار ساباطی نے ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ ایجاب کرنیوالا اور قبول کرنیوالا ایک ہی شخص ہو لیکن اشبہ جواز ہے اِسلیے کہ اقوی قول یہی ہے کہ اعتباری تغایر ایجاب کرنیوالے اور قبول کرنیوالے مین کفایت کرتا ہے لیکن دادا اگر ایک بیٹے کی بیٹی کا نکاح دوسرے بیٹے کے بیٹے سے کرے یا باپ اپنی بیٹی کا نکاح اپنے موکل سے کرے اور یہی ہر ایک باپ دادے اِن دونون عقدون مین دونون طرفون کے متولی ہون تو جائز ہے دوسرا مسئلہ جب نابالغ عورت کا ولی اُس عورت کا نکاح کسی شخص سے مہر مثل سے کم پر کرے تو اُس لڑکی کو مہر یا نکاح کا فسخ جائز ہے اِسمین تردد ہے اظہر یہی ہے کہ جائز ہے یعنی جس صورت مین کہ اُس منکوحہ کے لیے مصلحت نہو اور اگر اُسکی اصلاح کم مہر کرنے مین ہو پھر تو اعتراض ہی جائز نہین تیسرا مسئلہ عورت کا صیغہ پڑھنا عقد نکاح مین بالغہ رشیدہ ہونے پر معتبر ہے بس عورت کو اپنے عقد نکاح کا واقع کرنا جائز ہے اور کسی مرد یا عورت کا وکیل بنتا ایجاب مین اور قبول مین جائز ہے چوتھا مسئلہ فضولی نکاح اجازت پر موقوف ہوا کرتا ہے اور اجازت کے بعد پھر نئے سرسے عقد پڑھنے کی ضرورت نہین اور یہی اظہر ہے بس اگر بالغ عورت کا نکاح باپ دادے کے سوا کوئی اور نزدیک دور کا قرابتی واقع کرے تو وہ عقد صحیح نہوگا مگر جبکہ وہ عورت نکاح کی اجازت دیوے خواہ وہ عقد واقع کرنیوالا اُسکا چچا یا بھائی ہو اور باکرہ عورت مین پوچھنے کے وقت چُپ رہنے پر بھی قناعت کرسکتے ہین مگر شرط یہ ہے کہ اُسکی کراہت نکرنے پر کوئی قرینہ بھی ہو اور ثیب یعنی وہ بیاہی عورت کو نکاح کرنے کی اجازت دینے کی تکلیف دینگے اور عورت مملوکہ یعنی لونڈی ہو تو اُسکا نکاح اُسکے مالک کی اجازت پر موقوف ہے اور اِسیطرح پر اگر کم سن نابالغہ عورت ہو اور اُسکا باپ یا دادا اُسکے نکاح کی اجازت دے تو صحیح ہے پانچوان مسئلہ جب ولی کافر ہو تو اُسکی ولایت نہین اور اگر باپ کافر ہو اور دادا مسلمان ہو تو دادا کی ولایت ثابت ہوگی نہ باپ کی اور یہی حکم ہے اگر باپ دیوانہ یا بیہوش ہو جائے اور اگر مانع یعنی جنون یا بیہوشی جاتی رہے تو ولایت عود

کرآئے گی اور اگر باپ اپنی بیٹی کے لیے کوئی شوہر پسند کرے اور دادا دوسرے کو پسند کرے بس جو عقد پہلے ہو جائیگا وہی صحیح ہے اور پیچھے والا عقد باطل ہے اور اگر نابالغ عورت کے شوہر کی تعیین مین باپ اور دادا تنازع کرین تو دادے کی پسند مقدم ہے نہ باپ کی اور اگر دونون ایک ہی وقت مین عقد واقع کرین تو دادا کا کیا ہوا عقد ثابت رہیگا اور باپ کا کیا عقد ثابت نہ رہیگا **چھٹا مسئلہ** اگر ولی نابالغہ لڑکی کی تزویج کسی دیوانے یا خصی سے کردے تو نکاح صحیح ہے لیکن لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہے کہ خواہ ولی کے فعل پر راضی رہے یا نکاح کو فسخ کروالے اور یہی حکم ہے اگر نابالغ لڑکے کا ولی کسی ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جسمین فسخ کے موجب عیبون مین سے کوئی عیب ہو اور اگر ولی نابالغہ لڑکی کا نکاح کسی غلام سے کردے تو اُسے فسخ کا اختیار بلوغ کے وقت نہین ہے اور یہی حکم ہے کہ اگر نابالغ لڑکے کا نکاح کسی لونڈی سے کردے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ ولی کی ولایت سے نابالغ لڑکے کا نکاح لونڈی سے کرنا جائز نہین اسلیے کہ لونڈی سے نکاح کرنے کا جواز حرام مین گرفتار ہو جانے کے ڈر سے مشروط ہے اور نابالغ لڑکے مین یہ ڈر نہین ہوتا **ساتوان مسئلہ** لونڈی کو اپنے مالک کی بے اجازت نکاح کرنا جائز نہین گو مالک عورت ہو خواہ دائمی نکاح ہو یا متعہ ہو اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ جب لونڈی کی مالک عورت ہو تو اُسے بے اجازت اپنی مالکہ کے متعہ کرنا جائز ہے اور پہلا قول اشبہ ہے **آٹھوان مسئلہ** جب نابالغ لڑکے کا باپ اور نابالغہ لڑکی کا باپ دونون ولایت سے دونون کا نکاح واقع کرین تو اُن دونون کا نکاح لازم ہو جائیگا اور جو ان ناکح منکوحہ مین سے مرجائیگا تو ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور اگر ایسے نکاح کو ولی کے سوا کوئی اور واقع کریگا اور اُنمین سے ایک بلوغ کے پہلے مرجائے تو عقد اور مہر اور میراث باطل ہے اسلیے کہ یہ فضولی عقد ہے بلوغ کے بعد کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر اِن دونون مین سے کوئی بالغ ہو جائے اور اِس عقد سے رضامندی ظاہر کرے تو اُسکی طرف سے عقد لازم ہو جائیگا پھر اگر وہ مرجائیگا تو اُسکے ترکے سے دوسرے کا حصہ نکال رکھین گے پھر اگر دوسرا بھی بالغ ہو کر اُس عقد کی اجازت دے تو اُس سے قسم لین گے کہ میراث لینے کے لیے تو اجازت نہین دی ہے اور قسم کے بعد وہ وارث ہوگا اور اگر اِن دونون مین کوئی بلوغ کے بعد بے اجازت دیے مرجائے تو عقد اور میراث دونون باطل ہین **نوان مسئلہ** جب مالک

اپنے غلام کو عقد نکاح کے واقع کرنے کی اجازت دے تو وہ نکاح صحیح ہے اور اگر اجازت مطلق ہو اور مہر کی تعیین نہ کی ہو تو اُس غلام کو مہر مثل پر عورت سے نکاح کرنا چاہیے پھر اگر اس صورت مین مہر مثل سے زیادہ مہر قرار دیگا تو وہ زیادتی اُسی غلام کے سر ہے جب آزاد ہو گا تو اُسکا بھر یگا اور مہر مثل اُسکے مالک کے ذمے ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ بھی اُسی کے کارکسب سے متعلق ہے اور پہلا قول اظہر ہے اور غلام کی جورو کے روٹی کپڑے مین بھی یہی حکم ہے دسوان مسئلہ جس غلام مین سے کچھ آزاد ہو چکا ہو تو اُسکے مالک کو اُسکے نکاح کے واقع کرنے مین اُسپر جبر نہین پہونچتا ہے۔ گیارھوان مسئلہ جب کوئی لونڈی کسی نابالغ کی ملک مین ہو تو اُسکے نکاح کا اختیار اُسی نابالغ کے ولی کو ہے اور نابالغ کو بلوغ کے بعد اُس کے نکاح کا فسخ کرنا جائز نہین اور عورت کو اپنے نکاح مین اپنے باپ کی اجازت لینا مستحب ہے خواہ کواری ہو خواہ دوباجہ ہو اور اگر اُسکے باپ دادا نہون تو اُسے اپنے بھائی کا نکاح مین وکیل کرنا مستحب ہے اور اگر کئی بھائی ہون تو سب سے بڑے بھائی پر اعتماد کرے اور سب بھائیون مین سے اگر ہر ایک ایک کو اُسکے لیے پسند کرے تو سب سے بڑے بھائی کی پسند کو قبول کرے یہان تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جب ایک عورت کا نکاح اُسکے دو بھائی دو مردون سے واقع کرین اور اُسنے اُن دونون کو تزویج مین وکیل کیا ہو تو پہلا عقد صحیح ہے اور دوسرا باطل ہے اور اگر دوسرے سے ہمبستر ہو اور حاملہ ہو جائے تو لڑکا دوسرے سے ملحق ہو گا اور اُسے اُسکا مہر دینا چاہیے اور پہلے شوہر کیطرف بعد عدے کے پھیر دیجائیگی یعنی دوسرے سے ہمبستری کی حرمت نجاننے کی صورت مین یہ ہے کہ وطی شبہہ ہو جائیگی اور جب دونون اِس فعل کی حرمت سے واقف ہونگے اور پھر ایسا کرینگے تو یہ فعل زنا ہو گا اور عورت کچھ مہر نپائیگی اور لڑکا بھی زانی سے ملحق نہو گا اور اگر مرد حرمت کو جانتا ہو اور عورت حرمت کو نجانتی ہو تو اِس صورت مین مرد زناکار ہے اور عورت کا مہر دیگا اِسلیے کہ اُسکی طرف سے وطی شبہہ یعنی ہمبستری شبھے سے ہوئی ہے اور اگر دونون نے ایک حال مین بے تقدیم اور تاخیر کے دو شخصون سے عقد کیا ہے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ بڑے بھائی کا عقد مقدم ہے اور یہ دعوی بے دلیل ہے اور اگر عورت نے بھائیون کو عقد کی اجازت نہین دی ہے اور عقد فضولی اُنھون نے کیا ہے تو وہ عورت مختار ہے جس عقد کی اجازت دیگی وہی واقع ہو جائے گا اور اُس عورت کے حق مین بہتر یہی ہے کہ سب سے بڑے بھائی کے عقد پر

راضی ہوا ور انہین سے جس سے وہ عورت اجازت کے پہلے ہمبستر ہوا اُسی شوہر کا عقد متحقق ہو جائیگا اِسلیے کہ ہمبستری فعلی اجازت ہی مترجم کہتے ہین کہ یہ مسئلہ عقد فضولی کے صحیح ہونے اور اجازت پر موقوف رہنے والے قول پر متفرع ہے جیسا کہ بعضے فقہا کا مذہب ہی دوسرا مسئلہ ماں کو بیٹے کے نکاح کی ولایت نہین ہوتی ہے اگر ماں اپنے بیٹے کا فضولی عقد پڑھوا ئے خواہ وہ بیٹا چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو اگر وہ لڑکا بالغ ہو کر راضی ہوگا تو عقد لازم ہو جائیگا اور اگر اُس عقد سے راضی نہوگا تو ماں کو لازم ہے کہ مہر دیدے اور اِسمین تردد ہے اِسلیے کہ فضولی عقد مین عقد واقع کرنیوالے پر مہر نہین ہوتا ہے اور بعضے فقہا نے ماں پر مہر کے وجوب کی رعایت کی عبارت کو اِسطرف لیگئے ہین کہ جب ماں نے بیٹے کی وکالت کے ادعا سے نکاح کیا ہو تو اُس صورت مین اُسے مہر دینا لازم ہے تیسرا مسئلہ جب کوئی غیر شخص کسی عورت کا نکاح کسی مرد سے کرے اور شوہر کہے کہ اُس غیر شخص نے تیری بے اجازت تیرا نکاح کیا ہے اور عورت کہے کہ مین نے اُسے اجازت دی تھی تو مقبول قول عورت ہی کا قسم کے ساتھ ہے خواہ فضولی عقد صحیح ہو یا نہو اِسلیے کہ وہ عورت عقد کی صحت کا دعوی کرتی ہے اور مرد عقد کے بطلان کا دعوی کرتا ہے بس اصل کے خلاف کے مدعی کے ذمے ثبوت ہے۔

چوتھی فصل نکاح کی حرمت کے سببون مین ہے اور وہ چھ سبب ہین پہلا سبب نسب ہے اور نسب سے سات قسم کی عورتین حرام ہوتی ہین ایک ماں دادی نانی حرام ہین کتنے ہی اوپر کو جائین جیسے ماں کی ماں کی ماں وغیرہ اور دادی کی دادی وغیرہ ہین دوسری صلبی بیٹیاں حرام ہین اور اُنکی بیٹیاں کتنے ہی اسفل کو جائین یعنی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی وغیرہ تیسرے بیٹے کی بیٹیاں حرام ہین کتنی ہی اسفل ہون یعنی جیسے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی وغیرہ ہین چوتھی بہنین حرام ہین خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی یا اخیافی ہون یعنی سگی ایک ماں باپ سے بہنین ہون خواہ سوتیلی فقط ماں کی طرف سے یا باپ کی طرف سے ہون اور بہنون کی بیٹیاں اور اُنکی اولاد کی بیٹیاں پانچوین پھوپھیاں حرام ہین یعنی باپ کی بہنین خواہ باپ کی وہ حقیقی ایک ماں باپ سے بہنین ہون خواہ فقط باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے ہون اور اسیطرح دادی نانی کی بہنین حرام ہین کتنی ہی بلند ہون چھٹی خالائین حرام ہین یعنی ماں کی بہنین خواہ ایک ماں باپ سے سگی بہنین ہون یا سوتیلی صرف ماں کی طرف سے یا باپ کی طرف سے بہنین

ہون اور کتنی ہی بلند ہون تسا تو ین بھائی کی بیٹیان حرام ہین خواہ سگا بھائی ایک مان باپ سے ہو یا سوتیلا فقط مان کی طرف سے یا باپ کی طرف سے ہو خواہ بھائی کی سگی بیٹیان ہون خواہ اُسکی اولاد کی بیٹیان ہون اور کتنی ہی اسفل ہون یعنی جیسے بھائی کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی وغیرہ اور اسی مثل مین عورتون پر مرد حرام ہین بس عورتون پر باپ حرام ہین گو کتنے ہی بلند ہون اور بیٹے حرام ہین اور بھائی اور بھائی کے بیٹے اور بہن کے بیٹے حرام ہین اور عورت پر چچا حرام ہے کتنا ہی بلند ہو اور ماموں حرام ہے۔ تین فرعین پہلی **فرع** نسب صحیح نکاح سے اور وطی شبہہ سے یعنی شبہے کی ہمبستری ثابت ہوتا ہے اور زنا سے نسب ثابت نہین ہوتا ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اُسکے نطفے سے لڑکا پیدا ہوا اور اُسپر یقین حاصل ہو کہ اُسی زانی کے نطفے سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے تو بھی یہ لڑکا شرع شریف کی رو سے اُس زانی سے منسوب نہوگا اور آیا نکاح اُس حرام کے بیٹا بیٹی کا زانی اور زانیہ کے ساتھ حرام ہے سو وجہ یہی ہے کہ حرام ہے اسلیے کہ یہ اولاد انھین کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے اور لغت کے رو سے انھین بیٹا بیٹی کہین گے دوسری **فرع** اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو طلاق دے اور طلاق کے بعد کوئی دوسرا شخص وطی شبہہ کرے یعنی اپنی بی بی یا حرم کے شبہے سے اُس مطلقہ سے ہمبستر ہو جائے نہ زنا کے یقین سے اور اُس مطلقہ سے لڑکا پیدا ہو پھر اگر شبہے کی ہمبستری سے اور ولادت کے زمانے تک چھ مہینے سے کم گزرے ہون کہ پورے چھ مہینے کم سے کم حمل کی مدت ہین اور مطلق یعنی طلاق دینے والے کی ہمبستری سے چھ مہینے یا زیادہ گزرے ہون کہ اکثر مدت حمل سے کہ پورے نو مہینے ہین کم ہون یا پورے حمل کی اکثر مدت بھر ہون تو اس صورت مین حکم کیا جائیگا کہ یہ لڑکا طلاق دینے والے سے پیدا ہوا ہے اور شبہے والی ہمبستری سے نہین پیدا ہوا ہے لیکن اگر شبہے والی ہمبستری پر چھ مہینے کم گزرے ہونگے اور مطلق کی ہمبستری پر نو مہینے سے زیادہ گزر چکے ہونگے تو ان دونون مین کسی سے یہ لڑکا ملحق نہوگا اور ہر ایک کی طرف منسوب ہونے کا احتمال رکھیگا تو قرعے سے حکم کرنا چاہیے اور اسمین تردد ہے اشبہ یہی کہ دوسرے سے یعنی شبہے سے ہمبستری کرنے والے سے منسوب ہوگا اور دودھ کا حکم نسب کا تابع ہے یعنی ان دونون مین سے جس سے یہ لڑکا منسوب ہوگا اُسی کا دودھ بھی ٹھہریگا اور رضاع کے احکام اُسی سے متعلق ہونگے تیسری **فرع** اگر کوئی شخص اپنی جورو کی بیٹے کے اپنے نطفے سے

ہونے کا انکار کرے اور اُس عورت کے ساتھ شرعی طور پر جیسا کہ آگے انشا اللہ تعالیٰ بیان ہوگا ملاعنہ کرے تو اُس لڑکے کا انتساب اُس شخص سے جاتا رہیگا پھر اسکے بعد اگر اُسکے بیٹے ہونے کا اقرار کرے گا تو لڑکا اُسکی طرف عود کر آئیگا اور دُودھ بھی اُسکی طرف پھر آئیگا مگر اس صورت مین لڑکا تو ملاعنہ کرنے والے کی میراث لے گا اور ملاعنہ کرنے والا اُس لڑکے کی میراث نپائے گا دوسرا حرمت کا سبب رضاع یعنی دودھ ہے اور نظر اُسکی شرطون اور حکمون مین ہے دودھ پینے سے حرمت پھیلنے کی کئی شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ دودھ نکاح سے پیدا ہوا ہو اگر کسی عورت کے بے ہمبستری کے دودھ نکل آئے اور وہ دودھ کسی لڑکے کو پلائے تو یہ دودھ نکاح کرنے کی حرمت کا سبب ہوگا اور اگر دودھ زنا سے پیدا ہوا ہو تو اُسکا بھی یہی حکم ہے اور بعضے فقہا اسے بھی نکاح کی حرمت پھیلنے کا سبب کہتے ہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اس سے حرمت نہین ہوتی ہے اور اسمین تردد ہے اور اشبہ یہی ہے کہ یہ دودھ بھی صحیح نکاح کے دودھ کا حکم رکھتا ہے اور اگر شوہر اپنی حاملہ بی بی کو جو اُس سے حاملہ ہوئی ہو طلاق دے اور بعد طلاق کے اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوا اور وہی دودھ کسی لڑکے کو پلائے تو بھی حرمت اُسی طرح سے پھیلے گی جسطرح سے کہ نکاح کے باقی رہنے پر پھیلتی اور یہی حکم ہے اگر وہ عورت دوسرا شوہر کرلے اور اُس سے ہمبستر ہو کر حاملہ ہو جائے پھر اگر دوسرے حمل سے پہلا دودھ سوکھ جائے پھر ایسے وقت نکلے کہ جسمین حمل کا دودھ ہوا کرتا ہے تو اس صورت مین یہ دودھ دوسرے حمل کا ہے اور پہلے حمل کا نہین ہے اور اگر دوسرے حمل کے وضع تک دودھ متصل ہے تو جو دودھ وضع حمل سے پہلے پلایا ہے وہ پہلے شوہر کا ہے اور جو دودھ کہ وضع حمل کے بعد دیا ہے وہ دوسرے شوہر کا ہے۔ دوسری شرط دودھ کی مقدار ہے اور وہ دودھ کی اتنی مقدار کا پینا ہو کہ جس سے بچے کے گوشت اُگے اور ہڈی سخت پڑے اور اگر دس مرتبے سے کم دودھ پلائے تو حرمت نہ پھیلے گی مگر ایک شاذ روایت مین کہ جسپر عمل نہین کیا گیا ہے اِس سے بھی حرمت پھیلنے کا حکم ہے اور آیا دودھ دینے سے حرمت حاصل ہو جاتی ہے اسمین دو روایتین ہین مشہور یہی ہے کہ حرمت نہین ہوتی ہے اور اگر پندرہ دفعہ دودھ دے تو حرمت پھیل جائے گی یا آٹھ پہر پلائے گی اور دفعات مین تین قیدین معتبر ہین پہلی قید یہ ہے کہ ہر دفعہ پورا دودھ پی لے اور دوسری قید یہ ہے کہ وہ دفعین پے در پے ہون یعنے بیچ مین کسی اَور عورت کا دودھ نہ پیے تیسری قید یہ ہے کہ دودھ چھاتی سے پیے نہ یہ کہ کسی برتن مین

دودھ کر پیے اور دفعہ کی مقدار عرف اور عادت سے معلوم ہو جاتی ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ
دفعہ کی مقدار یہ ہے کہ بچہ پیٹ بھر کے پی لے اور خود سے چھاتی کو چھوڑ دے پھر اگر چھاتی سے
پیتا ہے اور بعد اسکے پھر پھرے تو اس صورت مین اگر پہلی دفعہ خود سے اعراض کیا ہے تو وہ دفعہ
بھی گنتی مین آئے گی اور اگر بے اعراض کے قصد کے چھاتی چھوڑ دے جیسے سانس لینے کو یا کھیل
کے دیکھنے کو یا چھاتی بدلنے کو چھوڑے تو یہ سب ایک ہی دفعہ مین ہین اور علٰحدہ نہین ہین اور
اگر دفعہ کے پورے کرنے سے پہلے دودھ پینے سے روک دیا جائے تو اس دفعہ کا شمار نکرینگے
اور ضرور ہے کہ دودھ پیا پے متصل ایک دوسرے سے اسطرح پیے کہ ایک ہی عورت دفعون کو
پورا کرے پھر اگر ایک عورت کا کئی دفعہ دودھ پیے اور بعد اسکے دوسری عورت کا دودھ پیے اور
پھر پہلی عورت کی طرف عود کرے تو نئے سرے سے دفعون کا حساب پورے ہونے تک کرنا چاہیے
اور اگر کئی عورتین ایک لڑکے کو باری باری دودھ پلائین تو جبتک ہر ایک عورت کا دودھ پندرہ پندرہ مرتبہ
پیا پے نہ پیے گا اسوقت تک حرمت حاصل نہوگی اور جس مرد کا کہ عورت اسے دودھ دیتی ہے
دودھ دینے والی کئی عورتون کے ہونے کی صورت مین وہ مرد لڑکے کے باپ ہونے کا حکم
نہین رکھتا ہے اور اس مرد کا باپ اسکے دادا ہونے کا حکم نہین رکھتا ہے اور وہ دودھ پلانیوالی
عورت اسکی مان نہوگی جس صورت مین کہ پندرہ دفعہ پیا پے دودھ نہین پلایا ہے اور فقہا مین کے
مشہور قول پر ضرور ہے کہ دودھ چھاتی سے پیے کہ دودھ پلانے کے معنے متحقق ہو جائین پھر اگر لڑکے کے حلق
مین دودھ دین یا حقنے وغیرہ سے دودھ بچے کے پیٹ مین پہونچاوین تو بھی حرمت نہ پھیلے گی اور یہی
حکم ہے کہ اگر دودھ کا پنیر بنا کر لڑکے کو کھلائین اور یہ بھی واجب ہے کہ دودھ اپنے حال پر رہے
کسی دوسری چیز سے مل نجائے اور اگر لڑکے کے منہ مین کوئی بہتی چیز گلاب وغیرہ کی طرح کی دین
اور وہ دودھ اسمین ملجائے کہ اسپر دودھ اطلاق نکرین تو بھی حرمت سرایت نکریگی اور اگر ایسی
مردہ عورت کی چھاتی سے دودھ پیے کہ جسنے زندگی مین کچھ دودھ پلایا ہو اور اسکے مرنے کے بعد
پینے سے گنتی پوری ہو تو بھی رضاع کی حرمت نہ پھیلے گی اسلیے کہ وہ عورت مرکر آدمیون کے حکمون
سے باہر ہو گئی ہے اور جو دودھ کہ لڑکا اسکی چھاتی سے پیتا ہے وہ جانورون کا حکم رکھتا ہے اور
اس مسئلے مین تردد ہے تیسری شرط یہ ہے کہ رضاع یعنی دودھ پینے کے دنون مین دودھ پیے یعنی

اگر ایام رضاع گزرنے کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیئے تو اُسے دودھ پلانا نہ کہین گے اور
بعض فقہا کہتے ہین کہ دودھ دینے والی عورت مین یہی معتبر ہے کہ دو برس کے اندر ولادت کیوقت
سے دودھ دے اور صحیح یہی ہے کہ دودھ دینے والی کیطرف یہ معتبر نہین ہے پھر اگر کسی بچے کو دو برس
سے زیادہ گزرین اور اُسکا دودھ کسی اور لڑکے کو جو دو برس سے کم کا ہے پلائے تو بھی حرمت حاصل
ہوجائے گی اور یہی حکم ہے اگر دو سال بچہ پورے کر چکے اور پندرھوین اخیر دفعہ کے دودھ سے سیر
نہوا ہو اور دو سال کے تمام کرنے کے بعد سیر ہو تو بھی حرمت پھیلے گی اور یہ حکم اُسوقت مین ہے جب
دودھ پلانے کی دفعین جسوقت کہ دو سال تمام ہون ویسے ہی پوری ہو جائین چوتھی شرط یہ ہے کہ
دودھ ایک خاوند سے ہو بس اگر ایک عورت ایک شوہر کا دودھ سو لڑکون کو پلائے تو حرمت پھیل
جائے گی اور اُنہین آپسین نکاح حرام ہوجائیگا اور یہی حکم ہے کہ ایک مرد دس عورتون سے نکاح
کرے اور اُن سب مین سے ہر ایک ایک ایک لڑکے یا زیادہ کو دودھ پلائے تو ہر ایک بچہ دوسرے
بچے پر حرام ہوجائے گا اور اِس باب مین ایک روایت جواز مین وارد ہوئی ہے کہ فقہا نے اُسپر
عمل نہین کیا ہے اور دودھ دینے والی عورت کی نسبی اولاد اُس عورت کے دودھ پینے والے
بچے پر حرام ہوتی ہے اور دودھ دینے کے لیے مسلمان عقلمند عفت دار صفائی رکھنے والی عورت
کا اختیار کرنا مستحب ہے اور کافرہ عورت کا دودھ ندین اور اضطرار کی صورت مین ذمیہ کو حربیہ پر
اختیار کرین اور اُسے شراب کے پینے سے اور سؤر کے گوشت کے کھانے سے روکے رہین اور لڑکے
کو انا کے گھر دیکر دودھ پلوانا مکروہ ہے اور مجوسیہ انا مین کراہت موکدہ ہے اور زنا سے جنے بچے
کا دودھ پلوانا مکروہ ہے اور اسحٰق ابن عمار نے جناب امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے اُن حضرت سے پوچھا کہ میرا ایک غلام تھا اور وہ میری ایک لونڈی سے
ہمبستر ہوا اور وہ حاملہ ہوگئی پھر اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور مجھے اُس لونڈی کی ضرورت پڑی
تو مین نے اُن دونون کے درمیان کے کام کو حلال کردیا اُسکا دودھ اچھا ہوجائیگا حضرت نے فرمایا
نعم یعنی ہان ہوجائیگا اور یہ روایت شاذ ہے رضاع کے حکمو مین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جب
نکاح کی حرام کرنے والی رضاع متحقق ہوجاتی ہے تو مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کیطرف سے اور
اُسکے شوہر کیطرف سے بچے کی طرف نکاح کی حرمت سرایت کرتی ہے اور دودھ پینے والے کیطرف سے

ان دونوں کی طرف سرایت کرتی ہے پس مرضعہ اس کی ماں اور اس کا شوہر جس کا یہ دودھ تھا اس کا باپ ہو جاتا ہے اور ان دونوں کے باپ نانا دادا اور ان کی مائیں نانی دادی ہوتی ہیں اور ان دونوں کی اولاد بھائی بہنیں اور ان دونوں کے بھائی ماموں چچا ہوتے ہیں **دوسرا مسئلہ** ساری اولاد دودھ دینے والی عورت کے شوہر کی کہ جس سے دودھ ہے خواہ صلبی ہو یا رضاعی ہو اس لڑکے پر کہ جس نے اس کا دودھ پیا ہے حرام ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح پر اس دودھ پلانے والی عورت کی اولاد کہ جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے خواہ ایک واسطے سے ہو یا کئی واسطے سے ہو اس لڑکے پر کہ جس نے اس عورت کا دودھ پیا ہے حرام ہے اور دودھ پینے والے لڑکے پر رضاعی اولاد دوسرے شوہر کے دودھ کی دودھ پلانے والی عورت کی حرام نہیں ہوتی ہے یعنی ان میں آپس میں نکاح کرنا حرام نہیں **تیسرا مسئلہ** جس لڑکے نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیوں سے جس کا دودھ پلایا ہے اس لڑکے کا باپ نکاح نہیں کر سکتا ہے خواہ وہ لڑکیاں صلبی ہوں یا رضاعی ہوں اور اس طرح پر اس دودھ پلانے والی عورت کے پیٹ کی اولاد کو بھی نکاح میں نہیں لا سکتا ہے گو اولاد دوسرے شوہر کی بھی ہو اس لیے کہ اولاد کے حکم میں ہو گئی ہے اس لئے کہ بیٹے کی بہنیں بیٹیوں کا حکم رکھتی ہیں اور آیا شیر خوار لڑکے کے باپ کی اولاد جنہوں نے اس کا دودھ نہیں پیا ہے وہ دودھ پلانے والی عورت کی اولاد سے اور جس شوہر کا دودھ تھا اس کی اولاد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اس میں خلاف ہے بعض فقہا کہتے ہیں کہ وہ بھی نہیں کر سکتی ہے اور موجہ یہی ہے کہ وہ لوگ کر سکتے ہیں اور اگر کوئی عورت ایک قوم کی لڑکی کو اور دوسرے قوم کے لڑکے کو دودھ پلائے تو بھائی اور بہنوں کو اس لڑکے لڑکی کی آپس میں نکاح کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ان کے درمیان میں نہ تو کوئی نسب متحقق ہوا ہے اور نہ رضاع پائی گئی ہے۔ اور صاحب مسالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنی بیٹی کی اولاد کو دودھ پلائے خواہ وہ بچہ مرد ہو خواہ عورت ہو تو وہ اس کی بیٹی اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی اس لئے کہ وہ بیٹے کی بہن ہو جائے گی۔ اور بیٹے کی بہن بیٹی کا حکم رکھتی ہے۔ اور اگر بیٹے کی اولاد کو دودھ پلائے تو اس کی ماں اپنے شوہر پر حرام نہ ہو گی اس لئے کہ شوہر کی اولاد اور اس اولاد کی ماں بھائی بہن کا حکم نہیں رکھتے کہ شوہر کی بیٹی کے منزلے میں ہو جائے اور اس پر حرام ہو **چوتھا مسئلہ** جو رضاع کہ نکاح کی حرمت پھیلنے کا سبب ہوتی ہے خواہ نکاح سے پہلے

واقع ہوئی ہو یا نکاح کے بعد واقع ہوئی ہو نکاح کی مانع اور مبطل ہوتی ہے پس اگر کوئی مرد دودھ پیتی لڑکی سے نکاح کرے اور بعد اس کے اُسے ایسی عورت دودھ پلائے جس کے دودھ دینے سے اس صغیرہ کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے جیسے ساس یا دادیا ساس یا نانیا ساس یا نند یا شوہر کی سوتیلی ماں یا شوہر کی بھاوج ہے جب کہ دودھ اس کے باپ اور بھائی سے حاصل ہوا ہو تو اس صغیرہ لڑکی کا نکاح فاسد ہو جائے گا اسلیے کہ وہ لڑکی شوہر کے محرمات کے منزلے میں ہو جائے گی اور اگر وہی دودھ پیتی لڑکی خود جا کر چھاتی چوس کر دودھ پی لے یا اس کے کوئی اسے لیجائے یا دودھ نہ رکھنے والی کو خبر نہ ہو تو اس صغیرہ کا مہر بھی ساقط ہو جائیگا اور شوہر کو مہر کے ادا کرنے کی تکلیف بھی نہیں پہونچیگی اس لیے کہ عقد نکاح مہر کا موجب ہوتا ہے وہ منکوحہ صغیرہ کی طرف سے باطل ہوا ہے۔ اور اگر دودھ دینے والی عورت نے اپنے اختیار سے دودھ دیا ہے تو بعضے فقہا کہتے ہیں۔ کہ صغیرہ کا آدھا مہر دینا چاہیے اس لئے کہ ہم بستر سے پہلے نکاح فسخ ہوا ہے اور یہ آدھا مہر ساقط نہ ہوگا کیونکہ نکاح کا فساد زوجہ کی طرف سے نہیں ہوا ہے۔ بلکہ شوہر خود آدھا مہر دیدے اور اس کا تاوان اُس دودھ پلانے والی عورت سے اگر نکاح کے فسخ کرنے سے قصداً پلایا ہے بھر لے اور اس سب میں تردد ہے اس لیے کہ شک اسی میں ہے کہ فرج کی منفعت کے ابطال کے سبب سے تاوان بھرنے کی ذمہ داری لازم ہو جاتی ہے۔ یا نہیں اور اگر ایک شخص کی دو بیبیاں ہوں کہ ایک کم سن ہو اور دوسری بڑی ہو اور بڑی جورو چھوٹی جورو کو دودھ پلائے تو وہ دونوں عورتیں اپنے شوہر پر حرام موبد یعنی ہمیشہ کو حرام ہو جائیں گی پھر اگر بڑی بی بی سے شوہر ہم بستری کر چکا ہو تو کم سن والی کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ وہ مدخولہ عورت کی ربیبہ ہے اور ربیبہ حرام موبد ہے اور بڑی بی بی کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اُس کی بی بی کی ماں ہو گئی ہے۔ اور ساس بھی حرام موبد ہوتی ہے اور اگر بڑی بی بی سے ہم بستر نہ ہوا ہو تو وہی بڑی بی بی حرام ہو جائے گی اس لیے کہ جورو کی ماں مطلق حرام ہوا کرتی ہے خواہ اُس جورو سے ہم بستری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور وہ کم سن حرام نہ ہوگی اس لیے کہ غیر مدخولہ منکوحہ کی ربیبہ حرام موبد نہیں بلکہ اگر غیر مدخولہ منکوحہ کو طلاق دیدے تو اس کی ربیبہ سے نکاح کر سکتا ہے اور بڑی منکوحہ کو مہر پورا دینا واجب ہے اگر اس سے ہم بستر ہو چکا ہے اور اگر ہم بستر نہیں ہوا ہے تو کچھ مہر نہیں ہے اس لیے کہ نکاح کا فسخ اُسی کی طرف سے ہوا ہے اور کم سن کو مہر دینا چاہیے اس لیے کہ

اُسکے عقد کا فسخ اِس اعتبار سے ہوا ہے کہ اُسکی ربیبہ کا اور اُسکا ایک شخص کے نکاح مین رہنا جائز نہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ کم سن منکوحہ کو پورا مہر دیدے اور بڑی جورو سے تاوان بھر لے اور اگر بڑی جورو دو چھوٹی جوروون کو دودھ پلائے پھر اگر بڑی جورو سے ہمبستر ہو چکا ہے تو تینون جورو ئین حرام موبد ہو جائینگی اور اگر بڑی جورو سے ہمبستر نہین ہوا ہے تو وہی بڑی جورو حرام ہو جائے گی اور دونون چھوٹی جوروئین حرام نہونگی مترجم کہتے ہین لیکن اِن چھوٹی جوروون کا نکاح بھی فسخ ہوگا اِسلیے کہ دو بہنون کو ایک شخص کے لیے نکاح سے جمع کرنا جائز نہین اور اِس مسئلے کی دلیل وہی ہے جو پہلے ایک بڑی اور ایک چھوٹی جورو مین بیان ہو چکی ہے اور اگر ایک مرد کی دو بڑی جوروئین اور ایک چھوٹی جورو ہو اور اُن دونون بڑی جوروون مین سے اگر پہلے ایک اُسکی چھوٹی جورو کو دودھ پلائے پھر دوسری اُسے دودھ دے تو اُس مرد پر وہ بڑی جورو حرام ہو جائیگی جسنے پہلے دودھ پلایا ہے اور چھوٹی جورو حرام ہوگی اور دوسری بڑی جورو حرام نہوگی اِسلیے کہ پہلی عورت کے دودھ دینے سے دونون حرام ہو گئین اور فسخ نکاح متحقق ہو گیا اور بعد اِسکے دوسری نے دودھ پلایا ایسے غیر بچے کو جو جورو ہونے کے حکم سے باہر ہے پھر جورو کی نہ ماں بنے گی کہ شوہر پر حرام ہو جائے بلکہ گویا اُسنے اُسکی بیٹی کو دودھ پلایا ہے اور شوہر کی بیٹی کے دودھ پلانے سے جورو حرام نہیں ہو جاتی ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ دوسری بڑی جورو جسنے بعد مین دودھ دیا ہے وہ بھی حرام ہو جائے گی اِسلیے کہ ایسی لڑکی کو دودھ پلایا ہے جو اُسکے خاوند کی جورو تھی بس ساس کا حکم رکھتی ہے اور یہی قول بہتر ہے اور اِن تینون صورتون مین نکاح فسخ ہو جائینگے اِسلیے کہ اِن تینون صورتون مین حرام اجتماع ہوا جاتا ہے اِسلیے کہ ماں بیٹیاں دونون نکاح مین آئی جاتی ہین اور یہ جائز نہین اور حرمت اُسی دستور سے ہے جو بیان ہو چکا ہے اور اگر کوئی جورو کو طلاق دے اور وہ مطلقہ اُسکی چھوٹی جورو کو دودھ پلائے یعنی وہ دودھ پلائے جو اُسی شوہر سے حاصل ہوا تھا تو اُس شوہر پر دونون عورتین حرام موبد ہو جائینگی پانچوان مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو کہ جس سے وہ ہمبستر ہوا ہو اور وہی لونڈی اُسکی چھوٹی جورو کو دودھ پلائے تو وہ لونڈی اور وہ چھوٹی جورو اُس شخص پر دونون کی دونون حرام ہو جائین گی اور چھوٹی جورو کا مہر اُس لونڈی کے آقا کو دینا لازم ہوگا اور آقا لونڈی سے تاوان بھر نسکے گا اِسلیے کہ مالک کا کوئی مال اپنے

مملوک کے ذمّے نہین ہوتا ہے اور اگر اُس لونڈی کا کوئی دوسرا شخص مالک ہو اور وہ شخص عقد نکاح کے سبب سے اُس سے ہمبستر ہوا ہو بعد اسکے اُسنے اُسی کی چھوٹی جورو کو دودھ پلایا ہو تو اُسکے مہر کا تاوان اُس لونڈیکے آزاد ہونے کے وقت اس سے کمواکر بھر لیگا اور مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک اِس مسئلے مین تردد ہے اور اگر اِسکے قائل ہون کہ مہر کا تاوان بھرنا اُس لونڈی پر واجب ہے تو مہر کے ادا کرنے کے لیے اُس لونڈی کے بیچنے کا حکم نہین کر سکتے ہین بلکہ اتنا انتظار کھینچین گے کہ اُسکا مالک اُسے آزاد کر دے پھر اُس سے مطالبہ ہوگا چھٹا مسئلہ اگر دو شخصون کی دو جورو ین ہون ایک کی جورو چھوٹی دودھ پیتی ہو اور دوسرے کی بڑی ہو اور ہر ایک اُن دونون مردون مین اپنی اپنی جورو کو طلاق دیدے اور دوسرے کی جورو سے نکاح کر لے اور بعد اسکے بڑی عورت چھوٹی کو دودھ پلائے تو بڑی عورت اُن دونون مردون پر حرام ہوگی اور چھوٹی بھی حرام موبد ہوگی اُس مرد پر جو بڑی سے ہمبستر ہوا ہے اور اِس مسئلے کی دلیل گزرے مسئلون سے ظاہر ہوتی ہے ساتوان مسئلہ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ عورت میری دودھ شریک بہن ہے یا رضاعی بیٹی ہے اور ایسی وجہ سے کہے کہ سچ کا احتمال ہوتا ہو بس اگر عقد سے پہلے کہیگا تو اُس سے اُس عورت کے نکاح کی حرمت کا ظاہر مین حکم کر دیا جائیگا اور اگر یہ عقد نکاح کے بعد کہیگا اور ثبوت رکھتا ہوگا تو اُسکے کہنے کے موافق حکم کیا جائیگا پھر اگر یہ ہمبستری سے پہلے کہا ہے تو اُس عورت کا کچھ مہر اُسکے ذمّے نہین ہے اور اگر ہمبستری کے بعد کہا ہے تو جو اُسکا مہر قرار دیا ہے وہ دینا چاہیے اور اگر اِس کہنے کا ثبوت نہین رکھتا ہے اور زوجہ منکر ہو تو لازم ہے ہمبستر ہونے پر کہ پورا مہر دے اور اگر ہمبستر نہین ہوا ہے تو فقہا کے مشہور قول پر آدھا مہر دے اور اگر عورت کہے مین اِسکی دودھ شریک بہن یا رضاعی بیٹی ہون اگر یہ عقد نکاح کے بعد کہیگی تو یہ دعویٰ اُس شوہر کے حق مین قبول نہوگا مگر جبکہ ثبوت دیگی تو قبول کرینگے اور اگر وہ عورت یہ بات نکاح سے پہلے کہیگی تو حکم کرینگے کہ ظاہر اقرار کے موافق سچ کہتی ہے آٹھوان مسئلہ نکاح کی حرمت والی رضاع پر گواہی مقبول نہوگی مگر جبکہ گواہ تفصیل سے گواہی دین تو قبول کرلین گے اسلیے کہ نکاح کی حرام کرنیوالی رضاع مین اختلاف ہے اور اگر تفصیل سے بیان نکرین تو احتمال ہے کہ گواہ اُس رضاع کو حرام کرنیوالی رضاع جانتا ہو اور واقع مین وہ نکاح کی حرام کرنیوالی رضاع مین سے نہو اور گواہ کا نچہ کے

رضاع

دودھ پینے کی گواہی مین اتنا کہنا کافی ہے کہ اُسنے دیکھا ہے کہ بچے کے مُنھ مین چھاتی تھی اور وہ چوستا تھا اِسطرح کہ جیسے بچے عادت سے چوسا کرتے ہین یہانتک کہ اُسنے چھاتی کو چھوڑ دیا نوان مسئلہ جب بڑی عورت چھوٹے بچے سے نکاح کرے اور اسکے بعد نکاح فسخ ہو جائے یا لڑکیمین کسی ایسے عیب کے نکلنے کے سبب سے کہ جس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا اِس سبب سے کہ وہ زوجہ کسی کی لونڈی ہو اور پھر آزاد ہو گئی ہو کہ آزادی بھی نکاح کے فسخ ہو جانے کا باعث ہوا کرتی ہے یا کسی اور وجہ سے نکاح فسخ ہوا ہے اور پھر دوسرے سے تزویج کرے اور پہلے شوہر کو دوسرے شوہر کے دودھ کو پلائے تو وہ عورت دوسرے شوہر پر حرام ہو جائے گی اِسلیے کہ اُسکے رضاعی بیٹے کی جورو ہے اور پہلے شوہر پر بھی حرام ہے اِسلیے کہ رضاعی باپ کی منکوحہ ہے اور وہ خود اُسکی رضاعی مان ہے دسوان مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے چھوٹے دودھ پیتے بچے کی تزویج اپنی بہن کی دودھ پیتی بیٹی سے کرے پھر اُن دونون کی دادی یا نانی اُنمین سے ایک کو دودھ پلائے تو اُن دو بچون کا نکاح فسخ ہو جائیگا اِسلیے کہ دودھ پینے والا اگر بیٹا ہے تو اپنی جورو کا چچا یا مامون ہو جائے گا اور اگر وہ شیر خوار بیٹی ہے تو اپنے خاوند کی پھوپھی یا خالہ ہو جائیگی تیسرا سبب مصاہرت ہے یعنی بیٹی دینے لینے کا علاقہ قرابت ہے اور مصاہرت حلال ہمبستری سے متحقق ہوتی ہے اور زنا سے اور شبہے کی ہمبستری سے اور عورت کے بعضے مقامون کو شہوت مین چھونے سے حاصل ہونے مین اشکال اور وقت ہے بس نظر چار امرون مین ہے پہلا امر صحیح نکاح ہے جو شخص کسی عورت کے ساتھ صحیح عقد نکاح سے یا ملک سے ہمبستر ہو تو اُس ہمبستری کرنیوالے پر اُس عورت کی مائین اور نانیان اور دادیان کتنی ہی بلند جائین حرام ہو جاتی ہین جیسے مان کی مان کی مان اور نانی کی نانی کی نانی اور دادی کی دادی کی دادی وغیرہ ہین اور بیٹیان حرام ہوتی ہین کتنی اسفل ہون جیسے بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کی بیٹی وغیرہ ہین خواہ اُنکی ولادت شوہر کی ہمبستری سے پہلے ہوئی ہو یا بعد ہوئی ہو گو وہ بیٹیان اِس کی گود مین نہ پلی ہون اور اُس عورت پر ہمبستری کرنیوالے شوہر کا باپ اور دادا کتنے ہی بلند ہون اور اُسکی اولاد گو کتنی ہی اسفل ہو ہمیشہ کو حرام ہوتی ہے اور اگر محض عقد نکاح واقع ہو اور ہمبستری نہوئی ہو تو وہ عورت نکاح کرنیوالے کے باپ اور اولاد پر حرام

ہو جاتی ہے اور غیر مدخولہ منکوحہ کی بیٹی اُسکی مان سے بے ہمبستری کے نکاح کرنیوالے شخص پر ہمیشہ
حرام نہین بلکہ ماں بیٹیون کا نکاح مین جمع کرنا حرام ہے اور اگر غیر مدخولہ منکوحہ کو طلاق دیدے تو
اُسکی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے اور آیا اُس عورت کی مان محض عقد نکاح کے کرتے ہی حرام ہوتی ہے
یا نہین اِسمین دو روایتین ہین اظہر یہی ہے کہ حرام ہو جاتی ہے اور باپ کی مملوکہ لونڈی بیٹے پر
محض ملک سے حرام نہین ہوتی ہے اور نہ بیٹے کی مملوکہ لونڈی بے اُسکی ہمبستری کے باپ پر حرام
ہوتی ہے اور اگر باپ بیٹون مین سے کوئی اپنی لونڈی سے ہمبستر ہو تو وہ دوسرے پر حرام ہو جائیگی
اور باپ بیٹون مین سے کسی کو جائز نہین کہ دوسرے کی لونڈی سے ہمبستر ہو مگر نکاح سے یا ملک
سے اور باپ کو نابالغ بیٹے کی لونڈی کا ولایت سے اپنے لیے مول لینا اور پھر ملکیت سے ہمبستری
کرنا جائز ہے اور اگر کوئی باپ بیٹون مین سے بے شبہے کے دوسرے کی لونڈیون سے ہمبستری
کرے تو وہ زانی ہے لیکن اگر باپ بیٹے کی لونڈی سے ہمبستر ہو تو زنا کی حد اُسپر نہین اور اگر بیٹا
باپ کی لونڈی سے بے عقد کے اور بے شبہے کے ہمبستر ہو تو اُسپر حد لازم ہوگی اور اگر شبہے سے
ہمبستری ہوگی تو حد ساقط ہو جائیگی اور اگر باپ کی لونڈی شبہے مین بیٹے کی ہمبستری سے حاملہ
ہو جائے تو جو لڑکا کہ اُس سے پیدا ہوگا وہ آزاد ٹھہریگا مملوک نہ قرار پائے گا اور بیٹے کو اُس لونڈی
کی قیمت باپ کو دینا لازم نہین اور اگر بیٹے کی لونڈی شبہے کی ہمبستری مین باپ سے حاملہ ہو جائے
تو جو لڑکا اُس سے پیدا ہوگا وہ آزاد نہوگا بلکہ لونڈی کے مالک کا مملوک ہے اور باپ پر اُس
بچے کی قیمت جو پیدا ہونے کے وقت ہو اپنے بیٹے کو جسکی لونڈی سے لڑکا جنوایا ہے دینی واجب
ہے مگر یہ کہ وہ بچہ لڑکی ہو تو بھائی اپنی بہن کا مالک نہوگا اور اگر باپ شبہے مین بیٹے کی جورو سے
ہمبستر ہو جائے تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہوگی اِسلیے کہ تزویج کی حلیت پہلے ہے اور شبہے
کی ہمبستری اُسکے بعد لاحق ہوئی ہے یہ پہلی حلیت کو باطل نکر سکے گی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ
شوہر پر حرام ہو جائیگی اِسلیے کہ اُسکے باپ کی مدخولہ منکوحہ ہو گئی ہے اور باپ پر لازم ہے کہ اُس
عورت کا مہر اُسکو دیدے اِسلیے کہ شبہے کی ہمبستری بھی نکاح کے حکم مین ہے اور زنا نہین ہے
کہ مہر نہو اور اگر باپ کی ہمبستری کے بعد پھر بیٹا شبہے کے طریق پر اُس عورت سے ہمبستری کرے
پھر اگر یہ کہا جائے کہ شبہے کی ہمبستری حرمت کی سرایت کا باعث ہوتی ہے تو بیٹے پر دو مہر لازم

لازم ہونگے ایک پہلا مہر اور دوسرا مہر شبہے کی راہ سے ہو وکا اور اگر یہ کہا جائے کہ شبہے کی ہمبستری
حرمت کی سرایت کا باعث نہین ہوتی ہے اور یہی صحیح بھی ہے تو پہلی مہر کے سوا بیٹے پر کوئی اَور
مہر نہین ہے اور مصاہرت کے توابع مین سے جورو کی سگی بہن ہے کہ اُسے جورو کے ساتھ جمع
نہین کرسکتا ہے اور اصلی اور ذاتی حرام نہین بلکہ دو بہنون کو ساتھ ہی جمع رکھنا حرام ہے اور
اِسیطرح پر جورو کی بہن کی بیٹی اور اُسکے بھائی کی بیٹی کو اُسکے ساتھ عقد مین لانا جائز نہین مگر جب کہ
جورو اجازت دے تو جائز ہے اور اپنی منکوحہ بی بی کی پھوپھی اور خالہ سے عقد کرنا اُسکے ہوتے
ہوے جائز ہے گو وہ منکوحہ آزردہ بھی ہو اور اجازت نہ دے اور اگر بی بی کی بھانجی بھتیجی سے
اُسکی خالہ پھوپھی کے نکاح مین ہونے پر اُسکی بے اجازت عقد کرے تو یہ عقد باطل ہے اور بعضے
فقہا کہتے ہین کہ خالہ پھوپھی کو اِس عقد کا جاری کرنا پہونچتا ہے کہ اُس عقد کو چاہین نافذ کرین چاہین
فسخ کرین یا چاہین دونون بے طلاق کے فسخ نکاح کرین یا جدا ہو جائین شبہ ہے کہ آپ سے
آپ فسخ نکاح ہو جائیگا اور پہلا قول عقد کے بطلان کا سب سے بڑھکر صحیح ہے لیکن زنا سے عقد کے
بعد حرمت سرایت نہین کرتی ہے جیسے پہلے کسی عورت کو نکاح مین لائے بعد اسکے اُسکی ماں سے یا اُسکی
بیٹی سے زنا کرے یا اُسکے بھائی یا باپ سے لواطہ کرے یا باپ کی ہمبستری کی ہوئی مملوکہ لونڈی
سے یا اپنے بیٹے کی لونڈی سے زنا کرے تو یہ زنا اور لواطہ اُس پہلے حلال کو حرام نکردیگا بلکہ پہلا
حلال اپنی حیثیت پر باقی رہیگا اور جو پھوپھی خالہ کے ساتھ اُنکی بیٹیون سے عقد کے پہلے زنا کرے
تو مشہور یہی ہے کہ اُنکی بیٹیاں اُسپر حرام ہو جائینگی اور آیا پھوپھی خالہ کے سوا اور سے بھی زنا
مصاہرت کی حرمت کی سرایت کا موجب ہوتی ہے جیسے ہمبستری کی حرمت کی سرایت کا موجب
ہوا کرتی ہے اسمین دو روایتین ہین ایک یہ کہ حرمت کی سرایت کا موجب ہوتی ہے اور یہی طریق
روایت کی صحت کے سبب سے زیادہ واضح ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حرمت کی سرایت
کا موجب نہین ہوتی ہے اور شبہے کی ہمبستری مین یہ جو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صحیح نکاح
کے حکم مین ہے یعنی حرمت کی سرایت کردیتی ہے تو اسمین تردد ہے اور اظہر یہی ہے کہ شبہے کی
ہمبستری سے حرمت نہین پھیلتی ہے مگر نسب اِس طریق سے متحقق ہو جاتا ہے کہ بیٹا باپ ماں سے
ملحق ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کی میراث پاتے ہین اور نظر اور ملامست جتنی کہ غیر مالک کو

جائز ہے جیسے منہ کا دیکھنا اور ہتیلی کا چھونا یہ حرمت کی سرایت کا موجب نہین اور جو کہ غیر مالک کو جائز نہین جیسے کہ عورت کی شرمگاہ کا دیکھنا اور چومنا اور باطن بدن کو شہوت سے چھونا اسمین تردد ہے اظہر یہی ہے کہ ان باتون سے کراہت لازم ہو جاتی ہے اور نکاح کی حرمت نہین ہوتی ہے اور جو کہ انسے حرمت کی سرایت کا قائل ہوا ہے اُسنے تحریم کو باپ کی نظر اور لمس مین اور بیٹے کی نظر اور لمس مین منحصر کر دیا ہے اور منظورہ اور ملموسہ عورت کی بیٹی اور ملموسہ منظورہ کی ماں مین حرمت کو نہین لیا ہے اور مصاہرت کے جو احکام بیان ہوئے ہین انمین اور نسب اور رضاع مین کچھ تفاوت نہین اور تحریم نکاح کے مسئلون مین سے دو مقصد ہین۔

پہلا مقصد جمع کی تحریم کے مسئلون مین ہے اور یہ چھ مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی شخص دو سگی بہنون سے نکاح کرے تو پہلی کا نکاح صحیح ہے اور دوسری کا باطل ہے اور اگر ایک ہی عقد نکاح سے دونون کو عقد مین لائے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ دونون کا نکاح باطل ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ ان دونون بہنون مین سے جسے چاہے رکھ لے اور دوسری کو جدا کر دے اور اس روایت مین اکطرح کا ضعف ہے اور پہلا قول اشبہ ہے دوسرا مسئلہ اور اگر ملکیت کے سبب سے لونڈی سے ہمبستری کرے پھر اُس لونڈی کی بہن سے نکاح کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ نکاح صحیح ہے اور وہ لونڈی حرام رہیگی جبتک اُسکی بہن مالک کے نکاح مین ہو اور اگر کسی کی دو لونڈیان ہون کہ وہ دونون آپسمین بہنین ہون اور مالک دونون سے ہمبستر ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ پہلے جس لونڈی سے ہمبستر ہوا ہے وہ اُسپر حرام رہیگی جبتک دوسری کو اپنی ملک سے باہر نکر دیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر مسئلے کی جہالت سے یہ امر کیا ہے تو پہلی لونڈی حرام نہوگی اور اگر حرمت کو جان کر کیا ہے تو پہلی حرام رہیگی جب تک دوسری کو بے پہلی کی طرف عود کرنے کے قصد سے اپنی ملک سے نکال نہ دیگا اور اگر دوسری کو پہلی کیطرف عود کرنیکے قصد سے اپنی ملک سے نکال ڈالیگا اور حال ایسا ہوگا یعنی تحریم کو جانتا ہوگا تو اُسپر پہلی لونڈی حلال نہوگی اور وجہ یہی ہے کہ دوسری لونڈی اُسپر حرام ہوگی خواہ تحریم کو جانتا یا نجانتا ہو خواہ دوسری کو ملک سے نکالے یا نہ نکالے اور پہلی لونڈی اُسپر حرام نہوگی تیسرا مسئلہ کسی آزاد مرد کو کسی دوسرے کی مملوکہ لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہین مگر دو شرطون سے

ایک یہ کہ حرہ یعنی آزاد عورت کے مہر دینے کی گنجایش نرکھتا ہو یا اُسکے خرچ سنبھالنے کی گنجایش نرکھتا ہو اور نکاح نکرنے سے فعل حرام مین مبتلا ہو جانے سے ڈرتا ہو اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ بے اِن دو شرطون کے لونڈی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور یہی قول زیادہ مشہور ہے اور پہلے قول پر حرام کاری کے خوف کے دور کرنے کے لیے ایک لونڈی سے بڑھکر نکاح نہین کرسکتا ہے اور جو کراہت کا قائل ہے وہ دو لونڈیون سے نکاح کے جمع کو مباح جانتا ہے نہ دو سے زیادہ کو اسلیے کہ دو لونڈیون سے زیادہ سے نکاح کرنا علما کے اتفاق سے ناجائز ہے چوتھا مسئلہ یہ کہ دو آزاد عورتون سے زیادہ عقد مین جمع کرنا جائز نہین پانچوان مسئلہ آزاد عورت کے نکاح مین ہوتے ہوئے لونڈی کو عقد مین لانا بے آزاد منکوحہ کی اجازت جائز نہین اور اگر نکاح کر لیگا تو باطل ہوگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ آزاد منکوحہ عورت کو اختیار ہے چاہے اُس عقد کو نافذ رکھے یا فسخ کر ڈالے اور اُس آزاد عورت کو اپنے نکاح کا فسخ کر ڈالنا بھی پہونچتا ہے اور پہلا قول اشبہ ہے اور اگر لونڈی سے نکاح رکھنے پر کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کرے تو جائز ہے اور اگر وہ آزاد عورت لونڈی کو شوہر کے نکاح مین نجانتی ہو اور بعد نکاح کے اُسپر ظاہر ہو کہ اُسکے نکاح مین لونڈی ہے تو اِس صورت مین اُسے اختیار ہے خواہ اپنے عقد کو نافذ رکھے یا فسخ کر ڈالے اور اگر کوئی ایک عقد مین آزاد عورت سے اور لونڈی سے نکاح کرے تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہے اور لونڈی کا صحیح نہین چھٹا مسئلہ جو شخص نو برس سے کم کی لڑکی سے ہمبستری کرے اور افضا یعنی پیشاب اور حیض کے رستے کو ایک کر دے تو اُس مرد کو اُس عورت سے ہمبستری حرام ہے اور عورت اُسکے نکاح سے باہر نہ ہوگی اور فقہا کہتے ہین کہ اُس عورت کا روٹی کپڑا ابھی اُس مرد پر واجب ہے یہان تک کہ وہ عورت مرجائے اور اگر افضا نکرے تو نو برس کے سن سے پہلے بھی صحیح قول پر حرام نہوگی۔

دوسرا مقصد تحریم کے مسئلون مین ہے اور یہ بھی چھ مسئلے ہین پہلا مسئلہ جو شخص کسی عورت سے دوسرے کے عدہ رکھنے کے زمانے مین تزویج کرے اور اِس تزویج کی حرمت کو بھی جانتا ہو تو وہ عورت اُس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جائے گی اور اگر عدے سے اور تحریم سے نادانستہ ہو اور عقد کے بعد اُس عورت سے ہمبستر ہو تو بھی وہ عورت اُسپر حرام ہو جائیگی اور اگر عقد تو کیا ہو

اور اگر ہمبستر ہوا ہو تو وہ عقد باطل ہو جائیگا اور عدہ پورا کرنے کے بعد اُس عورت سے اُس
مرد کو نئے سر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا دوسرا مسئلہ جب کوئی شخص کسی عورت سے دوسرے کے
عدے مین ہونے پر نکاح کرے اور اُس سے ہمبستر ہوا اور اُس عورت کو پیٹ رہجائے پس اگر نکاح
کرنے والا عدے سے جاہل ہو تو شبہے والی ہمبستری ہو جائے گی اور لڑکا اُسی سے ملحق ہوگا اگر ہمبستری
کے وقت سے ولادت تک چھ مہینے کہ کم سے کم حمل کی مدت ہین گزر چکے ہون یا چھ مہینے سے زیادہ
گزرے ہون کہ حمل کی بڑی مدت یعنی نو مہینے سے نہ بڑھے ہون اور اُس عورت کو اُس مرد
سے جُدا کرین گے اسلیے کہ حرام موبد یعنی ہمیشہ کو حرام ہے اور آپس کے مقرر مہر کا اُس عورت
کو دینا لازم ہے اور وہ عورت پہلے شوہر کی عدے کو پورا کریگی پھر دوسرے شوہر کا عدہ پورا
کریگی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ ایک ہی عدہ کفایت کرتا ہے اور جو مہر کہ پہلے شوہر کے ذمے
تھا وہ اُسکا مال ہے اور دوسرے شوہر کے ذمے کا مہر بھی اگر زوجہ کی حرمت نہین جانتی
ہے تو اُسی کا مال ہے اور اگر حرمت جانتی تھی اور پھر عقد کیا تو دوسرے سے کچھ مہر نہ ملے گا
اسلیے کہ شرع مین زناکار کا مہر نہین ہوتا ہے تیسرا مسئلہ جو مرد کسی عورت سے زنا کرے تو اُس
مرد پر اُس عورت سے نکاح کرنا حرام نہین ہوتا ہے اور یہی حکم ہے اگر ایسی عورت کو جو زناکاری
مین مشہور ہے عقد نکاح مین لائے تو جائز ہے اور اسیطرح پر اگر کسی کی منکوحہ زنا کرے گو کتنا ہی
زنا پر مصر رہے تو اصح قول پر وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہین ہوتی ہے اور اگر کسی شوہردار
عورت سے یا رجعیہ طلاق کے عدے میں کوئی شخص زنا کرے تو مشہور قول وہ عورت اُس
زانی پر حرام موبد ہو جاتی ہے مترجم کہتے ہین اور اگر طلاق باین کے عدے مین یا وفات کی عدے
مین کوئی زنا کرے یا کسی کی مملوکہ لونڈی سے یا ایسی عورت سے جس سے کسی نے ہمبستری کی ہو
اور شبہے کی ہمبستری سے جو رہ ہونے کا حکم پیدا کیا ہے کوئی شخص زنا کرے تو صاحب مسالک
فرماتے ہین کہ حرام موبد نہوگی اور اگر عدۂ وفات مین عقد نکاح کریگا تو حرام موبد ہو جائیگی جسطرح
کہ گزر چکا ہے چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی لونڈے سے لواطہ کرے اور حشفہ داخل ہو جائے
تو اُس مرد کو اُس لونڈے کی ماں سے اور اُسکی بہن سے اور بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے اور
۱۴ اِس بدکاری پر یہ عورتین جب حرام نہونگی جب اُن مین سے کسی کا عقد اُس سے اِس لواطے سے

پہلے ہو چکا ہو گا مترجم کہتے ہین کہ صاحب مسالک علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ مدخول کی مان اعلی
پر حرام ہوتی ہے گو کتنا ہی بلند ہو جیسے مان کی مان وغیرہ اور بیٹی بھی حرام ہوتی ہے
کتنی ہی اسفل ہو جیسے بیٹی کی بیٹی کی بیٹی وغیرہ اور مدخول کی بہن حرام ہوتی ہے اور اُسکی بیٹی
نہین حرام ہوتی ہے اسلیے کہ اُسے بہن نہین کہتے ہین اور مدخول پر کوئی اِن عورتون سے
واطی کی طرف کی حرام نہین ہوتی ہے مترجم کہتے ہین کہ اِس مسئلے مین بالغ اور نابالغ مین اور
آزاد اور بندے مین اور زندہ اور مردے مین کچھ فرق نہین اور پورا حشفہ داخل کرے یا
کچھ داخل کرے اور غسل کا وجوب بلوغ کے بعد ہو گا اور نابالغ پر حد نہین ہے اسیطرح شیخ علی
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے پانچوان مسئلہ اگر محرم یعنی حج کا احرام باندھنے والا شخص عقد نکاح
کرے اور احرام کے حال مین نکاح کی حرمت کو جانتا ہو تو وہ عورت جس سے نکاح احرام مین
کیا ہے اُسپر حرام موبد ہو جائے گی اور اگر نکاح کی حرمت سے جاہل ہے تو وہ نکاح فاسد ہے
اور وہ عورت حرام موبد نہو جائیگی چھٹا مسئلہ شوہر دار عورت شوہر کے سوا اور کسی پر
حلال نہین مگر جب شوہر سے طلاق وغیرہ سے جدائی ہو جائے تو عدہ والی ہونے پر عدہ گزرنے
کے بعد عقد جائز ہے چوتھا سبب حرمت نکاح کا جورؤون کے عدد کا پورا ہونا ہے
اور اِسکی دو قسمین ہین پہلی قسم جب کوئی آزاد مرد چار عورتون سے عقد دائمی کر چکے تو اس سے
زیادہ اُسے دائمی نکاح مین رکھنا حرام ہے اور آزاد مرد کو چار نکاحون مین کی داخل کو دو لونڈیون
سے زیادہ سے نکاح کرنا حلال نہین اور جب غلام چار لونڈیون سے دائمی نکاح کر چکے یا دو آزاد
عورتون سے یا ایک آزاد عورت اور دو لونڈیون سے دائمی نکاح کرے تو اُس غلام کو اس سے
زیادہ دائمی نکاح مین جمع رکھنا جائز نہین اور حرام ہے اور عقد منقطع اور ملک سے جس قدر
عورتین چاہے خواہ آزاد مرد ہو یا غلام ہو اُس جماعت علما کے قول پر جو بندے کے بھی مالک
ہونیکے قائل ہوئے ہین جائز ہو دو مسئلے پہلا مسئلہ جب کوئی شخص اپنی چار دائمی منکوحہ
جورؤون مین سے ایک کو طلاق دے بس اگر طلاق رجعی دے یعنی جسمین رجوع جائز ہے
تو وہ مرد بے عدے کے گزرے کسی اور عورت سے اُسکے بدل نکاح نہیں کر سکتا اور اگر طلاق
باین ہو تو بے عدے کے گزرے اُسے کسی اور عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے اور یہی حکم جورو کی بہن کے

نکاح مین ہے کہ اگر ایک بہن رجعی طلاق سے مطلقہ ہو جائے تو بے عدے کے گزرے اُسکی بہن سے نکاح نہین کر سکتا ہی اور اگر طلاق باین ہوگی تو جائز ہے کہ بے عدے کے گزرے مطلقہ کی بہن سے نکاح کرے مگر مکروہ ہے دوسرا مسئلہ جب چار دائمی منکوحہ جورو نہین سے ایک کو شوہر باین طلاق دے اور اُسکے بعد اور دو عورتون سے دائمی نکاح کرے بس ان دونون مین سے جسکا عقد پہلے واقع ہوا ہے وہ عقد صحیح ہے اور دوسرا عقد جو کہ بعد واقع ہوا ہو کہ وہ پانچوان عقد ہے حرام ہے اور اگر ایک عقد مین ان دونون سے نکاح کیا ہے تو یہ دونون عقد باطل ہین اور اِس بارے مین ایک روایت وارد ہوئی ہے کہ ناکح کو اختیار ہے کہ ان دونون مین سے جس ایک کو چاہے رکھے اور دوسری کو نکالڈالے اور اِس روایت مین ضعف ہے دوسری قسم جب کوئی مرد کسی آزاد منکوحہ بی بی کو طلاق دے اور پھر اُس عورت کیطرف رجوع کرے خواہ رجعیہ عدے مین ہو کر نئے سر سے نکاح کی احتیاج نہین پڑتی ہے یا عدہ گزرنے کے بعد نئے سر سے نکاح کرے اور پھر طلاق کی شرطون کے ساتھ اُسی منکوحہ کو طلاق دے اور پھر عود کرے اور پھر تیسری طلاق دے تو وہ عورت اُس مرد پر حلال نہوگی جبتک دوسرا شوہر نکرلے گی کہ جسے محلل کہتے ہین اور شرط یہ ہے کہ وہ شوہر یعنی محلل اُس سے ہمبستری بھی کرے پھر اگر وہ اُس محلل سے جدا ہو تو پہلا شوہر اُس عورت کو نکاح مین لا سکتا ہے خواہ پہلا شوہر بندہ یا آزاد ہو اور اگر منکوحہ عورت کسی کی لونڈی ہوگی تو دو طلاقون کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح مین اُسے محلل کی ضرورت پڑیگی گو وہ لونڈی آزاد مرد کی بھی جورو ہو اور جب کوئی منکوحہ طلاق عدہ اپنے شوہر سے پاچکے اور بیچ مین دو محلل آچکین تو وہ عورت اُس طلاق دینیوالے مرد پر حرام موبد ہو جائیگی اور طلاق عدہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دے اور عدے کے گزرنے سے پہلے بے نئے سر سے عقد کیے اُسی مطلقہ کی طرف رجوع اور عود کرے اور اُس عورت سے ہمبستری کرے پھر اسکے بعد دوسرے طہر مین اُسے طلاق کی شرطون کے ساتھ جو کتاب طلاق مین آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ طلاق دے اور پھر عدے سے پہلے رجوع اُسیطرح کرے اور پھر تیسری طلاق دے اور محلل درمیان مین آئے اور وہ عورت اُس محلل سے جدا ہو اور پھر پہلا شوہر اُس سے نکاح کرے اور مطلقہ کرے اور عدے مین رجوع کرے اور

اس طرح تیسری طلاق پر دوسرا محلل درمیان میں آئے اور بعد اس کے محلل سے جدا ہو پھر پہلا شوہر اس سے نکاح کرے اور اسی پہلے دستور پر طلاق دے اور عدہ گزرنے سے پہلے رجوع کرے اسی طرح پر کر نو طلاقیں پوری ہو جائیں تو اس صورت میں وہ عورت اس شوہر پر حرام موبد ہو جائے گی **پانچواں سبب تحریم** کا لعان ہے اور لعان بلاشبہ عورت کے حرام موبد ہو جانے کا سبب ہوتی ہے۔ اور تفصیل اس کی اس کے مقام میں بیان ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ نہیں ہے۔ اگر اپنی بہری گونگی عورت کو زنا کاری کا عیب اس طرح پر لگائے کہ اگر وہ بہری گونگی نہ ہوتی تو یہ عیب لگانا لعان کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور **چھٹا سبب تحریم** کا کفر ہے۔ اور اس میں کلام کئی مقصدوں کے بیان کو چاہتا ہے۔ **پہلا مقصد** علماء کے اجماع سے مسلمان مرد کو کافرہ عورت سے کتابیہ کے سوا نکاح کرنا جائز نہیں اور کتابیہ میں سے یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح کی حرمت میں دو روایتیں ہیں اور ان میں سے اشہر یہی ہے کہ ان سے دائمی نکاح جائز نہیں اور نکاح متعہ سے اور ملک یمین سے ہمبستری جائز ہے۔ اور مجوسیہ کا بھی دو روایتوں میں سے اشہر پر یہی حکم ہے اور اگر جورو خاوند میں سے کوئی ہمبستری سے پہلے مرتد ہو جائے۔ تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہمبستری سے پہلے کی جدائی میں عدہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر ارتداد عورت کی طرف سے ہوتا ہے تو پورا مہر ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر ارتداد مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔ تو آدھا مہر ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر جورو خاوندوں میں سے کوئی ہمبستری کے بعد مرتد ہو جائے تو نکاح کا فسخ عدے کے گذرنے پر موقوف رہتا ہے خواہ مرد مرتد ہو یا عورت مرتد ہو گئی ہو اور مہر میں سے کچھ ساقط نہ ہو گا اس لئے کہ ہمبستری کے سبب سے پورا مہر شوہر کے سر قرار پکڑ لیا ہو اور اگر شوہر فطرت اسلام پر ہو اور مرتد ہو جائے تو نکاح ابھی ہو وقت فسخ ہو جائے گا گو ہمبستری کے بعد مرتد ہوا ہو اس لئے کہ حاکم شرع کے سامنے اس کی توبہ مقبول نہیں ہے اس صورت میں اسکی جورو اُس کی وفات کی عدہ رکھیگی اور اگر کتابیہ عورت کا شوہر مسلمان ہو جائے تو ان میں نکاح باقی رہیگا خواہ ہمبستری سے پہلے مسلمان ہو جائے یا بعد مسلمان ہو اور اگر کتابیہ عورت ہمبستری سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد فسخ ہو جاتا ہے اور مہر بھی شوہر کے ذمے نہ رہیگا اور اگر ہمبستری کے بعد مسلمان ہو جائے گی تو نکاح کا فسخ عدے کے گزرنے پر اس طرح سے موقوف رہیگا کہ اگر عدہ گزرنے تک اس کا شوہر بھی مسلمان ہو جائے گا تو ان دونوں میں نکاح باقی رہیگا اور اگر اسی وقت

مسلمان نہ ہوگا تو نکاح فسخ ہوجائے گا اور بعضے فقہا کہتے ہیں کہ اگر ذمے کی شرطوں کو بجا لاتا ہوگا تو اس عورت کا عقد نکاح اس سے باقی رہیگا لیکن رات کو اس عورت کے پاس نہیں جا سکتا ہے اور دن کو بھی اس سے خلوت نہیں کر سکتا ہے اور پہلا قول اشبہ ہے اور کتابیہ کے سوا اور کافر دن میں جورو خاوندوں میں سے ہر ایک کی ہمبستری کے پہلے اسلام کے قبول کرتے ہی نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اگر ہمبستری کے بعد اسلام قبول کیا ہے تو عدہ کے گزرنے پر نکاح کا فسخ موقوف رہیگا اور اگر ذمیہ عورت اسلام کے سوا اور کسی کفر کی ملت کو اختیار کرے تو فوراً نکاح فسخ ہوگا اسلیے کہ اسے اس مذہب پر نہ رہنے دینگے اور مار ڈالیں گے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوا اور پھر اپنے ہی دین کی طرف عود کرے تو سوا اسلام کو قبول کیے نہ مانیں گے اور جبکہ ذمی چار منکوحہ سے زیادہ دائمی نکاح رکھنے پر مسلمان ہو تو چار آزاد عورتیں منکوحہ یا دو لونڈیاں دائمی منکوحہ اور دو آزاد عورتیں دائمی منکوحہ رکھ لے اور اگر غلام ہے تو دو آزاد عورتیں یا ایک آزاد عورت اور دو لونڈیاں منکوحہ رکھ لے اور باقی سے فراق اور جدائی اختیار کرے اور اگر حلال کی مقدار سے زیادہ عورتیں نہ رکھتا ہو تو سب کا نکاح باقی رہیگا اور مسلمان کو اپنی ذمیہ بی بی پر غسل حیض اور غسل جنابت کے لیے جبر کرنا نہیں پہونچتا ہے کہ عورت سے تمتع غسل پر موقوف نہیں بلکہ بے غسل کے بھی ہو سکتی ہے اور اگر وہ ذمیہ ایسی باتوں سے متصف ہو کہ شوہر کے نفع اٹھانے سے روکتی ہوں جیسے غالب بدبو اور ناخن کا بڑھ جانا کہ نفرت دلوانے والی ہیں تو مسلمان شوہر کو اسکا الزام دینا ان نفرت دلوانے والی چیزوں کے دور کرنے کے لیے پہنچتا ہے اور اس ذمیہ کو اسکے معبد میں جانے سے اس مسلمان شوہر کو روکنا پہنچتا ہے جسطرح پر گھر سے باہر نکلنے کو منع کرنا پہونچتا ہے اور اسیطرح سے اسے شراب پینے سے اور سور کا گوشت کھانے سے اور نجس چیزوں کے استعمال کرنے سے روکنا پہنچتا ہے۔

دوسرا مقصد چار سے زیادہ میں چار جوروں کے اختیار کرنے کے بیان میں ہے اور یہ اختیار یا ایسے قول کے ساتھ ہوتا ہے جو روک رکھنے پر دلالت کرتا ہو جیسے کہے کہ میں نے تجھے اختیار کر لیا اور تجھے رکھ لیا اور جو عبارتیں ان معنوں میں ہوں اور اگر ترتیب سے جوروں کو اختیار کریگا تو پہلی چار عورتوں کا عقد ثابت ہوجائیگا اور باقی عورتوں کا عقد جاتا رہیگا اور اگر چار سے زیادہ

عورتون سے کہے کہ مین نے تمھاری جدائی اختیار کی تو بھی وہ دفع ہو جائینگی اور اگر اُن عورتون مین سے ایک سے کہے کہ مین نے تجھے مطلقہ کیا تو اُس عورت کا نکاح صحیح ہو گیا اسلیے کہ طلاق نکاح کی فرع ہے اور طلاق بھی صحیح ہو جائیگی اور اُسے بھی اُنھین عورتون مین شمار کرنا چاہیے اور اگر چار عورتون کو طلاق دے تو باقی عورتین اُس سے دفع ہو جائینگی اور اُنھین چار مطلقہ کا نکاح ثابت ہو جائیگا اور پھر اُسی طلاق سے وہ مطلقہ ہو جائینگی اسلیے کہ طلاق کی محتاج زوجہ ہی ہوا کرتی ہے کیونکہ طلاق کے معنے نکاح کے قبضے کا دور کر ڈالنا ہے اور ظہار اور ایلاد کے لفظون کو زوجیت کے اختیار کرنے پر دلالت نہین ہے اسلیے کہ کبھی غیر کی جورو سے بھی ایلاد اور ظہار کا خطاب کرتے ہین اور ظہار اور ایلار کا بیان اُنکے مقامون مین انشاء اللہ تعالےٰ آئیگا اور یا اختیار فعل کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کسی عورت سے اُنھین مین سے ہمبستر ہو اسلیے کہ اس فعل کا ظاہر زوجیت کا اختیار کر لینا ہے اور اگر اُنمین سے چار عورتون کے ساتھ ہمبستر ہو جائے تو باقی عورتین دفع ہو جائینگی اور اُنھین چار عورتون کا عقد ثابت ہو جائیگا اور اگر بوسہ لے یا شہوت سے چھو لے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ بھی اختیار ہے جسطرح سے رجعی طلاق مین رجعت ہے مگر اسمین اشکال یہ ہے کہ کبھی چوم لینا اور شہوت سے چھونا غیر عورتون سے بھی ہوا کرتا ہے پھر اس سے اختیار کا یقین نہین ہو سکتا ہے۔

تیسرا مقصد اُن مسئلون مین ہے جو دین کے اختلاف پر مرتب ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر کوئی ذمی کسی عورت سے اور اُسکی بیٹی سے تزویج کرے اور دونون سے ہمبستر ہو چکا ہو اور بعد اسکے مسلمان ہو جائے تو وہ دونون کی دونون اُسپر حرام ہو جائینگی اور یہی حکم ہے اگر اُسکی مان سے ہمبستر ہو چکا ہو اور اگر ان دونون مین سے کسی سے ہمبستر نہوا ہو گا تو مان کا عقد باطل ہو جائیگا اور بیٹی کا عقد باطل نہو گا اور اس صورت مین اُسے اختیار کرنے کا اختیار نہین ہے کہ ایک کو اُنمین سے کے لے اور دوسری کو چھوڑ دے اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مختار ہے اور پہلا قول اشبہ ہے اور اگر ایسی حالت مین مسلمان ہو کہ لونڈی اور اُسکی بیٹی کو رکھتا ہو بس اگر دونون سے ہمبستر ہو چکا ہو تو دونون حرام ہونگی اور اگر ایک ہی سے ہمبستر ہوا ہو تو دوسری حرام ہو جائیگی اور اگر ان دونون مین کسی سے ہمبستر نہین ہوا ہے تو اختیار ہے

جسے چاہے رکھ لے اور جسے چاہے چھوڑ دے اور اگر مسلمان ہوا ایسے حال مین کہ دو بہنون سے
تزویج کی ہو تو اختیار ہے جسے چاہے اُن دونون مین سے رکھ لے اور دوسری کو چھوڑ دے
گو دونون سے ہمبستر ہو چکا ہو اور یہی حکم ہے اگر خالہ بھانجی یا پھوپھی بھتیجی سے تزویج کی ہو اور پھوپھی خالہ
نے اُس تزویج کی اجازت ندی ہو کر راضی ہونے پر دونون کو نکاح مین جمع کرنا درست ہے اور
یہی حکم ہے اگر مسلمان ہو اس حال سے کہ ایک آزاد عورت اور ایک لونڈی سے عقد رکھتا ہو
کہ آزاد عورت کی اجازت پر موقوف ہے دوسرا مسئلہ جب کوئی غیر کتابی مشرک مسلمان ہو
اور اُسکے پاس ایک آزاد عورت اور تین لونڈیان ہون کہ وہ بھی اُسکے ساتھ مسلمان ہوئی
ہون تو ایک آزاد عورت کو اور دو لونڈیون کو اختیار کرے اگر وہ آزاد عورت لونڈیون کے
نکاح کی اجازت دے اور اگر آزاد مشرک مسلمان ہو اور اُسکے نکاح مین چار لونڈیان ہون تو انمین
سے دو لونڈیون کو پسند کر کے رکھ لے اور دو کو جدا کر ڈالے اور اگر چار آزاد عورتین رکھتا ہو تو
اُن سب کا عقد ثابت ہو جائیگا یعنی اگر وہ بھی اُسکے ساتھ مسلمان ہوئی ہون یا عدہ گزرنے سے پہلے
اسلام قبول کر لین اور اگر چار سے زیادہ رکھتا ہو اور بعضون نے اُسکے ساتھ اسلام قبول کیا ہو
اختیار ہے خواہ اُنھین مسلمان عورتون کو اختیار کر لے یا عدہ گزرنے تک انتظار کرے کہ جسقدر
اُنمین کی اُسوقت تک مسلمان ہو جائین اُنمین سے چاہے لیلے اور اگر عدے مین اُسکی اور جورو مین
اُسکے ساتھ مسلمان ہون اور سبکی سب مسلمان عورتین چار سے نہ بڑھین تو عقد نکاح اُنھین چار پر
ثابت ہو جائیگا اور اگر چار سے زیادہ مسلمان ہون تو چار کو اختیار کرے اور اگر اُنھین اختیار کرلے
جو پیشتر مسلمان ہوئی ہین تو پھر باقی مین اختیار رہیگا گو عدہ کے گزرنے سے پہلے مسلمان ہو گئی
ہون تیسرا مسئلہ اور اگر غلام مسلمان ہو اور اُسکی تزویج مین چار بت پرست عورتین ہون
اور اُنمین سے دو عورتین مسلمان ہون اور بعد اسکے وہ بندہ آزاد ہو جائے اور چار مین کی باقی
اُسکی جورو مین عدے کے گزرنیکے پہلے مسلمان ہو کر اُس سے آملین تو وہ شخص دو سے زیادہ اختیار نہین
کر سکتا ہے اسلیے کہ بندے پر کی حلال آزاد عورتون کا پورا پورا دو کا عدد ہے کہ جو دو اُس سے
بندہ ہونے کے وقت مین تعلق رکھتی ہین اور دوسری دو اُس سے جدا ہو چکی ہین اب عود
کرینگی اور اگر چارون کی چارون اُسکے ساتھ مسلمان ہو جائین اور بعد اسکے وہ بندہ آزاد ہو جائے

یا وہ چارون عورتین شوہر کے آزاد ہونے کے بعد اور عدے کے گزرنے سے پہلے مسلمان ہو جائین
تو اُن چارون کا نکاح ثابت ہو جائیگا اِسلیے کہ نکاح کے تعلق کے وقت وہ بندہ آزادی سے متصف
ہو چکا ہے جس سے چار جوروئین مباح ہوتی ہین اور مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
اسلام سے آگے پیچھے آزادی کے ہونے مین فرق مشکل ہے اِسلیے کہ آزادی اُس مسلمان کی دونون
صورتون مین اُن چار آزاد عورتون کے اسلام لانے کے وقت مین تھی اور اِس تقریر سے جو بیان
ہوئی ہے فرق واضح نہین چوتھا مسئلہ دین کے اختلاف کے سبب سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یعنے
ٹوٹ جاتا ہے اور طلاق نہین ہوتی ہے پھر اگر دین کا اختلاف عورت کی طرف سے ہمبستری سے
پہلے ہوگا تو مہر سب کا سب ساقط ہو جائے گا اور اگر مرد کی طرف سے ہمبستری سے پہلے ہوگا
تو آدھا مہر لازم ہوگا اور یہی مشہور قول ہے اور اگر ہمبستری کے بعد ہوگا تو اختلاف کے عارض
ہونے سے مہر ساقط نہوگا اور اگر مقرر مہر فاسد ہو جیسے شراب اور سؤر ہے تو مہر مثل دینا ہمبستری
ہونے پر واجب ہے اور ہمبستری سے پہلے آدھا مہر دینا چاہیے اگر فسخ نکاح کا مرد کی طرف سے
ہے اور اگر عقد نکاح مین کوئی مہر معین نکیا ہو اور ہمبستری سے پہلے دین کا اختلاف مرد کی طرف سے
ہوا ہے تو جورو کو متعہ دینا چاہیے یعنی حال کے قابل کچھ مال اور عطیہ دینا چاہیے جسطرح کہ بغیر معین
مہر والی ہمبستری سے پہلے مطلقہ عورتکو متعہ دینا واجب ہے اور اِس مسئلے مین تردد ہے اور
اگر ذمی اپنی زوجہ سے ہمبستر ہوا اور پھر مسلمان ہو جائے اور مہر شراب ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ مہر
ساقط ہو جائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُسکا مہر لازم ہوگا اور بعضے کہتے ہین کہ شراب کی قیمت جو
حلال جاننے والون کے نزدیک ہو دیدے اور یہ قول زیادہ صحیح ہے پانچوان مسئلہ جب مسلمان
اپنی زوجہ سے ہمبستری کے بعد مرتد ہو جائے تو اُسپر مسلمان جورو سے ہمبستر ہونا حرام ہے اور اُس
عورت کا نکاح فقط عدے کے گزرنے پر موقوف رہیگا کہ اگر وہ مرتد رہے اور عدہ گزرنے کے پہلے توبہ
کرلے تو وہ اُسی کی زوجہ ہے پھر اگر وہ مرتد ارتداد کے حال مین مسلمان جورو سے شبہے کے طور پر ہمبستر
ہوا اور عدہ گزرنے تک کفر پر باقی رہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُسے دو مہرون کا دینا لازم
ہوگا ایک مہر اصل نکاح کا اور دوسرا مہر شبہے کی ہمبستری کا اور یہ مشکل ہے کہ جب وہ مرتد فطری
مرتد نہو تو وہ عورت اس معنی سے اُسکی زوجہ ہونے کے حکم مین ہے کہ عدہ گزرنے سے پہلے اگر اسلام کیطرف

رجوع کریگا تو نئے عقد کی احتیاج نہین ہے پھر مہر کی تکرار کیونکر واجب ہوگی چھٹا مسئلہ جب کوئی کافر مسلمان ہوا اور اُسکی بُت پرست جورئین ہون کہ جن سے ہمبستری کرچکا ہے تو اُن عورتون کے عدے گزرنے تک اُسے نہین پہونچتا ہے کہ کسی اور عورت سے نکاح کرے یا اُنہین سے کسی کی بہن سے نکاح کرے گو وہ عورتین اپنے کفر پر باقی ہون اور اگر کوئی بُت پرست عورت مسلمان ہوجائے اور اُس عورت کا شوہر کفر کے حال مین اُسکی بہن سے تزویج کرلے اور اُس نو مسلمہ عورت کا عدہ شوہر کے کفر کے حال مین گزر جائے تو دوسری تزویج اُسکے شوہر کی صحیح ہے اور اگر پہلی جورو کے عدے کے گزرنے سے پہلے وہ دونون مسلمان ہوجائین تو شوہر کو اختیار ہے کہ اُن دونون بہنون مین سے جس ایک کو چاہے اختیار کرلے اور دوسری کو جدا کردے جسطرح سے کہ دونون بہنون سے کفر کے حال مین تزویج کی ہوتی ساتوان مسئلہ جب کوئی بت پرست مسلمان ہوجائے اور اسکے بعد مرتد ہوجائے اور اُسکی عورت کا عدہ اُسکے کفر کے حال مین گزر جائے بس وہ عورت اُس سے جُدا ہوگی اور اگر بت پرست عورت عدے مین اسلام لائے اور اُسکا شوہر کہ مرتد ہوگیا تھا وہ بھی اسلام کی طرف اسی عدے مین پھر آئے تو وہی شوہر احق ہے اور اُسکی زوجیت بحال رہیگی اور اگر وہ عورت عدے سے نکل چکے اِس حال مین کہ شوہر کافر ہے تو پھر اُس شوہر کو اُس زوجہ سے کوئی تعلق نہین رہا آٹھوان مسئلہ اگر اِن عورتون مین سے کوئی عورت شوہر کے اختیار کرنے سے پہلے اور مسلمان ہونے کے بعد مرجائے تو بعضی عورتون کی زوجیت اُنہین سے اور شوہر کا اُس مری عورت کو اختیار کرلینا باطل نہین ہوتا ہے پھر اگر اُسے اختیار کرلے گا تو اُسکے متروکے مین سے اپنا حصہ لیگا اِسلیے کہ اختیار کچھ نئے سر سے نکاح کرنا نہین ہے بلکہ صحیح عقد والی عورتون کی تعیین ہے اور اگر شوہر اور جورو ئین اسلام کے بعد اور تعیین سے پہلے مرجائین تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اِس صورت مین تعیین اور اختیار دونون باطل ہین اور وجہ یہی ہے کہ قرعہ ڈالینگے اور تعیین کرینگے اِسلیے کہ اسمین بعضے وارث ہین اور بعضے مورث ہین اور اُنکی تعیین لازم ہے اور بے قرعے کے ممکن نہین ہے اگر شوہر اُن سب عورتون سے بے اختیار اور تعیین کیے مرجائے تو اُن سب عورتون پر اُس شوہر کی عدے مین بیٹھنا واجب ہے اسلیے کہ جنکو اُنہین سے شوہر کا اختیار شامل نہین تھا اُنہین طلاق کے عدے مین بیٹھنا لازم ہے اور جنھین شوہر کا اختیار شامل ہے اُنھین

وفات کی عدت مین بیٹھنا لازم ہے اور جبکہ اختیار مختار اور غیر مختار عورتون مین حاصل نہین ہوا ہو تو لازم ہے کہ سب کی سب عدت مین اُس مدت تک بیٹھین جو مدت عدۂ طلاق اور عدۂ وفات مین بڑھکر ہو اسلیے کہ ہر ایک اُنمین سے زوجہ ہونے کی اور نہونیکی محتمل ہے اور اگر کوئی اُنمین سے حاملہ ہو تو وہ اُس مدت تک عدت مین بیٹھے گی جو عدۂ وفات اور وضع حمل مین بڑھکر ہو اور غیر حاملہ اتنی مدت تک عدت مین بیٹھے گی جو مدت عدۂ وفات مین اور عدۂ طلاق مین بڑھکر ہوگی اور جب شوہر اور اُسکی جوروئین مسلمان ہون تو اُسے سب کا روٹی کپڑا دینا چار کے اختیار کرنے کے وقت تک لازم ہے اور جبکہ چار کو اختیار کرلے گا تو اورونکا روٹی کپڑا ساقط ہو جائیگا اور اختیار کے پہلے سب کی سب جورو ہونے کے حکم مین ہین اور اگر سب عورتین یا بعضی مسلمان ہو جائین اور مرد اپنے کفر پر باقی رہے اور اُنھین روٹی کپڑا نہ دے تو اُنھین شوہر سے پچھلے اور اب کے روٹی کپڑے کا مطالبہ پہونچتا ہے خواہ شوہر بھی مسلمان ہو جائے یا نہو اسلیے کہ عدہ گزرنے تک اُسکی جورو ہونے کے حکم مین ہین گو کفر کے حال مین اُنسے فائدہ نہین اُٹھا سکتا ہے اور اگر خاوند مسلمان ہو جائے اور جوروئین کفر پر باقی رہین تو اُسے اُنکا روٹی کپڑا دینا لازم نہین اسلیے کہ روٹی کپڑے کا وجوب فائدہ اُٹھانا ممکن ہونے کی فرع ہے اور اُنکا کفر اس امر کا مانع ہے اور اگر زوجہ اور شوہر مین اسلام کے تقدم مین نزاع واقع ہو تو مقبول شوہر کا قول ہے کہ زوجہ کے اسلام کے تقدم کا منکر ہے اور روٹی کپڑے کا کفر کے زمانے مین عدم لزوم ہے اسلیے کہ براءت ذمہ اصل ہے اور اسی براءت ذمہ کا حکم باقی رہیگا جبتک کہ اثبات ذمہ دلیل سے ثابت نہو اور اگر زوجہ ثابت کرنے سے عاجز آئے تو شوہر پر قسم ہے اور اگر شوہر ایسے حال مین مرجائے کہ چار عورتین مسلمان ہوگئی ہون تو اُسکی میراث پائینگی لیکن متعین جو نہین ہوئی ہین تو اس سے اُنکے حصون کو آپس کی صلح تک روک رکھنا چاہیے اور موجہ یہی ہے کہ قرعے سے چار جوروون کی تشخیص کرلین گے یا چار جوروون کا حصہ سبھون پر تقسیم کردینگے اور اگر خاوند دو جوروون کے مسلمان ہونے سے پہلے مرجائے تو اُسکے ترکے کی تقسیم کو روک نرکھین گے اسلیے کہ کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کہا جائے کہ اگر ترکے کی تقسیم سے پہلے کوئی اُن عورتون مین سے مسلمان ہوگا تو اپنا حصہ پائیگی دسوان مسئلہ عمار ساباطی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

کہ غلام کا بھاگ جانا اُسکی جورو کی طلاق کا باعث ہوتا ہے اور ارتداد کا حکم رکھتا ہے اور اگر ایسی حالت
مین پھر آئے کہ عدہ اُس عورت کا تمام نہوا ہو تو وہ عورت اُسی پہلے نکاح سے اُسکی جورو ہے اور اگر
عدہ کے بعد اور دوسرے سے تزویج کر لینے کے بعد پھر آئیگا تو اُسے اُس عورت کی طرف کوئی راہ نرہیگا
اور اِس حدیث پر عمل کرنے مین تردد ہے اور تردد کی وجہ سند کا ضعف ہے عقد کے لواحق کے سات
مسئلے پہلا مسئلہ نکاح مین کفو یعنی برادری ہونا شرط ہے اور کفو اسلام مین برابر ہونے کو کہتے ہین اور
آیا ایمان مین بھی برابر ہونا شرط ہے اسمین دو روایتین ہین اور اُن دونون مین اظہر یہ روایت ہے
کہ اسلام کی برابری کافی ہے گو ایمان کی برابری موکد سنت ہے اور عورت کی طرف مین تاکید
زیادہ ہے کہ مومن عورتین غیر مومن مردون سے تزویج نہ کرین اِسلیے کہ عورتین اپنے شوہرون کے
دین کو اختیار کر لیتی ہین اور شیخ علی علیہ الرحمہ اسے جائز نہین جانتے ہین اور اِسکے برعکس جائز
جانتے ہین۔ ہان مومنہ عورت کا نکاح ناصبی سے کہ کُھلی کُھلی عداوت اہلبیت علیہم السلام سے رکھتا
ہو جائز نہین اِسلیے کہ وہ ایسے فعل کا مرتکب ہے کہ جسکا بطلان دین اسلام سے معلوم اور یقینی ہے بس وہ
اسلام کے دین سے نکل گیا اور اگر اہلبیت علیہم السّلام کی عداوت کو آشکار نکرے اور ظاہر ہو جائے کہ
اُسے عداوت ہے تو وہ بھی ناصبی ہے اور اگر کبھی اُس سے عداوت ظاہر نہوتی ہو تو محض اہلبیتؑ کے خلاف دین
رکھنے سے نصب کا حکم نہین کر سکتے ہین اور شیخ علی رحؒ نے فرمایا ہے کہ ناصبہ عورت سے بھی نکاح کرنا صحیح ہے اور آیا نکاح مین شرط
ہے کہ شوہر زوجہ کے روٹی کپڑا دینے پر قادر بھی ہو یا نہین بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان اور بعضے کہتے ہین کہ شرط نہین ہے
اور یہی اشبہ ہے اور اگر بعد عقد کے شوہر نفقہ دینے سے عاجز آ ئے تو آیا عورت فسخ نکاح کر سکتی ہے اسمین دو روایتین ہین اور
اُنمین سے اشہر یہی ہے کہ نہین فسخ کر سکتی ہے اور آزاد عورتکو بندیکے نکاح مین آنا اور عربیہ عورتکو عجم مرد سے نکاح کرنا اور
ہاشمیہ عورتکو غیر ہاشمی مرد سے تزویج کرنا جائز ہے اور اسکے برعکس بھی جائز ہے اور ادنیٰ پیشے کے
لوگ جیسے خاکروب اور حجام ہین صاحبانِ علم و ورع اور دنیا کے اغنیا اور ملک والے لوگون سے
مناکحت کر سکتے ہین اِسلیے کہ برابری اسلام مین یا ایمان مین کفایت کرتی ہے اور اگر روٹی کپڑا دینے پر
قدرت رکھنے والا مومن مناکحت کی درخواست کرے تو قبول کر لینا واجب ہے یعنی ولی پر قبول واجب
ہے جب عورت بھی راضی ہو اور اِس صورت مین اگر ولی روکیگا تو گنہگار ہو جائیگا گو خواستگار نسب مین
بہت نیچا ہو اور شیخ علی اور صاحب مسالک علیہما الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اُس صورت مین ہے

جب اُس سے بہتر کوئی خواستگار اُسوقت یا آگے بڑھکر نپایا جائے اور نہ قبول کرنے سے جب گنہگار ہوگا
کہ دوسرا مومن خواستگاری نکرے گو اُس سے زیادہ نیچا ہو اور نہیں تو اُس سے عدول کرنا اور دوسرے کو
اختیار کرنا جائز ہے بس قبول کرنے کا وجوب تخییری ہے اور ولی ایک کے قبول نکرنے سے گنہگار نہیں
ہوتا ہے اور اگر شوہر اپنے نسب کی نسبت کسی قبیلے سے ظاہر کرے اور نکاح کے بعد کھلے کہ اُس
قبیلے مین سے نہین ہے تو عورت کو نکاح کا فسخ کر ڈالنا پہونچتا ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ فسخ نہین
پہونچتا ہے اور یہی اشبہ ہے اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر عقد نکاح مین اس انتساب کی
شرط کر لی ہے اور بعد اسکے اختلاف ظاہر ہو تو عورت کو نکاح کے فسخ کا اختیار ہے اور اگر عقد مین شرط
نہین ہے تو فسخ کا بھی اختیار نہین ہے اور بدکار کے ساتھ تزویج کرنا خصوصاً شرابی سے مکروہ ہے
اور مومنہ عورت کی تزویج دین کے مخالف سے کرنا مکروہ ہے اور مستضعف سے تزویج کرنے مین کوئی
مضایقہ نہین ہے اور مستضعف وہ شخص ہے جو اہلبیت علیہم السلام کی عداوت مین مشہور نہو اور
شیخ علی علیہ الرحمہ مومنہ عورت کی تزویج مطلق مخالف سے جائز نہین جانتے ہین واللہ اعلم دوسرا مسئلہ
جب کسی عورت سے کوئی تزویج کرے اور پھر کھلے کہ اُس عورت نے زنا کی تھی تو شوہر کو نکاح کا فسخ کرنا
جائز نہین اور یہ بھی جائز نہین کہ جو مہر دیا ہے اُسے اُسکے ولی سے پھیر لے اور ایک روایت مین وارد
ہوا ہے کہ شوہر کو پہونچتا ہے کہ اُسکے ولی سے مہر پھیر لے اور اُسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے مین کچھ اُسے
دیدے اور یہ قول شاذ ہے تیسرا مسئلہ رجعیہ عورت سے عدے مین کنایہ سے خواستگاری کرنا جائز نہین
اسلیے کہ ابھی وہ اپنے شوہر کی جورو ہونے سے باہر نہین ہوئی ہے اور اُسکی جورو ہونے کا ابھی حکم
باقی ہے اور تین طلاقون کی مطلقہ عورت سے شوہر کی عدے مین شوہر یا غیر شوہر کو کنایہ مین نکاحکی
خواہش سمجھانا جائز ہے اور شوہر صریح اُس سے نکاح کی خواستگاری نہین کر سکتا ہے اسلیے کہ جبتک
محلل بیچ مین نہ آئیگا تب تک وہ عورت اُسپر حلال نہین ہونے کی اور شوہر کے سوا اور شخص بھی
تصریح سے نہین کہہ سکتا ہے اسلیے کہ ابھی وہ عدے مین ہے مگر نو طلاق عدے کی مطلقہ سے کہ جس کی
طلاقون مین دو محلل آچکے ہون جیسا کہ بیان ہو چکا ہے شوہر کنائے سے بھی نکاح کی خواستگاری
نہین کر سکتا ہے اسلیے کہ وہ عورت اُسپر ہمیشہ کو حرام ہو گئی ہے اور شوہر کے سوا اور کو جائز ہے کہ
اُس سے کنائے مین خواستگاری نکاح کی کرے اور عدے مین کیسکو نکاح کی خواستگاری کی تصریح

جائز نہین اور جو عورت کہ بائنہ طلاق یا خلع یا فسخ نکاح کے عدے مین ہو تو اُس سے کنائے مین تزویج
کی خواستگاری شوہر اور غیر شوہر کو جائز ہے اور شوہر کیطرف سے خواستگاری کی تصریح بھی جائز ہے
اور غیر شوہر کو عدے مین تصریح کرنا جائز نہین اور کنائے کی صورت یہ ہے کہ اُس سے کہے کہ تیری طرف
رغبت کرنیوالے بہت سے ہین یا تجھپر حریص بہت ہین اور جو اسطرح کی عبارتین ہین اور تصریح
یون ہے کہ اُس سے ایسی لفظون سے کہے کہ جسمین نکاح کے سوا اور کوئی احتمال نہو جیسے یون کہے
کہ تیرا عدہ پورا ہو جائے تو مین تجھسے نکاح کرون اور جہان جہان کہ خواستگاری کی تصریح جائز
نہین اگر وہان نکاح کی خواستگاری کی تصریح کرے اور عدہ گزرنے پر نکاح کرے تو حرام نہین ہے
چوتھا مسئلہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کی خواستگاری کرے اور وہ عورت اُسے قبول
بھی کرلے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اور دونکو اُس سے تزویج کی استدعا حرام ہے اور اگر کوئی دوسرا
اُس عورت سے تزویج کرلے تو نکاح صحیح ہے پانچوان مسئلہ جب کوئی کسیکو تین طلاق کی مطلقہ عورت
کو پہلے شوہر پر حلال ہونے کے لیے تزویج کرے اور عقد نکاح مین شرط ہو جاے کہ جب تحلیل کی
شرطون پر عمل ہو جائے گا تو نکاح باطل ہو جائے گا تو عقد باطل ہو جائے گا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ
عقد صحیح ہے اور شرط لغو ہے اور اگر عقد مین یہ شرط کرے کہ تحلیل کے بعد طلاق دیدے تو بعضے فقہا
کہتے ہین کہ نکاح تو صحیح ہے اور شرط باطل ہے اور عقد کے باطل ہونے کی صورت مین اگر وہ شوہر
اُس عورت سے ہمبستری کرے تو اُسپر واجب ہے کہ مہر مثل دے یعنی اُس صورت مین مہر مثل دیگا
کہ عورت کو عقد کے بطلان کا علم نہو نہین تو زانیہ ہو جائیگی اور اُسکا مہر کچھ نہوگا اور اگر وہ عورت
شرط کی تصریح نکرے اور شوہر یا زوجہ یا ولی کی نکاح کی نیت مین یہ شرط ہو تو عقد فاسد نہوگا اور
جسجگہ کہ عقد فاسد نہین ہوتا ہے بس وہان ہمبستری کے ہوتے وہ عورت اُس شوہر سے طلاق پاتی ہے اور عدہ پورا
کرتے ہی پہلے طلاق دینے والے شوہر پر تزویج کے لیے حلال نہین ہوتی ہے اسلیے کہ تنہا دخول حلیت کا فی نہین جبتک کہ وہ صحیح عقد سے نہ
اور جہان کہ عقد صحیح ہوتا ہے وہان ہمبستری ہوتے ہی طلاق اور عدے کے بعد اُس عورت کا نکاح پہلے
مطلق شوہر سے حلال ہو جاتا ہے اور جہان کہ عقد فاسد ہو جاتا ہے تو محض ہمبستری سے حلال نہین
ہوتا ہے اسلیے کہ فقط ہمبستری پہلے مطلق شوہر پر تحلیل کے لیے کافی نہین جبتک کہ عقد صحیح کے ساتھ
واقع نہو چھٹا مسئلہ نکاح شغار باطل ہے اور شغار لغت مین رفع کے معنون مین ہے اور اس نکاحمین

مہر رفع ہو جاتا ہے اِسی لیے اس نکاح کو نکاح شغار کہتے ہین اور اِس نکاح کو جاہلیت کے زمانے
مین کرتے تھے اور صورت اُسکی یہ ہے کہ ایک مرد اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے شخص سے کرے اور وہ
دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی اُسے دے اور اُن دونون مین ہر ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہو لیکن اگر
دو ولی دو لڑکیون کی تزویج آپس مین کرین اور اُن لڑکیون کے نکاحون کے سوا کچھ مہر قرار دین
تو یہ عقد البتہ صحیح ہے اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کا کسی سے نکاح کرے اور شرط کرے کہ وہ بھی اپنی
بیٹی اُسے معین مہر پر دے تو دونون عقد صحیح ہین اور مہر باطل ہے اِسلیے کہ مہر کے ساتھ دوسری
عورت کی تزویج کی شرط کی ہے اور وہ لازم نہین اِسلیے کہ تزویج مین آدمی کو اختیار ہے بس
عقد نکاح مین داخل نہو گا بس لازم ہے کہ اُس عورت کو مہر مثل دے اور اِس مسئلے مین تردد ہے
اور یہی حکم ہے اگر کسی عورت کی کوئی ولی کسی سے تزویج کرے اور شرط کرے وہ بھی شخص اُس ولی
کو فلان عورت دے اور مہر کا ذکر نکرے فرع اگر کوئی شخص کہے کہ مین نے اپنی بیٹی کی تزویج تجھسے اِس
شرط پر کی کہ تو اپنی بیٹی کی تزویج مجھسے کر دے اور میری بیٹی کا مہر تیری بیٹی کا نکاح ہے تو اُسکی بیٹی
کا نکاح صحیح ہے اور مخاطب کی بیٹی کا نکاح باطل ہے اور اگر یہ کہے کہ تیری بیٹی کا نکاح میری بیٹی
کا مہر ہے تو متکلم کی بیٹی کا نکاح باطل ہے اور مخاطب کی بیٹی کا نکاح صحیح ہے اِسلیے کہ پہلے مسئلے
مین اپنی بیٹی کے نکاح کو مخاطب کی بیٹی کے نکاح کا مہر قرار دیا تھا اور نکاح مہر نہین ہو سکتا ہے
پھر نکاح مخاطب کی بیٹی کا صحیح نہین اور اپنی بیٹی کا مہر بیان نہین کیا ہے بس مہر مثل لازم ہو گا
اور اُسکی بیٹی کا نکاح صحیح ہے اور دوسری صورت مین مخاطب کی بیٹی کا نکاح اپنی بیٹی کے نکاح
کا مہر قرار دیا ہے اور نکاح کا مہر کرنا باطل ہے تو اُسکی بیٹی کا نکاح باطل ہے اور مہر مخاطب کی
بیٹی کا بیان نہین کیا ہے بس مہر مثل لازم ہو گا اور عقد مخاطب کی بیٹی کا صحیح ہے ساتوان
مسئلہ مرد کو اپنی دائی سے جو اُس مرد کے پیدا ہونے کے وقت اُسکی مان کی مددگار تھی اور اُسکی
تربیت بھی کی تھی نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ایک مرتبہ دو مرتبہ اور تین مرتبہ کی خدمت سے تربیت
نہ کی ہو تو مکروہ بھی نہین ہے اور اِسیطرح اپنی دائی کی بیٹی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور اِسیطرح پر
مرد کو اپنی زوجہ کی بیٹی کو جو دوسرے شوہر سے اُسکی مفارقت کے بعد جنی ہے اپنے بیٹے سے تزویج
کرنا مکروہ ہے اِس شرط سے کہ وہ بیٹا اُسکے پیٹ سے نہو اور اگر اُسکے پیٹ سے ہو گا تو یہ تزویج حرام ہے

اور حلال نہین اِسلیے کہ یہ اُسکی بہن اور وہ اسکا بھائی ہوتا ہے اور اسمین کچھ مضایقہ نہین اگر
اپنے بیٹے کی تزویج اپنی زوجہ کی ایسی بیٹی سے کرے جو اُسنے اِس نکاح کرنے کے پہلے دوسرے شوہر
سے جنی ہے اور آدمی کو اپنی مان کی سوت سے جو اُسکے باپ سے پہلے شوہر کی طرف سے سوتا پا
دیے تھی نکاح کرنا مکروہ ہے اور زنا سے بے توبہ کیے زناکار عورت سے نکاح کرنا مکروہ ہے مترجم
کہتے ہین کہ اُسکی توبہ کا علم حاصل کرنے کا طریقہ روایت مین اسطرحپر وارد ہوا ہے کہ اُسے زنا کی
تکلیف دینگے اگر راضی نہو تو جانینگے کہ تائبہ ہے۔ دوسری قسم نکاح منقطع جسے متعہ بھی
کہتے ہین اُسکے بیان مین ہے اور یہ متعہ بھی اسلام کی شریعت مین جائز ہے اسلیے کہ اُسکی مشروعیت
ثابت ہے اور منسوخ ہونا ثابت نہین ہوا مترجم کہتے ہین کہ اہل خلاف کی حدیثین اسمین مضطرب ہین
اور اُنکی بعضی روایتون سے کہ صحیحین مین موجود ہین متعہ کی حلیت زمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
مین فقط تین روز کی مستفاد ہوتی ہے اور بعضی روایتین صدر اسلام مین مدت دراز تک کے
ثبوت پر دلالت کرتی ہین اور اُنھین کی بعضی حدیثون مین وارد ہوا ہے کہ مکہ کے فتح مین اِس
متعہ کا اذن ہوا ہے اور صدر اسلام مین نتھا اور ابو داؤد اور ابو احمد نے روایت کی ہے کہ حجۃ الوداع
مین متعہ کی ممانعت ہوگئی ہے اور بعضی روایتون مین وارد ہوا ہے کہ خیبر کی فتح مین متعہ کی ممانعت
ہوگئی تھی اور اگر منسخ ہوتی تو خلیفہ اول یعنی ابی بکر کی ساری خلافت مین اور ثانی یعنی عمر بن
خطاب کی صدر خلافت مین صحابہ کو معلوم ہوتی اور یہ بھی انھین کی بعضی کتابون مین حکایت
لکھی ہے کہ ایک شخص متعہ کیا کرتا تھا تو اُس سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کام تونے کس سے حاصل
کیا ہے اُسنے کہا کہ عمر سے حاصل کیا ہے پھر اُس سے لوگون نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے وہ تو
متعہ کی خود ممانعت کرتے ہین جواب مین اُس شخص نے کہا کہ عمر نے خود کہا ہے کہ متعتان کانتا
فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وانا احرمہما واعاقب علیہما متعۃ الحج ومتعۃ النساء یعنی دو
متعہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین تھے مین اُن دونون کو حرام کرتا ہون اور
اُن دونون پر عقوبت کرونگا ایک متعہ حج ہے اور دوسرا عورتون کا متعہ ہے بس مین اُنکی روایت
کو اِن دونون کے مشروع ہونے مین مانتا ہون اور مین اُنکی ممانعت کو نہین مانتا ہون کہ یہ
اُنکی ذات کی طرف سے ہے اور اُنھین کے مجتہدون مین سے مالک صاحب بھی متعہ کے جواز کے

قائل ہوئے ہین اور اہلبیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے طریق مین تو تواتر سے ثابت ہے جیسے نماز اور روزے کا وجوب متواتر اور ظاہر ہے اور قرآن بھی متعہ کی مشروعیت پر ناطق ہے اور متعہ مین نظر ارکان اور احکام کے بیان کی مستدعی ہے ارکان متعہ کے چار ہین ایک صیغہ دوسرے محل تیسرے مدت چوتھے مہر ہے اور صیغہ وہ لفظ ہے جسے شارع علیہ السلام نے اِس انعقاد کے لیے وضع فرمایا ہے اور وہی ایجاب و قبول ہے اور ایجاب کے تین لفظ زَوَّجْتُکَ اور مَتَّعْتُکَ اور اَنْکَحْتُکَ ہین یعنی تیری تزویج مین دیا مین نے اور تیرے متعہ مین دیا مین نے اور تیرے نکاح مین دیا مین نے اور تینوں مین کی ہر ایک لفظ سے عقد متعہ کا ایجاب واقع ہو جاتا ہے اور کسی اور لفظ سے مثل تملیک کے اور ہبہ کے اور اجارے کے یہ ایجاب واقع نہین ہوتا ہے اور قبول وہ لفظ ہی جو رضامند ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے کہے کہ قَبِلْتُ النِّکَاحَ یعنی قبول کیا مین نے نکاح کو یا کہے قبلت المتعہ یعنی قبول کیا مین نے متعہ کو یا رضیت کہے یعنی راضی ہوا مین تو یہ بھی جائز ہی اور اگر قبول کو ایجاب پر مقدم کرے اور کہے عورت سے تزوجتک یعنی مین نے تجھے تزویج کی اور عورت زوجتک کہے تو بھی صحیح ہے اور شرط ہے کہ ماضی کے صیغے سے ہو اور مضارع کے لفظ سے کہیگا جیسے ارضیٰ اور اقبل یعنی راضی ہوتا ہون مین اور قبول کرتا ہون مین اور متعہ کے انشا کا قصد کرے تو صحیح نہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر کہے تزویج کرتا ہون مین تجھے فلان مدت پر فلان مہر پر اور انشا کا قصد کرے پھر عورت کہے کہ تزویج کی مین نے تجھ سے تو بھی صحیح ہے اور یہی حکم ہے اگر نعم یعنی ہان کہدے اُردو مترجم کہتا ہے کہ جناب ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ رسالۂ نکاح مین فرماتے ہین کہ متعہ کے صیغے مین مدت کی تعیین اور مہر کے مبلغ کی تعیین شرط ہے بس عورت کا وکیل خطبۂ سنتی کے بعد کہے مَتَّعْتُ نَفْسَ مُوَکِّلَتِیْ زَیْنَبَ مِنْ مُوَکِّلِکَ مُحَمَّدٍ مِنَ الْاٰنَ اِلیٰ طُلُوْعِ الشَّمْسِ بِاَرْبَعِ شَاہِیَّاتٍ اور اگر عورت کا وکیل مہر اور مدت کی تعیین کے بعد کہے مَتَّعْتُ نَفْسَ مُوَکِّلَتِیْ مِنْ مُوَکِّلِکَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ بِالْمَبْلَغِ الْمَعْلُوْمِ اور مرد کا وکیل قَبِلْتُ کہے تو خوب ہے اور اگر احتیاط کے رو سے بہت سی حدیثون کی مدلولون کے موافق وکالت کے وقت عورت سے کہے کہ تجھے متعہ مین اِس شرط سے دیتا ہون کہ تو اُسکی میراث نپائے گی اور نہ وہ تیری میراث لیگا اور عدہ تجھے رکھنا پڑیگا اور راتون کی تقسیم کی دائمی نکاح کیطرح طالب نہو سکے گی اور اُس سے

اولاد بہم کرنے کی بھی توقع رکھنا اتنی مدت کو اتنی مہر پر اور اسیطرح پر صیغہ ہے زَوَّجْتُ مُوَكِّلَتِيْ زَيْنَبَ مُحَمَّداً مُتْعَةً شَهْراً كَامِلاً بِتُوْمَانٍ فِضِّيٍّ نِكَاحاً غَيْرَ سِفَاحٍ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ عَلٰى اَنْ لَاتَرِثَنِيْ وَلَا اَرِثُهَا وَعَلٰى اَنْ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ وَلَهٗ اَنْ يَعْزِلَ اور مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ عَلَى الشُّرُوْطِ الْمَذْكُوْرَةِ تو بہتر ہوگا اور اگر طرفین خود صیغہ کہین تو عورت کہے زَوَّجْتُكَ نَفْسِيْ مُتْعَةً ـ اور غائب کی ضمیرین متکلم کے صیغے سے کہین اور باقی شقین ظاہر ہین مجلسی علیہ الرحمہ کا کلام ہوچکا اور متعہ کے نکاح کا محل بس شرط ہے کہ عورت مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو جیسے یہودیہ اور نصرانیہ اور مجوسیہ دو روایتون کی مشہور روایت پر ہے اور انھین شراب پینے سے اور حرام فعل کرنے سے منع کرے مگر مسلمان عورت کو مسلمان مرد کے سوا متعہ کرنا جائز نہین اور بت پرست عورت سے اور ناصبیہ اہلبیت یعنے کھلی کھلی عداوت رکھنے والی سے متعہ جائز نہین جیسے خارجی ہین اور نصب کے معنے بیان ہوچکے ہین اور کسی کی لونڈی سے متعہ آزاد عورت سے عقد نکاح رکھنے پر جائز نہین مگر جب آزاد منکوحہ عورت لونڈی سے متعہ کرنے کی اجازت دیدے تو صحیح ہے اور اگر یہ کام کریگا تو عقد متعہ باطل ہو جائیگا اور اسیطرح ایک عورت کے عقد مین ہوتے ہوئے اُسکے بھائی اور بہن کی بیٹی سے عقد متعہ کرنا جائز نہین مگر جب کہ وہ منکوحہ اجازت دیدے اور اگر ایسا کریگا تو یہ عقد متعہ باطل ہو جائے گا اور متعہ کی عورت کا مومنہ ہونا اور عصمت وار ہونا سنت ہے اور سنت ہے کہ اُس سے حال پوچھے ایسی حالت مین کہ وہ شوہر کرنے سے یا دوسرے کے عدے سے نہ نکلنے سے متہم ہو اور حال کا پوچھنا متعہ کی صحت کی شرط نہین ہے اور زناکار عورت سے متعہ کرنا مکروہ ہے اور اگر متعہ کرے تو اُسے حرامکاری سے روکتا رہے اور یہ منع کرنا متعہ کی صحت کی کچھ شرط نہین ہے اور بن باپ کی کواری عورت سے متعہ کرنا مکروہ ہے اور اگر متعہ کرے تو اُسکا ازالہ بکر نکرے اور ازالہ بکر حرام نہین ـ تین فرعی مسئلے پہلا مسئلہ اگر کوئی مشرک کافر مسلمان ہو اور اُسکے پاس کوئی کتابیہ عورت عقد متعہ سے ہو تو اُسکا عقد ثابت رہیگا اسیطرح حکم ہے اگر وہ بہت سی عورتین متعہ مین رکھتا ہو اور اگر پہلے وہی عورت مسلمان ہو جائے تو اُسکے عقد نکاح کا ثبوت عدے کے گزرنے پر برکار رہے گا یعنے اگر عدے کے گزرنے سے پہلے اُس کا شوہر مسلمان ہو جائے گا تو اُسکا وہی شوہر اولی ہے جب تک مدت متعہ کی باقی ہے

اور اگر اُسکے مسلمان ہونے سے پہلے مدت گزر جائیگی تو وہ اُسکے عقد سے باہر ہو جائیگی اور اُسکا کچھ زور اُسپر نرہیگا دوسرا مسئلہ اگر کسی مشرک کے متعہ مین کوئی کافرہ غیر کتابیہ عورت ہو پھر اُن جورو خاوند دونین سے ہمبستری کے بعد کوئی مسلمان ہو جائے تو متعہ کے نکاح کا فسخ عدہ گزرنے پر رُکا رہیگا اور وہ عورت مدت کے گزرنے پر یا عدہ نکلنے پر اُس سے جدا ہو جائیگی بس جو ان دو باتون مین سے دوسرے کے اسلام سے پہلے حاصل ہو جائیگی اُسی سے وہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ تیسرا مسئلہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہو اور اُسکے دو جوروئین ہون ایک آزاد اور دوسری لونڈی تو آزاد عورت کا نکاح ثابت ہو جائیگا اور لونڈی کے نکاح کا ثبوت اُس آزاد عورت کی رضامندی پر ہے لیکن مہر تو خاص عقد متعہ مین شرط ہے اور دائمی نکاح مین مہر کا ذکر عقد مین نکاح کی صحت کی شرط نہین ہے بلکہ بے مہر کے ذکر کے بھی دائمی نکاح واقع ہو جائے گا اور متعہ مین بے مہر کے ذکر کے عقد متحقق نہوگا اور مہر مین شرط ہے کہ ناکح کا مملوک ہو اور اُسکی مقدار ناپ یا تول سے یا دیکھنے سے یا اُسکی صفت کے ذکر کرنے سے معلوم ہو اور اُسکی مقدار وہی ہے جسپر طرفین راضی ہو جائین خواہ کم ہو یا زیادہ ہو گو ایک مٹھی گیہون ہون اور مہر کی ادا عقد کے ہوتے ہی لازم ہو جاتی ہے اور اگر ممتوعہ عورت کو ہمبستری سے پہلے پوری مدت یا تھوڑی سی بخشدے تو آدھا مہر دینا لازم ہو جائیگا اور اگر ہمبستر ہو تو پورا مہر مدت پوری کرنے کی شرط سے مستقر ہو جائیگا اور اگر کچھ مدت مین اخلال کرے تو ناکح کو پہونچتا ہے کہ اُسکے حصے بھر کا مہر مین سے کاٹ لے اور اگر ظاہر ہو جائے کہ عقد متعہ فاسد ہوا ہے اسطور سے کہ اُس عورت کے کوئی شوہر یا ناکح کی منکوحہ کی بہن ہے یا ماں ہے اور جو اسیطرح پر فسخ کے موجب ہین اور اُس سے ہمبستر نہوا ہو تو کچھ مہر نہین ہے اور اگر لیچکی ہو تو ناکح کو اُسکا پھیر لینا پہونچتا ہے اور اگر ہمبستر ہونے کے بعد ظاہر ہو تو جسقدر وہ عورت لیچکی ہے وہ اُسکا ہے اور جتنا باقی ہے اُسکا اُس عورت کو دینا واجب نہین اور اگر کہا جائے کہ وہ عورت اگر نسب سے یا نکاح کی حرمت سے جاہل ہے اور ہمبستری ہو چکی ہے تو مہر جو لیا ہے وہ اُسی کا ہے اور اگر جانتی ہے تو زانیہ ہے اور زانیہ کا مہر نہین ہوتا ہے تو جو اُسنے پایا ہے پھیر لینا چاہیے تو یہ قول خوب ہوگا اور مدت متعہ مین شرط ہے اور اگر مدت کا ذکر نکریگا تو عقد دائمی ہو جائیگا اور مدت کا معین کرنا عورت مرد پر موقوف ہے مثل سال مہینے دن کے اور مدت کا معین ہونا لازم ہے

کہ زیادتی کمی سے محفوظ رہے اور اگر دن مین سے کچھ پر حصر کرے تو بھی جائز ہے اِس شرط سے کہ اُسے ایک ایسی انتہا سے مقترن کرے جو معلوم ہو جیسے آفتاب کا زوال اور غروب ہے اور جائز ہے کہ ایسے مہینے کو معین کرے جو عقد کے زمانے سے متصل ہو یا متاخر ہو اور اگر مدت مطلق ہو اور اتصال اور عدم اتصال سے مقترن نہو تو یہ عقد بھی اتصال کو مقتضی ہے پھر اگر چھوڑے رہے اُس عورت کو عقد کے بعد اُسوقت تک کہ معین زمانہ گزر جائے تو وہ عورت اُسکے عقد سے باہر ہو جائیگی اور مہر شوہر پر ثابت ہو جائیگا اور ایکبار یا دوبار ہمبستر ہونے کو کہے اور زمانے سے مقید نہ کرے تو یہ متعہ صحیح نہین ہے اور دائمی عقد ہو جائیگا اور اِسمین ایک روایت ہے جو جواز پر دلالت کرتی ہے اور اِس امر پر کہ ہمبستری واقع کرنے کے بعد اُس عورت کے منھ پر نظر کرنا جائز نہین اور یہ روایت ضعیف ہے اور معمول نہین ہے اور اگر ایسے طریق سے دائمی عقد کریگا تو ہو جائیگا اور اگر ایکمرتبہ اور دو مرتبے کی ہمبستری کو کسی معین مدت سے کہے تو نکاح متعہ صحیح ہے اور احکام متعہ کے آٹھ ہین پہلا حکم جب عقد مین مدت اور مہر کا ذکر کر دے تو عقد متعہ صحیح ہے اور اگر مہر کا ذکر نکرے اور مدت معین کرے تو عقد متعہ باطل ہو جائیگا اور اگر مدت کا ذکر نکرے تو بھی عقد متعہ باطل ہو جائے گا اور دائمی عقد نکاح منعقد ہو جائیگا دوسرا حکم جو شرط کہ عقد متعہ مین مشروط ہو تو ضرور ہے کہ ایجاب اور قبول کے نزدیک ہو اور اگر عقد سے پہلے مذکور ہو گی تو اُسکا کچھ اعتبار نہین جبتک کہ عقد کا اعادہ نکیا جائیگا اور اِسیطرح جو شرط عقد کے بعد مذکور ہو وہ بھی اُس صورت مین لازم ہو گی کہ جب عقد کے ساتھ مذکور ہو گی اور لازم نہین کہ عقد مین ذکر کے بعد پھر عقد ہو چکنے پر اُسکے ذکر کا اعادہ ہو اور فقہا مین سے کسی نے کہا ہے کہ عقد کے بعد بھی اعادہ شرط ہے اور یہ قول بعید ہے تیسرا حکم جو عورت بالغہ رشیدہ ہو اُسے اپنے نفس کو متعہ مین دینا جائز ہے یعنی اُسے جس سے چاہے متعہ کرنا جائز ہے اور اُسکے ولی کو اُسے منع کرنا نہین پہونچتا ہے خواہ کواری ہو یا دوہا جو ہو اور یہی قول اشہر ہے چوتھا حکم عورت سے اپنے پاس رات کو یا دن کو آنے کی اگر شرط کرے یا ایکبار یا دوبار معین زمانے مین ہمبستری کی شرط کرے تو جائز ہے پانچوان حکم متوعہ عورت سے منی کا عزل کرنا جائز ہے اور اُس عورت کی اجازت پر موقوف نہین ہے اور عزل منی کرنے پر بھی وہ عورت لڑکا جنے تو اُسی شوہر سے وہ لڑکا ملحق ہوگا اِسلیے کہ احتمال ہے کہ منی چلی گئی ہو اور مرد کو خبر نہوئی ہو اور اگر اُس لڑکے کی نفی

کریگا کہ مجسے نہین ہے تو وہ لڑکا ظاہر کے موافق اُس سے منفی ہو جائے گا اور لعان کی احتیاج نہین برخلاف دائمی منکوحہ عورت کے کہ اُسمین لڑکے کا منفی ہونا بے لعان کے ہو نسکیگا لیکن محض عزل منی سے یا تہمت سے لڑکے کی نفی جائز نہین بلکہ لڑکے کے منفی ہونے کا علم ضرور ہے اور نہین تو عند اللہ مواخذہ ہوگا چھٹا حکم متوعہ عورت پر طلاق واقع نہین ہوتی ہے وہ عقد متعہ کی مدت گزر جانے سے جدا ہوتی ہے اور اس عورت پر ایلا اور لعان بنا بر اظہر کے واقع نہین ہوتا ہے اور ایلا اور لعان کے معنے بعد اسکے اپنے اپنے مقام مین بیان ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ اور ظہار کے واقع ہونے مین تردد ہے اظہر یہی ہے کہ واقع ہو جاتا ہے ساتوان حکم زوجہ اور شوہر مین اس عقد سے میراث ثابت نہین ہوتی ہے خواہ میراث کے سقوط کو شرط کرلین یا نکرین اور اگر عقد متعہ مین توارث شرط کرلین یا ان دونون مین سے ایک دوسرے کی میراث پانے کی شرط کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ شرط پر عمل لازم ہو جائے گا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ لازم نہوگا اسلیے کہ میراث نہین ملتی ہے مگر شرع کے حکم سے پھر آپس مین میراث کی شرط کرلینا یا دونون مین سے ایک کا شرط کرنا غیر کے لیے میراث کی شرط کرلینے کے منزلے مین ہے اور پہلا قول کہ اشتراط کی صورت مین لازم ہوتی ہے اشہر ہے مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اشتراط کی صورت مین شرط اور عقد دونون باطل ہو جائین گے آٹھوان حکم جب ہمبستری کے بعد متعہ کی مدت گزر جائے تو اُس عورت کا عدہ دو حیض ہین اور ایک روایت مین ایک حیض واقع ہوا ہے اور اس روایت پر عمل نہین ہوا ہے اور اگر ممتوعہ عورت کو حیض نہ آیا ہو اور یاس کے سن کو بھی نہ پہونچی ہو تو اُسکے عدے کا زمانہ متعہ سے پینتالیس دن ہین اور شوہر کی وفات کے عدے کے دن چار مہینے دس دن دائمی عقد کے موافق ہین گو ہمبستری بھی نہوئی ہو جس صورت مین کہ حمل نرکھتی ہو اور اگر حمل ہو تو شوہر کی وفات کے عدیکو وضع حمل مین اور وفات کے عدے مین جسکی مدت زیادہ ہو وہی اُسکے عدے کی مدت ہے یعنی اگر چار مہینے دس دن مین وضع حمل ہونے کو ہو تو وہی عدہ ہے اور اگر اس سے کم مین وضع حمل ہوا تو عدہ وفات کی مقدار پوری کرے اور یہی زیادہ صحیح ہے اور اگر ممتوعہ کسی کی لونڈی ہو تو اُسکا عدہ آزاد عورت کے عدے کا آدھا ہے یعنی دو مہینے پانچ دن ہین اگر وہ لونڈی حاملہ ہو تو اُسکا عدہ وہ مدت ہے جو

وضع حمل اور عدہ وفات مین زیادہ ہے اِس طریق سے کہ اگر دو مہینے پانچ دن سے کم مین وضع حمل ہو تو عدے کی مدت لینا چاہیے اور اگر دو مہینے پانچ دن کے بعد وضع حمل ہو تو وضع حمل اسکا عدہ ہے تیسری قسم لونڈیون کے نکاح مین ہے اور نکاح بیان ہمبستری کے معنون مین ہے اور یہ یا ملک سے ہوتی ہے یا عقد سے ہوتی ہے اور عقد دو قسم کا ہوتا ہے ایک دائمی دوسرا منقطع اور ان دونون کے بہت سے احکام گزر چکے ہین اور انھین حکمون سے ملحق یہان کئی مسئلے بیان ہوتے ہین پہلا مسئلہ لونڈی غلام کو بے اجازت مالک کے اپنا نکاح کرنا جائز نہین پھر اگر ان مین سے کوئی مالک کی بے اجازت اپنا عقد کریگا تو وہ عقد مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ مالک کی اجازت مثل تازہ عقد کے ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ عقد باطل ہے اور عقد کے بعد اجازت لونڈی اور غلام دونون کے عقدون مین لغو ہے اور اِس مسئلے مین چوتھا قول بھی ہے اور اُسکا مفاد غلام کے عقد سے اجازت کا مختص ہونا ہے نہ لونڈی کے عقد سے اور پہلا قول اظہر ہے اور اگر مالک کی اجازت سے عقد کرین تو وہ صحیح ہے اور آقا کے ذمے مملوک کا اور اُسکی جورو کا روٹی کپڑا ہے اور آقا کا مال لونڈی کا مہر ہے اور یہی حکم ہے اگر دونون جورو خاوند ایک مالک کے مملوک یا کئی مالکون کے مملوک ہون اور بعضے اجازت دین تو اُنکا عقد نکاح بے اُن سب مالکون کی اجازت کے یا عقد کے بعد بے اُنکی رضامندی کے نافذ ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے۔

دوسرا مسئلہ جب ماں باپ دونون مملوک ہونگے تو اُنسے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی مملوک ہوگا پھر اگر ماں باپ دونون ایک ہی مالک کے مملوک ہونگے تو بچہ بھی اُسی کی ملک ہوگا اور اگر دو مالکون کے مملوک ہونگے تو بچہ بھی اُن دونون کے درمیان آدھا آدھا مشترک رہیگا اور اگر دونون مالک آپسمین عقد نکاح مین شرط کرلین کہ بچے مین ایک مالک دوسرے مالک کے حصے سے زیادہ حصہ لیگا اور دوسرا کم لیگا تو یہ شرط بھی لازم ہوجائے گی اور اگر جورو خاوندون مین سے ایک بھی آزاد ہوگا تو جو لڑکا اُنسے پیدا ہوگا وہ آزاد سے ملحق ہوگا اور بندے سے ملحق نہوگا خواہ باپ آزاد ہو یا ماں آزاد ہو مگر جب آقا نے شرط کرلی ہوگی کہ بچہ بھی مملوک ہوگا اور یہ شرط مشہور قول پر لازم ہوجائیگی مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ شرط صحیح نہین اور جو عقد کہ اس شرط پر شامل ہو وہ بھی صحیح نہوگا تیسرا مسئلہ جب کوئی آزاد مرد کسی لونڈی سے بے اسکے مالک کی

اجازتکے تزویج کرے اور اُسکی رضامندی کے پہلے اس کام کی حرمت کو جان بوجھکر اُس لونڈی
سے ہمبستری کرے تو وہ مرد زناکار ہوگا اور اُسپر حد زنا کی ہے اور اگر وہ لونڈی اس کام کی حرمت کو
جانتی ہو اور زانی کی اطاعت کرے تو اُس لونڈی کا کچھ مہر نہین اور اگر اُس زنا سے کوئی بچہ پیدا
ہو تو وہ بچہ بھی لونڈی کے مالک کا مملوک ہے اور اگر شوہر اس کام کی حرمت کو نجانتا ہو یا شبہے
مین ہمبستر ہو گیا ہو تو اُس لونڈی کا مہر دیدینا واجب ہے اور جو بچہ کہ اُس سے پیدا ہوگا وہ
بھی آزاد ہوگا مگر باپ پر لازم ہے کہ پیدایش کے دن کی آنکتی ہوئی قیمت اُس بچے کی اُس
لونڈی کے مالک کو دیدے جسوقت مین وہ بچہ جیتا پیدا ہوا ہو اسلیے کہ اُسکی مالک کی پیداوار
ہے اور جبکہ ہمبستری کرنیوالا آزاد ہے اور شبہے سے ہمبستر ہوا ہے تو بچہ بھی آزاد ہوگا اور لونڈی
کے مالک کی ملک مین نجائیگا بس جو نقصان کہ شوہر کی طرف سے مالک پر آپڑا ہے تو اُسکا تاوان
بھر دیگا اور یہی حکم ہے اگر لونڈی سے عقد اُسکے آزاد ہونے کے ادعا سے کرے اور اُس سے
ہمبستر ہو تو اُسکا مہر دیدے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ لونڈی کے دسوین حصے کی قیمت دیدے
اگر وہ لونڈی باکرہ ہے اور اگر ثیبہ یعنی کواری نہین ہے تو اُسکے بیسوین حصے کی قیمت دے
اور یہ روایت مین وارد ہوا ہے اور اگر اُس لونڈی کو مہر دیدیا ہو تو جو کچھ اُس مہر مین باقی رہا ہو
وہ اُس سے پھیر لے اور جو اولاد کہ اُس لونڈی سے پیدا ہوگی وہ اُسکے آقا کی مملوک ہے اور
شوہر پر اُن بچون کی قیمت پیدایش کے وقت کی اُس لونڈی کے مالک کو دینا واجب ہے
اور اُس اولاد کا آزاد کرنا واجب ہے اور لونڈی کے مالک کو اُن بچون کا اُسے دیدینا لازم ہے
اور اگر شوہر پاس کچھ مال نہو تو کوشش کرکے پیدا کرکے دیدے اور اگر وہ کوشش نکرے تو آیا امام
علیہ السلام پر واجب ہے کہ بیت المال سے دیکر اُن بچون کو آزاد فرمائین بعضے فقہا کہتے ہین کہ
ہان واجب ہے ایک روایت کی نظر سے جو اسمین وارد ہوئی ہے اور اُس روایت مین ایکطرح
کا ضعف ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ واجب نہین اسلیے کہ بچون کی قیمت باپ پر واجب ہے
کیونکہ وہی مالک مین اور اُسکی ملک کی پیداوار مین حایل ہو گیا ہے اور جب امام علیہ السلام کو
اس قیمت کی ادا کے وجوب کے قائل ہون بس حضرت کس مال مین سے دیکر اُن کی رہائی
فرمائینگے بعضے فقہا کہتے ہین کہ رقاب کے حصے مین سے یعنی اُن غلامون کے حصے مین سے

مرحمت فرمائین گے جو تحت شدت ہین اور بعضے مطلق مالمین سے کہتے ہین یعنی خواہ حصہ رقاب ہو یا غیر رقاب ہو **چوتھا مسئلہ** جب مالک اپنے غلام کی اپنی لونڈی سے تزویج کرے آیا مالک پر اپنے مال مین سے کچھ اُس لونڈی کو دینا واجب ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ واجب ہے اور استحباب اشبہ ہے اور اگر مالک مرجائے تو وارثون کو اُس عقد کے نافذ رکھنے مین اور فسخ کرنے مین اختیار ہے اور لونڈی کو کچھ اختیار نہین **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی غلام کسی آزاد عورت سے نکاح کرے اور وہ عورت جانتی ہو کہ اُس غلام کے مالک نے نکاح کی اجازت نہین دی ہے تو اُسے مہر اور روٹی کپڑے کا مطالبہ نہین پہونچتا ہے اور جو اولاد کہ پیدا ہوگی وہ اُس غلام کے مالک کی مملوک ہوگی اور اگر وہ عورت مالک کے اجازت نہ دینے یا بے مالک کے اذن نکاح کے حرام ہونے کو نجانتی ہو تو ساری اولاد آزاد ہوگی اور اُس عورت پر اولاد کی قیمت مالک کو دینا لازم نہین اور اگر وہ غلام ہمبستر ہوا ہے تو اُس عورت کا مہر اُسکے ذمے واجب ولازم ہے جب آزاد ہو تو کما بھرے **چھٹا مسئلہ** جب کوئی بندہ اپنے مالک کے سوا اور کسی کی لونڈی سے نکاح کرے پھر اگر دونون مالک اجازت دیدین تو اُنکا بچہ دونون مین مشترک رہیگا اور یہی حکم ہے اگر اجازت بھی ندین اور اگر ایک مالک اجازت دے تو بچہ اُسی شخص کا ہے جس مالک نے اجازت نہین دی ہے اور اگر کسی کی لونڈی سے کسی کا غلام زنا کرے تو بچہ لونڈی کے مالک کا مال ہے **ساتوان مسئلہ** اگر دو مالکون مین کی مشترک لونڈی سے تزویج کرے اور اسکے بعد ایک شریک کے حصے کو مول لیلے تو عقد نکاح باطل ہوجائے گا اور شوہر پر اُس زوجہ سے ہمبستر ہونا حرام ہوگا اور اگر دوسرا شریک شوہر کے ایک حصے کو مول لینے کے بعد اُسکے عقد کو اپنے حصے مین جاری کردے تو بھی عقد صحیح نہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس عورت سے ہمبستر ہونا اُسی عقد سے اور اجرا سے جائز ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور اگر تحلیل کرے لونڈی مین کا دوسرا شریک اپنے حصے مین تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ شوہر پر حلال ہوجائے گی اور یہ قول مردی ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اِس تحلیل سے حلال نہین ہونے کی اسلیے کہ ہمبستری کی استباحت کے سبب مین تبعیض لازم آتی ہے یعنی آدھی مین ملکیت سے اور آدھی مین استحلال سے اباحت لازم آتی ہے اور یہ جائز نہین اور یہی حکم ہے اگر شوہر آدھی جورو کا مالک ہوجائے اور آدھی

آزاد ہے تو اُس سے ملک سے دائمی عقد سے ہمبستری جائز نہین اور اگر اُس لونڈی کو وقت پر اسطرح بانٹے کہ اس سے کہے کہ ایک دن تیرا میری خدمت کا ہے اور ایکدن تیرا تیری آدھی آزادی کے مقابلے مین ہے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس لونڈی سے اُسکے مختص زمانے مین شوہر کو متعہ کرنا جائز ہے اور اِسیطرح پر روایت مین بھی وارد ہوا ہے اور اِس مین بھی اُسی سبب سے جو بیان ہو چکا ہے تردد ہے یعنی ہمبستری کی استباحت کے سبب مین تبعیض لازم آتی ہے۔ لونڈیون کے لواحق مین سے اُنکے نکاح کے بعد کے طاری امرون مین کلام ہے اور یہ تین امر عتق یعنی آزادی اور بیع اور طلاق ہین پہلا عتق یعنی آزادی ہے جب کوئی لونڈی آزاد ہو تو اُسے پچھلے نکاح کا آزاد ہونے پر توڑ ڈالنا جائز ہے خواہ آزاد مرد کے نکاح مین ہو یا غلام کے نکاح مین ہو اور علماء مین سے ایک عالم نے آزاد اور غلام مین فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ آزادی غلام کے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے آزاد کے نکاح کو فسخ نہین کر سکتی ہے اور یہی اشبہ ہے اور فسخ کا اختیار فوری ہے اور اگر شوہر کہ بندہ ہو آزاد ہو جائے تو اُسے اور اُسکے مالک کو اور اُسکی جورو کو نکاح کے فسخ مین کچھ اختیار نہین خواہ جورو آزاد ہو یا لونڈی ہو اِسلیے کہ وہ عورت اُسکے غلام ہونے کے حال مین راضی ہو چکی ہے اور اب تو وہ آزاد ہوا ہے تو اولی طریق سے اُسکی جورو رہیگی اور اگر کوئی اپنے غلام کی تزویج اپنی لونڈی سے کرے اور اسکے بعد اُسی لونڈی کو آزاد کر دے یا لونڈی غلام دونون کو ایک ہی دفعہ آزاد کرے تو اُس لونڈی کو اُس نکاح کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اختیار ہے اور اگر جورو خاوند دو مالکون کی ملک ہون اور ایک ہی دفعہ آزاد ہون تو بھی لونڈی کو اپنے نکاح کے باقی رکھنے مین اور فسخ کرنے مین اختیار ہے اور اگر کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور تزویج کرے اور اُسی آزادی کو اُسکا مہر قرار دے تو اُس عورت پر نکاح ثابت ہو جائیگا اِس شرط سے کہ عقد کا لفظ عتق یعنی آزادی پر مقدم کرے یعنی اِس طریق سے کہے کہ تجھسے مین نے نکاح کیا اور تجھے آزاد کیا اور تیری آزادی کو تیرا مہر قرار دیا اِسلیے کہ اگر عتق کو مقدم کریگا تو اُسکے بعد وہ عورت تزویج کے قبول مین اور رد کرنے مین اختیار ہو جائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ نکاح اور تزویج کے لفظ کی تقدیم شرط نہین اسلیے کہ متصل کلام ایک کلام کا حکم رکھتا ہے پھر آزادی اور تزویج دونون کی دونون ایک ہی کلام سے متحقق ہو جائین گی اور الفاظ کی تقدیم تاخیر سے

پھر فرق اور تفاوت نہین ہوتا ہے اور یہی قول خوب ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ پہلے عتق یعنے آزادی کا لفظ کہنا شرط ہے اسلیے کہ شرمگاہ اُس عورت کی اُسکے مالک پر مباح ہے بس اُسے ملکیت کے ہوتے عقد مباح نہین کر سکتا ہے اور پہلا قول مشہور زیادہ ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ عقد نکاح سے مرد کی غایت شرمگاہ کی اباحت ہوتی ہے بس اس عقد سے کوئی اور فائدہ اباحت کے سوا نہو تو تحصیل حاصل لازم آتی ہے اور فعل عبث کا لزوم ہوتا ہے اور یہ شارع علیہ السلام اور اصل تکلف یعنی حکیم علی الاطلاق سے بعید ہے پھر ضرور ہے کہ آزادی مقدم ہو کہ وہ بھی کار خیر ہے پھر عقد ہو کہ ہم خرما و ہم ثواب ہے بس یہ سوجہ ٹھہرا اور دوسرے عقد اور ملکیت ایک جگہ جمع نہین ہوتی ہین جیسا کہ گزر چکا پھر جبتک ملکیت کا ازالہ نہوگا عقد متحقق نہوگا تو فعل باطل ٹھہرا۔ اور جو لونڈی اپنے مالک سے بیٹا جنے اور صاحب ولد ہو تو مالک کے مرنے کے بعد وہ لونڈی اپنے اُسی بیٹے کے حصے مین آزاد ہو جائے گی اور اگر اُسکے اُس بیٹے کا حصہ اُسکی قیمت کے موافق نہوگا تو باقی اپنی قیمت وارثون کو وہی لونڈی کما بھریگی اور اُس لونڈی کے بیٹے کو جسکے حصے سے آزاد ہوئی ہے مان کی باقی قیمت کے حاصل کرنے مین کوشش لازم نہین ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ بیٹے پر لازم ہے اور پہلا قول اشبہ ہے اور اگر اُس لونڈی کا بیٹا ایسے وقت مین مرجائے کہ اُسکا باپ جیتا ہو تو اُس لونڈی کا بیچنا جائز ہے اسلیے کہ وہ لونڈی پھر بندہ ہونے کی طرف پھر آتی ہے اور بیٹے کی حیات مین بھی ام ولد لونڈی کا بیچنا اُسکی قیمت ادا کرنے کے لیے اِس طریق سے جائز ہے کہ اگر مالک نے اُس لونڈی کو قرض خرید کیا ہو اور اُسکی قیمت ادا کرنے سے پہلے اُس سے لڑکا جنوایا ہو اور اُسکے بعد بایع قیمت کا تقاضا کرے اور مالک کے پاس اُس لونڈی کے سوا کچھ مال نہو تو اُسکی قیمت اُسی لونڈی کو بیچکر ادا کر دیگا گو ام ولد بھی یعنی بیٹے کی مان ہو اور بعضے فقہا نے کہا ہے کہ اگر مالک مرجائے اور اُسکا قرض اُسکے ترکے سے بڑھکر ہو تو اُس لونڈی کو اُسکے مالک کے قرضہ ادا کرنے کے لیے بیچ ڈالنا جائز ہے گو اُسکی قیمت بھی پہلے ادا کر چکا ہو اور اگر اُس لونڈی کی قیمت قرض ہو اور مالک نے ادا نکی ہو اور اُسے آزاد کر دے اور اُسکی آزادی کو اُسکا مہر قرار دے اور پھر اُس سے لڑکا جنوائے اور مفلس ہو جائے اور مر جائے اور بیچنے والا قیمت کا مطالبہ کرے تو اُس لونڈی کو اُسکی قیمت ادا کرنیکے لیے

بیچڈالین گے اور آیا وہ لڑکا جو لونڈی سے نکاح کے بعد پیدا ہوا تھا بندہ بننے پر عود کریگا یا نہ بعضے
فقہا کہتے ہین کہ ہشام ابن سالم والی روایت کے موافق بندہ ہونے پر پھر آئے گا اور اشبہ یہی
ہے کہ اُس لونڈی کا نکاح باطل نہوگا اور لڑکا بھی غلام نہوگا اِسلیے کہ اُسمین اور اُسکی مان مین
آزادی ثابت ہوچکی ہے اور لیکن بیع تو جب مالک اپنی لونڈی کو بیچڈالیگا تو یہ بیچنا طلاق کا حکم رکھتا ہے
اور خریدار کو اختیار ہے خواہ اُسکے نکاح کو جاری رہنے دے یا فسخ کرڈالے اور یہ خیار فوری ہے اچھے
جبکہ خریدار کو معلوم ہو کہ یہ لونڈی نکاح مین ہے اور اُس نکاح کا فسخ نکرے تو نکاح لازم ہوجائیگا
اور یہی حکم غلام کا ہے جبکہ اُسکے عقد مین کوئی لونڈی ہے اور اگر غلام کے عقد مین کوئی آزاد عورت
ہو اور اُسکے بعد غلام کو بیچڈالین تو ضعیف روایت مین وارد ہوا ہے کہ خریدار کو نکاح کے
باقی رکھنے مین اور توڑڈالنے مین اختیار ہے اور اگر دونون خاوند جورو ایک مالک کے بندے
ہون اور مالک اُنکو دو خریدارون کے ہاتھ بیچے تو اُن دونون خریدارون مین سے ہرایک کو
نکاح کے بحال رکھنے اور توڑڈالنے کا اختیار ہے اور اِسی طرح پر اگر ایک خریدار اُن دونون
لونڈی غلام کو خرید کرے تو بھی خریدار کو اُنکے نکاح کے توڑنے اور بحال رکھنے کا اختیار ہے اور
اِسیطرح سے اگر ان دونون مین سے ایک کو بیچڈالے اور ایک کو اپنی بندگی مین رہنے دے تو
اِس صورت مین نکاح کے توڑڈالنے کا بیچنے والے اور مول لینے والے دونونکو اختیار ہے اور
ان دونون کا عقد نکاح ثابت نہین رہنے کا مگر انھین کی رضامندی سے ثابت رہیگا اور اگر
ان دونون کے اولاد پیدا ہوگی تو وہ مان باپ کے مالکون مین مشترک ہوگی تین مسئلے
پہلا مسئلہ جب کوئی اپنی لونڈی کا نکاح کریگا تو اُسکا مالک اُس لونڈی کے مہر کا بھی مالک
ہوگا اِسلیے کہ اُس مالک کی ملکیت مین اُس لونڈی کا مہر ثابت ہوا ہے اور اگر اُس لونڈی کو مالک
شوہر کے ہمبستر ہونیسے پہلے بیچڈالے گا تو مہر جاتا رہیگا اِسلیے کہ عقد نکاح جسکے سبب سے مہر ثابت
ہوا تھا وہی فسخ ہوگیا پھر اگر دوسرا مالک یعنی خریدار اُس عقد کو بحال رکھے تو وہ مہر اُسی خریدار کا ہے
اِسلیے کہ اُسکی اجازت دینا نئے عقد کے منزلہ مین ہے اور اگر مالک نکاح کی ہوئی لونڈیکو اُسکے شوہر کی
ہمبستری کے بعد بیچڈالے تو مہر اُسی مالک کا ہے خواہ دوسرا مالک یعنی خریدار اُس عقد کو بحال
رکھے یا توڑڈالے اِسلیے کہ یہ مہر اُسکی ملکیت مین ہونیکے وقت قرار پاچکا ہے اور اِس مسئلے مین

مختلف قول ہین اور مفصل اور مدلل وہی ہے کہ جسے ہم بیان کر چکے ہین دوسرا مسئلہ اگر مالک
اپنے غلام کا نکاح کسی آزاد عورت سے کرے اور اُسکے بعد اُس غلام کو اُسکی زوجہ سے ہمبستری
کرنے کے پہلے بیچڈالے تو خریدار کو اُس نکاح کا فسخ کرنا پہونچتا ہے اور پہلے مالک پر فسخ کی صورت
مین آدھا مہر اُس غلام کی منکوحہ کو دینا لازم ہے اور سارے مجتہدون مین سے وہ بھی شخص ہے
جسنے دوسرے مالک کے فسخ کرنے کے جائز ہونے کا انکار کیا ہے اور پہلے مالک پر آدھے مہر کے
ثابت ہونے کا بھی انکار کیا ہے یعنی دونون امرون کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ پورا مہر اُسکے
مالک پر ہے اور آزاد عورت کا نکاح فسخ نہوگا اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب جواہر الکلام فرماتے
ہین کہ فسخ اقوی ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے اور اسمین ابن ادریس نے خلاف کیا ہے کہ
اُنپر اُس غلام کے خریدار کا مختار ہونا عقد کے فسخ مین منکوحہ کے آزاد عورت ہونے پر ثابت نہین ہوا
ہے اور اسکا ضعف پہلے معلوم ہو چکا ہے اور اُسوقت مین جب خریدار غلام کے نکاح کو فسخ کر دیگا
تو اُس غلام کے مالک یعنی بایع پر آدھا مہر ہمبستری سے پہلے والی طلاق سے ملحق کرنیکے سبب اِس
فسخ کیلیے مشہور کی بنا پر اور علی بن حمزہ کی روایت کے موافق کہ جسکے ضعف کا شہرت نے جبر نقصان
کر لیا ہے لازم ہے اور اگر خریدار اُس غلام کے نکاح کو فسخ نکریگا تو پورا مہر اُس منکوحہ کا غلام کے پہلے
مالک یعنی بیچنے والے پر واجب ہے مگر جس وقت کہ اسکے قائل ہون کہ بیع کی ذات اُس
مالک کی طرف سے فسخ ہے پھر اگر دوسرا مالک یعنی خریدار اگر اُس عقد کو بحال رکھیگا تو دوسرا
آدھا مہر اُسپر واجب ہوگا یعنی آدھا مہر پہلے مالک پر اور دوسرا نصف دوسرے مالک یعنے
خریدار پر ہوگا اور اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو بیچے اور دعوی کرے کہ بیع کے وقت اُس لونڈی
کے پیٹ مین میرا بچہ تھا اور خریدار اِس بات کا انکار کرے تو بایع کا قول اُس سے لونڈی کو
پیٹ لگے ہونے کے دعوے مین مقبول نہین ہے اِسلیے کہ بیع کے فاسد ہو جانے کے دعوے پر
مشتمل ہے کیونکہ ام ولد کا بیچنا اُن مقامون کے سوا کہ جنہین استثنا ہو گیا ہے جائز نہین اور خود
پہلے بیچ چکا ہے لیکن اِس دعوے سے میراث کے حکم مین اُس سے ملحق ہو جائیگا اور خریدار کی
ملکیت سے خارج نہوگا اِسلیے کہ عقلا کا اقرار اپنے مضر امرون مین مسموع ہے اور دوسرے
کے ضرر مین مسموع نہین ہے اور اِس مسئلے مین تردد ہے اور لیکن تیسرا امر طلاق تو جبکہ

غلام اپنے مالک کی اجازت سے کسی آزاد عورت سے نکاح کرے یا کسی کی لونڈی سے عقد کرے تو اُس غلام کے مالک کو اُسپر طلاق دینے یا نہ دینے کے لیے جبر کرنا جائز نہین اور اگر مالک اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کرے تو یہ عقد صحیح ہے اور لونڈی کی تحلیل نہین ہے اور اس صورت مین طلاق کا اختیار مالک کو ہے اور مالک کو ان دونون مین بے طلاق کے لفظ کے جدائی ڈالدینا پہونچتا ہے جیسے یہ کہے کہ مین نے تم دونون کے نکاح کو فسخ کیا یا ایک سے کہدے کہ تو دوسرے سے جدا ہو جا اور آیا یہ طلاق کے لفظ ہین بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان طلاق کے لفظ ہین پھر اگر مالک دو مرتبہ انھین لفظون کو کہے اور ان دو مرتبہ کے درمیان مین شوہر اُس عورت سے رجوع بھی کر لے تو اُسپر یہ عورت حرام ہو جائے گی یہانتک کہ دوسرا شوہر کرے پھر اُسکے ہمبستر ہونے کے بعد اور اُسکے طلاق کے بعد عدہ پورا کرے اُس پہلے شوہر پر وہ حلال ہو گی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ مالک کے لفظ طلاق نہین ہین فسخ ہین اور یہی اشبہ ہے اور اگر اُس لونڈی کو اُسکا شوہر ہمبستر ہونے کے بعد طلاق دے اور اسکے بعد اُس لونڈی کا مالک اُسے بیچڈالے تو وہ لونڈی اپنے عدے کو پورا کریگی اور آیا عدہ طلاق کے پورا کرنے کے بعد خریدار پر عدے سے زیادہ ۰ ۰ نیکے ساتھ اُسکا استبرا کرنا بھی واجب ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان واجب ہے اسلیے کہ استبرا اور عدہ دو مختلف حکم ہین ایک کو دوسرے مین دوسرے پر داخل کرنا اس عنوان سے کہ عدے کے دنون کو استبری کے حساب مین لے لین خلاف ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ عدے کے بعد استبرا کرنا لازم نہین ہے اسلیے کہ استبرا پیٹ سے ہونے کے معلوم کرنے کے لیے ہے اور یہ امر عدے سے ثابت ہو گیا اور یہی قول بڑھکر صحیح ہو اور لیکن ملک تو وہ دو قسم پر ہے پہلی قسم ملک رقبہ ہے یعنی جو لونڈی کے نفس کا مالک ہو پھر مالک کو اپنی مملوکہ لونڈیون سے ہمبستری کرنا جائز ہے گو چاہے کبھی زیادہ ہون اور لونڈیون کی زیادتی کا شرعین کوئی حصر نہین ہے اور آدمی کو لونڈیونکا اور ان لونڈیون کی ماؤن کا مالک ہونا جائز ہے لیکن جب ان دونون مین سے ایک سے ہمبستر ہو گا تو اُسپر دوسری عین حرام ہو جائیگی یعنی ہمیشہ کو قیامت تک حرام ہو جائے گی اور دو لونڈیونکا جو آپس مین سگی بہنین ہین مالک ہو جانا جائز ہی اور اگر ایک سے ہمبستر ہو گا تو دوسری اُسپر جمع کے طرق سے حرام ہو جائے گی یعنی دونون سگی بہنون سے ہمبستر نہین ہو سکتا ہے اور اگر ایک کے

جس سے ہمبستر ہو چکا ہے اپنی ملکیت سے نکال دے تو دوسری سے اُسے ہمبستر ہونا جائز ہوگا
اور آدمی کو اپنے باپ کی مدخولہ کا مالک ہونا جائز ہے جیسا کہ باپ کو اپنے بیٹے کی مدخولہ کا مالک ہونا
جائز ہے اور ہر ایک پران دونون باپ بیٹون مین سے دوسرے کی مدخولہ سے ہمبستر ہونا ہمیشہ
کو حرام ہے اور مالک کو اُس لونڈی سے ہمبستر ہونا جسے خاوند کر دیا ہے جبتک حرام ہے کہ وہ
لونڈی اپنے شوہر سے جدا نہووے اور عدے کے دن پورے نہ کرلے یعنی جبتک شوہر سے جدا
نہوگی اور عدے کے دن پورے نہ کرے گی اُسوقت تک مالک پر حرام رہیگی اور جب شوہر
سے جدا ہو جائیگی اور عدے کے دن پورے کرلے گی تو پھر مالک پر حلال ہو جائے گی اگر لونڈی
صاحب عدہ ہوگی جیسا کہ اِسکے بعد بیان ہوگا اور مالک کو اپنی لونڈی کے نکاح کا فسخ کرنا جبکہ اپنے
غلام کے سوا کسی غیر شخص سے عقد کرچکا ہو تو جائز نہین ہے مگر یہ کہ اُس لونڈی کو بیچڈالے تو
خریدار کو اُسکے نکاح کا باقی رکھنا یا فسخ کرنا جائز ہے اور مالک کو تزویج کی ہوئی لونڈی کی ایسی چیز کا
دیکھنا جائز نہین کہ جسکی طرف غیر مالک کو دیکھنا جائز نہین اور مالک کو اپنے اور دوسرے مین
کی مشترک لونڈی سے ملکیت سے ہمبستر ہونا جائز نہین ہے اور خریدار کو بے استبرا کیے لونڈی
سے ہمبستر ہونا جائز نہین ہے اور اگر لونڈی کے شوہر ہو اور خریدار نکاح کے باقی رکھنے کی اجازت
دیدے تو اسکے بعد اُسے اُسکے نکاح کا فسخ کرنا جائز نہین ہے اور یونہین اگر خریدار کو معلوم ہو جائے
کہ خرید کی ہوئی لونڈی نکاح مین ہے اور مانع نہو اور چپ ہو رہے تو بھی وہ نکاح لازم ہو جائیگا اور خریدار
پر حلال نہوگی مگر جبکہ اپنے شوہر سے جدا ہو کر عدے کو پورا کرلیگی اگر صاحب عدہ ہوگی اور اگر خریدار نکاح کے باقی
رکھنے کی اجازت نہ دے اور وہ صاحب عدہ نہین ہے تو اُس سے ہمبستری جائز ہونے کے لیے
فقط استبرا کافی ہے اور حربی کافرون کی شوہر دار عورتون کا خرید کرنا جائز ہے اور اسی طرح
انکی لڑکیون کا خرید کرنا جائز ہے اور آتشپرستون گمراہون کی لوٹ کی ہوئی چیزون کا خرید کرنا جائز ہے
تتمہ دو مسئلون پر مشتمل ہے پہلا مسئلہ جو شخص تملیک کی وجہون مین سے کسی وجہ سے
لونڈی کا مالک ہو جائے تو اُسے بے ایک حیض کے استبرا کیے ہوئے لونڈی سے ہمبستر ہونا جائز
نہین اور اگر اُس لونڈی کو حیض آتا نہین تاخیر ہو اور اُسکی ہمسنون کو حیض ہوتا ہو تو اُس لونڈی کا عدہ
پینتالیس دن کا ہے اور جبکہ کوئی لونڈی کا مالک اُسکے حیض کے حال مین ہو جائیگا تو استبرا اُس

لونڈی کا ساقط ہو گر حیض کی مدت یعنی حیض کیمدت بھر غرض کے حاصل ہو جانے مین کافی ہو جائیگی اگر دو مترجم کہتا ہے کہ شہید ثانی علیہ الرحمہ نے شرح لمعہ مین فرمایا ہے کہ گو ایک لحظہ بھر بھی حیض کا باقی رہا ہو یعنی جب کوئی لونڈی حیض کے حال مین کسی کی ملک مین آجائے گی تو اسکے استبرا کا وجوب ساقط ہوگا اور وہی اُسکے لیے کافی ہو جائے گا گو حیض کے دنون مین سے گھڑی بھر باقی ہے کہ اسکی مالک مین آگئی تو وہ گھڑی بھر بھی کافی ہو جائے گی ۔۔ اور اسیطرح پر اگر وہ لونڈی کسی عادل شخص کی مملوکہ ہو اور وہ کہدے کہ استبرا اسکا ہو چکا ہے تو بھی ساقط ہو جائیگا یا لونڈی کسی عورت کی مملوکہ ہو یا یاس کے سن کو پہونچگئی ہو تو ان سب صورتون مین استبرا ساقط ہو جائیگا یا لونڈی پیٹ سے ہو تو بھی استبرا نہین اور اُس سے حمل کے حال مین ہمبستر ہونا مکروہ ہے مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس لونڈی کو حرام کا پیٹ ہے تو اُس سے ہمبستر ہونا مکروہ ہے اور اگر صحیح ہمبستری سے یا نامعلوم حال کی ہمبستری سے حاملہ ہے تو ایسی لونڈی سے وضع حمل کے وقت تک مالک کو ہمبستر ہونا جائز نہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ حاملہ لونڈیسے وضع کے پہلے ہمبستر ہوکر اسکے ساتھ صحیح ہونا پیٹ پر چار مہینے دس دن کا زمانہ گزرنے سے مشروط ہے اور اس سے پہلے حرام ہے دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی لونڈی کا مالک ہو اور استبرا کرنے سے پہلے اُسے آزاد کر دے تو اُس مالک کو اُس آزاد کی لونڈی سے بے استبرا کیے عقد نکاح جائز ہے مگر استبرا کر لینا بہتر ہے اور اگر مالک ہمبستر ہونے کے بعد آزاد کرے تو اُس لونڈی سے کسی اور کو بے عدہ گزرے عقد نکاح کرنا جائز نہین ہے اور اِس عدہ کی مدت تین مہینے ہین اگر اس سے پہلے تین طہر کہ طلاق کا عدہ ہین وقوع مین نہ آئین اور اگر تین مہینے سے کم مین تین طہر ہو جائین تو وہی تین طہر عدہ ہین دوسری قسم ملک کی منفعت کی ملک ہے اور کام اُسکے صیغے مین اور حکمون مین ہے اور صیغہ اس کا یہ ہے کہ لونڈی کا مالک کہے کہ مین نے تجپر اس لونڈی سے ہمبستر ہونا حلال کر دیا ہے یا کہے کہ مینے تیرے لیے اس لونڈی کی ہمبستری حلیت مین قرار دیدی ہے اور عاریت یعنی مانگے لینے کے لفظ سے کسی کی لونڈی سے ہمبستری مباح نہین ہوتی ہے اور اباحت کے لفظ سے حلال ہوتی ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اظہر یہی ہے کہ جائز ہے اور اگر کہے کہ مین نے

تجھے اس لونڈی کو بخشا یا تیرے لیے جائز رکھی یا مین نے تجھے اس لونڈی سے ہمبستری کا مالک کر دیا تو چونکہ فقیہون مین سے اباحت کے لفظ سے جائز رکھتا ہے اُسے اِن لفظون سے بھی جائز رکھنا لازم ہے اور جسنے کہ ہمبستری کے حلال ہونے کا حصر فقط تحلیل کے لفظ پر کیا ہے تو وہ اِن لفظون سے بھی جائز نہین جانتا ہے اور یہ تحلیل آیا عقد نکاح ہے یا منفعت کی تملیک ہے اور اسمین علما مین اختلاف ہے اور اختلاف کا منشا یہ ہے کہ عورتون کی شرمگاہین فائدے کے اُٹھانے سے بغیر عقد یا ملکیت کے ممتنع ہین جیساکہ آیۂ کریمہ کا مفہوم اِسپر دلالت کرتا ہے اور شاید کہ زیادہ حق سے قریب اخیر کا یعنی تملیک کا قول ہو اِسلیے کہ عقد مین مہر ہوا کرتا ہے اور اسمین مہر نہین ہے اور عقد کا جاتے رہنا طلاق کا محتاج ہوتا ہے اور اِسمین سے کوئی تحلیل مین نہین ہے اور اپنے غلام پر اپنی لونڈی کی تحلیل یعنی حلال کرنے مین دو روایتین ہین ایک نہ جائز ہونے کی روایت ہے اور اِس روایت کا مؤید یہ ہے کہ تحلیل ایک طرح کی ملک ہے اور بندہ تملیک کی صلاحیت سے دُور ہے اور دوسری روایت جائز ہونے کی اُسوقت مین ہے کہ جب موطوئہ یعنی مدخولہ کو معین کر دے اور اِسکا مؤید یہ قول ہے کہ تحلیل منفعت کے مباح کرنے کی ایک قسم ہے اور مملوک منفعت کی اباحت کی صلاحیت رکھتا ہے اور اخیر والا قول اشبہ ہے اور مالک کو اپنی مدبرہ لونڈی کی یعنی جسکے آزاد کر دینے کی اپنے مرنے کے بعد وصیت کی ہے تحلیل جائز ہے اور اِسیطرحپر مالک کو اپنی ام ولد کی تحلیل جائز ہے اور اگر کوئی شخص لونڈیکے کسی حصے کا مثل آدھے یا تہائی کے مالک ہو اور باقی وہ لونڈی آزاد ہو پھر وہ لونڈی اپنے نفس کو اپنے مالک پر حلال کرے تو وہ لونڈی مالک پر حلال نہوگی اور اگر وہ لونڈی مشترک ہو اور ایک شریک دوسرے شریک پر اُسے حلال کر دے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ لونڈی اُسپر حلال ہو جائے گی اور اِسمین اور اِس سے پہلی صورت مین فرق یہ ہے کہ مالک کی تحلیل شرع مین جائز ہے اور عورت کو اپنے نفس کا کسی پر حلال کرنا شرع مین مجوز نہین ہے اور احکام مین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ محلل لہ یعنی جسکے لیے مالک نے تحلیل کی ہے اُسی چیز پر کتفا کرے کہ جسپر مالک کا لفظ شامل ہے اور اُسپر اکتفا کرے کہ جسکے داخل ہونے کا مالک کی عبارت مین حال گواہی دیتا ہے پھر اگر مالک اُسپر اپنی لونڈی کے چومنے کو حلال کرے تو چومنے ہی پر اکتفا کریگا اور اِسیطرحپر چھونا یعنی مساس حلال کرے تو اُس سے ہمبستر ہونا مباح نہوگا اور اگر اُسپر ہمبستر ہونا حلال

کریگا تو اُسپر اُس لونڈی کی ہمبستری سے چھوٹی چھوٹی اور منفعتیں بھی حلال ہو جائینگی اور اگر مالک محض خدمت کو حلال کرے تو اُس سے ہمبستر ہونا جائز نہین اور اسیطرح اگر ہمبستری کو حلال کرے تو خدمت حلال نہوگی اور اگر کوئی کسی اَور کی لونڈی سے بے مالک کی اجازت ہمبستری کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اُسے لازم ہے کہ بضع کی منفعت کا عوض مالک کو دے مترجم کہتے ہین کہ بضع یعنی عورت کی شرمگاہ کی منفعت اکثر فقہا کے قول پر مہر مثل ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر وہ لونڈی باکرہ ہو تو اُس لونڈی کی قیمت کا دسوان حصہ بکارت کے تفاوت کے ساتھ یعنے وہ تفاوت جو بکارت کے جاتے رہنے سے اُس لونڈی کی قیمت مین پڑگیا ہے اُس لونڈی کے مالک کو دیدے اور اگر وہ لونڈی باکرہ نہو تو اُسکی قیمت کا بیسوان حصہ دے اِنصورتین جب لونڈی زنا پر راضی نہو یا اُسکی حرمتکو نجانتی ہو کیونکہ اگر حرمتکو جانکر مطاوعت کریگی تو زانیہ ہے اور زانیہ کے لیے کوئی مہر نہین ہے اور وہ بچہ جو ایسی ہمبستری سے پیدا ہوگا وہ اُس لونڈی یعنی اپنی مان کے مالک کا مملوک ہوگا یعنی جس صورت مین ہمبستری کرنیوالا اُسکی حرمت کو جانتا ہوگا اور اگر حرمت کو نجانتا ہوگا تو لڑکا آزاد ہوگا اور اُس مرد پر اُس لڑکے کی پیدایش کے دن کی قیمت اُس لونڈی کے مالک کو دیدینا لازم ہوگی دوسرا مسئلہ معاملہ لونڈی کا بچہ اگر اباحت کے لفظ کے ساتھ بھی آزادی کی شرط کی ہوگی تو آزاد ہوگا اور اُسکے باپ پر لونڈی کے مالک کو اُسکی پیدایش کے دن کی قیمت دینا بھی واجب نہین ہے اور اگر آزادی شرط نہوئی ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُسکے باپ کو اُس بچے کی پیدایش کے دن کی قیمت مالک کو دیکر چھڑا لینا واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ واجب نہین ہے اور یہ قول دو روایتون مین کی زیادہ صحیح روایت کے موافق ہے تیسرا مسئلہ لونڈی سے ہمبستری کرنے مین ایسے حال مین کہ وہان کوئی تیسرا بھی ہو اور ایسے حال مین کہ وہ دو لونڈیون کے بیچ مین سوتی ہو کوئی مضایقہ نہین اور یہ دونون باتین آزاد عورت مین مکروہ ہین اور بدکار لونڈی سے اور نطفہ حرام لونڈی سے ہمبستری مکروہ ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ بدکار لونڈی سے نکاح کے طور سے یا ملک کے طریق سے ہمبستر ہونا نطفون کے ملجانے سے بچنے کے لیے مکروہ ہے اور نطفۂ حرام لونڈی سے عفیفہ ہونے پر مکروہ ہے اسلیے کہ اُسمین عیب ہے اور اسلیے کہ اُس سے فلاحیت نہوگی۔ نکاح کے ملحق پانچ امر ہین پہلا امر جن چیزون سے نکاح کو توڑ سکتے ہین اُسکا بیان ہین مقصد ونکا مقتضی ہے

پہلا مقصد اُن عیبون کے بیان مین ہے کہ جنسے نکاحکو توڑنا جائز ہو جاتا ہے اور وہ عیب یا مرد مین ہون یا عورت مین ہون پھر مرد کے عیب جن سے عورت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے تین ہین دیوانہ ہونا اور خصی ہونا اور نامرد ہونا اور مرد کی دیوانگی عورت کے لیے نکاح کے فسخ کرنیکے قبضے کا سبب ہے خواہ ہمیشہ جنون رہتا ہو یا دَوری ہو اور یہی حکم ہے جو جنون کہ نکاح کے اور ہمبستر ہونے سے پہلے یا بعد تازہ پیدا ہو جائے اور بعضے فقہا نے تازے جنون مین یہ شرط کی ہے کہ نماز کی وقتون کو نجان سکے اور اسمین تردد ہے اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ معتمد یہی ہے کہ اِس شرط کا اعتبار کچھ نہین اور خصاء یعنی خصی ہونا اسے کہتے ہین کہ اُسکے خصیون کو کھینچ لیا ہو اور اِسی معنون مین وجاء واو کے زبر سے اور ممدودہ الف سے ہے اور یہ دونون خصیون کا اسقدر کچلے جانا ہے کہ اُنکی قوت جاتی رہے تو اِس عیب سے بھی نکاح اُسی صورت مین فسخ ہو گا کہ یہ عیب نکاح کے پہلے کا ہو گا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر نکاح کے بعد بھی پیدا ہو جائیگا تو بھی فسخ کر لینا جائز ہو جائے گا اور یہ قول معتمد نہین ہے اور عنن یعنی نامرد ہونا ایک ایسا مرض ہے کہ جسکے سبب سے مرد کے خاص عضو مین پھولنے کی قوت ایسی ضعیف ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمبستری سے عاجز ہو جاتا ہے اور اِس عیب سے بھی عقد نکاح کا فسخ ہو سکتا ہے گو نا عقد کے بعد پیدا ہو جائے مگر اِس شرط سے کہ اپنی زوجہ اور غیر زوجہ کے سوا اور عورت سے دخول کرنے پر قدرت نرکھتا ہو اور اگر زوجہ سے ہمبستر ہو گو ایک ہی مرتبہ ہو اور اسکے بعد نامرد ہو جائے یا زوجہ کے سوا اور عورت کے دخول پر قادر ہو اور زوجہ کے دخول سے عاجز ہو تو اظہر کے بنا بر اِس صورت مین زوجہ کے لیے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار نہین ہے اور اِسی طرح اگر عورت کے پیچھے کے مقعد مین دخول کرے اور آگے جانب دخول کرنے مین نامرد ہو جائے تو بھی عورت کو بنا بر اظہر کے نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہے اور مرد کے عضو کے کٹے ہونے سے آیا نکاح فسخ ہو گا اسمین تردد ہے اور تردد کا منشا یہ ہے کہ عقد کے تقاضے کے موافق نکاح کا تحقق ہے اور اشبہ یہی ہے کہ دخول کے عاجز ہونے کے سبب سے اِسمین بھی فسخ کا اختیار متحقق ہے اِسلیے کہ اسمین بھی دخول سے عجز پایا جاتا ہے لیکن اِس شرط سے کہ مرد کے خاص عضو مین سے ایسی مقدار بھی باقی نہو کہ جس سے دخول ہو سکے گو حشفہ ہی کے برابر ہو اور اگر عضو خاص کا کٹنا نکاح کے بعد حادث ہو جائے تو

اُس سے نکاح فسخ نہو سکیگا اور اِس مسئلے مین اور قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر عقد کے بعد اور دخول سے پہلے خاص عضو کا کٹنا حادث ہو جائیگا تو عورت کو فسخ کا اختیار ہو جائے گا اور اگر دخول کے بعد حادث ہوگا تو فسخ کا اختیار نہین ہے اور اگر ظاہر ہو کہ شوہر غیر مشکل خنثی ہے تو عورت کو نکاح کا فسخ کرنا نہین پہونچتا ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ نکاح کا فسخ کرنا پہونچتا ہے اور یہ بے دلیل کا دعویٰ ہے اور یہ حکم دخول ہو سکنے کی صورت مین ہے اور اِن عیبون کے سوا اور کسی سے مرد پھیرا جا نہین سکتا ہے اور عورت کے پھیرنے کا اختیار دینے والے سات عیب ہین جنون جذام کوڑھ قرن یعنی شاخ یعنی گوشت شرمگاہ مین نکلنا افضا یعنی پیشاب اور حیض کی دونون راہون کا ایک ہو جانا اندھی ہو جانا لنگڑی ہو جانا اور جنون سے مراد عقل کا فاسد ہو جانا ہے اور سہو کے سبب سے کہ جسکا زائل ہو جانا صریح ہے فسخ کا اختیار ثابت نہین ہوتا ہے اور نہ بیہوشی کے سبب سے جو غلبۂ صفرا یا سودا سے عارض ہوتی ہو ثابت ہوگا اور بیہوشی کے قرار پکڑنے کے سبب سے ثابت ہو جائیگا اور لیکن جذام تو ایک مرض ہو کہ اُس سے اعضا پر خشکی اور گوشت گر پڑنا ظاہر ہوتا ہے اور نکاح کے فسخ کے جواز مین احتراق کا قوی ہونا اور منہ کا کھنچ جانا اور گول ہونا آنکھون کا کہ یہ سب علامتین جذام حادث ہو جانے کی ہوا کرتی ہین کافی نہین ہین اور کوڑھ یہ ایک سفیدی ہے کہ بدن کی کھال پر بلغم کے غلبے کے سبب سے ظاہر ہوتی ہے اور شبہے کی صورت مین نکاح کے فسخ کے جائز ہونے کا حکم نہ کر سکین گے اور قرن قاف کی زبر اور جملہ رے اور نون سے ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ ایک گوشت ہے جو عورت کے آگے کی شرمگاہ مین نکل آتا ہے کہ دخول کا مانع ہوتا ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ ایک ہڈی ہے جو بچہ دان مین نکل آتی ہے اور پہلا قول اشبہ ہے پھر اگر یہ دخول کا مانع نہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اس سبب سے نکاح فسخ نہوگا اِسلیے کہ فائدہ حاصل کرنا ممکن ہے اور اگر فسخ کے جائز ہونے کی روایت کے ظاہر کی دلیل سے قائل ہو جائین تو یہ بھی ممکن ہے اور افضا حیض اور پیشاب کی دونون راہون کا ایک کر دینا ہے مگر لنگڑی ہونے مین تردد ہے اظہر یہی ہے اگر زمین گیری کی حد کو پہونچیگا تو فسخ نکاح کے عیبون مین داخل ہو اور بعضے فقہا نے کہا ہے کہ رتق بھی ایک اُن عیبون مین سے ہے جس سے مرد کو نکاح کے فسخ کر ڈالنے پر اختیار ہو جاتا ہے اور

یہ عورت کے آگے کی شرمگاہ اِسقدر گوشت سے بھر جاتی ہے کہ جس مین مرد کے خاص عضو کے لیے راستہ نہین رہتا ہے اور یہ کرسکتے ہین کہ اگر بالکل دخول سے مانع ہو جس صورت مین ازالہ ممکن نہو یا عورت علاج پر راضی نہو تو یہ قول حق ہے اِسلیے کہ نکاح کا فائدہ نرہیگا اور اِن عیبون کے سوا اور کسی عیب سے عورت بھی پھیری نجائیگی دوسرا مقصد عیبون کے حکمون مین ہے اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جو عیب کہ عورتون مین نئے پیدا ہو جائین کہ نکاح کے فسخ کی اباحت اُن سے نہوتی ہو اگر عقد سے پہلے کے پیدا ہونگے تو عالمون کے اتفاق سے فسخ کو مباح کردین گے اور اگر عقد اور دخول کے بعد ظاہر ہونگے تو اُنسے عقد کا فسخ نہو سکے گا اور اُن عیبون مین سے جو نکاح کے بعد اور دخول سے پہلے حادث ہونگے تو اُنمین تردد ہے اظہر یہی ہے کہ فسخ کے مباح کرنیوالے نہین ہین اِسلیے کہ عقد کے وقت مین نتھے تو معارض سے سالم عقد ثابت ہوگیا دوسرا مسئلہ فسخ کا اختیار فوری ہے پھر اگر مرد یا عورت کو عیب معلوم ہو جائے اور نکاح کے فسخ کی مبادرت نکرے تو نکاح لازم ہو جائیگا اور اِسیطرح تدلیس کا حکم ہے یعنی اگر تدلیس ظاہر ہوا اور نکاح کو فوراً فسخ نہ کرے تو بھی عقد لازم ہو جائیگا تیسرا مسئلہ کسی عیب کے سبب سے نکاح کا فسخ کرڈالنا طلاق نہین ہے پھر آدھے مہر کا حکم اُسمین جاری نہوگا اور ایسے فسخ کو تین طلاقون کے شمار مین بھی نہین لاسکتے ہین چوتھا مسئلہ مرد کو نکاح کے فسخ کرنے کے مجوز عیبون کے ظاہر ہوتے ہی اپنے نکاح کا فسخ کرڈالنا بے حاکم شرع کے جائز ہے اور اسی طرح پر عورت کو بھی مرد کے عیبون کے پائے جاتے ہی نکاح فسخ کرڈالنا جائز ہے لیکن عنن یعنی نامردی کے ثبوت مین حاکم کے حکم کی ضرورت ہے کہ مدت مقرر کرے کہ اگر اُس مدت تک ہمبستر ہونے کی قدرت حاصل ہوگئی تو بہتر اور نہین تو فسخ ہو جائیگا اور یہ حاکم شرع کا کام ہے اور اُس عورت کو مدت کے گزرنے کے بعد دخول نہو سکنے پر بے حاکم سے ظاہر کیے ہوے اپنا نکاح فسخ کرڈالنا پہونچتا ہے پانچوان مسئلہ جب مرد عورت دونون عیب کے ثبوت مین اختلاف کرین تو ثبوت نہونے پر عیب کے منکر کا قول مقبول ہے چھٹا مسئلہ جب عورت کسی عیب کے نکلنے سے اپنے نکاح کو فسخ کرڈالے پھر اگر یہ فسخ ہمبستری سے پہلے ہے تو کچھ مہر نہین ہے اور اگر دخول کے بعد فسخ ہوا ہے تو اُسکے لیے پورا مہر ہے اِسلیے کہ مہر مرد پر ہمبستر ہونے کے سبب سے ثابت ہوتا ہے اور قرار پاجاتا ہے اور نکاح کے فسخ سے جاتا نہین رہتا ہے اور مرد کو اس کا تاوان

تدلیس کرنیوالے سے پھیر لینا پہونچتا ہے اور اسیطرح ہے اگر عورت ہمبستری سے پہلے نکاح کو فسخ کریگی تو کچھ مہر نہین ہے مگر نامرد نکلنے کی صورت مین آدھا مہر عورت کو پہونچتا ہے اور اگر ہمبستری کے بعد نکاح کو فسخ کریگی تو پورے مہر کی مالک ہو جائے گی اور اسیطرح اگر عورت مرد کے خصی ہونے کے سبب سے دخول کے بعد نکاح کو فسخ کریگی تو بھی پورا مہر لیگی **ساتوان مسئلہ** اور عنن یعنی نامرد ہونے کا عیب ثابت نہو گا مگر شوہر کے اقرار سے یا اُسکے اقرار کے گواہون سے یا اُسکے قسم نہ کھانے سے اور اگر انمین سے کوئی امر نہوا اور عورت نامرد ہونے کا دعوی کرے اور مرد انکار کرے تو قسم کے ساتھ مرد کا قول مقبول ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس مرد کو ٹھنڈے پانی مین بٹھائین گے اور دیکھین گے کہ اُسکا خاص عضو منقلص ہوا یعنی سکڑا اور شکنین پڑین تو اُسی مرد کے قول کے موافق حکم کرینگے اور اگر لٹک پڑا تو عورت کے قول کے موافق حکم کرینگے اور یہ کچھ بھی نہین اور اگر مرد کا نامرد ہونا ثابت ہو جائے اور بعد اسکے مرد ہمبستری کر لینے کا دعوی کرے تو پھر قسم کے ساتھ مرد کا قول مقبول ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر آگے کی طرف دخول کرنے کا مدعی دعوی کرے اور عورت باکرہ تھی تو عورتون سے کہا جائے کہ دیکھین کہ اس عورت کے بکر کا ازالہ ہوا یا نہین اور اگر عورت کواری نہو گی تو اُسکی شرمگاہ مین رنگین علت رنگین گے پھر اگر اُسکا رنگ مرد کے خاص عضو پر ظاہر ہو گا تو اُسکے قول کی تصدیق کرین گے اور یہ قول شاذ ہے اور اگر شوہر دعوی کرے کہ زوجہ کے سوا اور عورت سے ہمبستری کی ہے یا یہ دعوی کرے کہ اپنی زوجہ کے پیچھے کی طرف سے ہمبستر ہوا ہے تو قسم کے ساتھ اُسی کا مقبول ہے اور اگر قسم نکھائے تو اُسکے جھوٹے ہونے کا حکم کرینگے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ زوجہ پر رد قسم کرینگے اور یہ قول رد قسم کے حکم کے شروع ہونے پر مبنی ہے —

آٹھوان مسئلہ جب مرد کا عنن یعنی نامرد ہونا ثابت ہو جائے پھر اگر عورت صبر کرے تو کوئی نزاع نہین ہے اور اگر حاکم شرع کے سامنے فریاد کرے تو حاکم فریاد کے وقت سے اُسے سال بھر کی مہلت دیگا پھر اگر اس مہلت مین اپنی زوجہ سے یا کسی اور عورت سے ہمبستر ہو تو زوجہ کو فسخ کا اختیار نہین اور اگر نہ کر سکا تو زوجہ کو نکاح کا فسخ کر ڈالنا پہونچتا ہے اور آدھا مہر لے لے گی —

تیسرا مقصد تدلیس کے یعنی عیب وغیرہ چھپانے کے حکمون مین ہے اور اسمین کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کسی عورت سے آزاد ہونے کے دعوے سے کوئی نکاح کرے پھر وہ کسی کی لونڈی

نکلے تو مرد کو نکاح کا فسخ کرڈالنا پہونچتا ہے گو ہمبستری بھی ہوچکا ہو اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ عقد باطل ہے اور پہلا قول اظہر ہے اور اگر دخول کے پہلے فسخ نکاح ہوجائے تو کچھ مہر نہین ہے اور اگر دخول کے بعد فسخ ہوگا تو مہر لے لیگی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس لونڈی کے مالک کو اُسکے باکرہ ہونے پر اُسکی قیمت کا دسوان حصہ دینا چاہیے اور اگر باکرہ نہو تو اُسکی قیمت کا بیسوان حصہ دینا چاہیے اور جو مہر کہ معین کیا ہے وہ باطل ہے اور پہلا قول اشبہ ہے اور شوہر اپنے اس نقصان اُٹھانے کا تاوان اُس شخص سے لیگا جسنے تدلیس کی ہے اور اگر اُس لونڈی کے مالک نے تدلیس کی ہے یعنی کہا ہے کہ یہ عورت آزاد ہے اور آزاد نتھی تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ نکاح صحیح ہے اور یہ عورت اپنے مالک کے ظاہرا قرار کے حکم سے آزاد ہے اور اگر مالک نے ایسے لفظ کو جو آزاد ہونے کی مقتضی ہے اپنی زبان سے نکالا نہو تو وہ لونڈی آزاد نہوگی اور مہر بھی نپائیگی اور اگر اس تدلیس کو خود اُس لونڈی نے کیا ہو تو اُسکی شرمگاہ کی منفعت کا عوض کہ شوہر فسخ نکاح کے بعد دیگا وہ اُسکے مالک کا مال ہے اور مرد اس مال کو اُسی لونڈی سے جب آزاد ہوگی اور اپنی کمائی کی مالک ہوگی تو وصول کرلیگا اور اگر اُسے مہر دے چکا ہوگا تو جو کچھ اُسکے پاس موجود ہوگا وہ پھیر لیگا اور جو اُسنے ضایع کرڈالا ہوگا اُسکا تاوان اُسکے آزاد ہونے کے وقت اُسی لونڈی سے شوہر بھر لیگا دوسرا مسئلہ جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح اِس دعوے سے کرے کہ مرد آزاد ہے پھر وہی مرد کسی کا غلام نکلے تو عورت کو دخول کے پہلے بھی اور بعد بھی نکاح کا فسخ کرنا پہونچتا ہے اور اگر دخول سے پہلے فسخ کریگی تو مہر کچھ نپائیگی اور اگر دخول کے بعد فسخ کریگی تو پورا مہر لیگی تیسرا مسئلہ بعضے فقہا کہتے ہین کہ جب کوئی مرد کسی شخص کی لڑکی سے آزاد عورت کی بیٹی ہونے پر نکاح کرے اور نکاح کے بعد وہ لونڈی کی بیٹی نکلے تو شوہر کو عقد فسخ کرڈالنا پہونچتا ہے اور موجہ یہی ہے کہ ایسی صورت مین اگر عقد مین عورتکی مان کی آزادی کی شرط کرلی ہے تو شوہر کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور عقد کے مطلق ہونے کی صورت مین یعنے آزادی کی شرط نہونے پر اختیار نہین ہے اور یہ مسئلہ پہلے دو مسئلون کے برخلاف ہے اسلیے کہ اُنمین عقد کا عین آزاد ہونے کی شرط کا ذکر فسخ نکاح کے اختیار کے ثبوت کےلیے شرط نہین ہے بلکہ اگر عقد کے پہلے ذکر کرے اور عقد مین ذکر نکرے تو بھی فسخ کا اختیار ثابت ہے

اور اس مسئلے مین یہ بات نہین ہے پھر اگر شوہر دخول کے پہلے نکاح کو فسخ کر ڈالیگا تو کچھ مہر نہ دے گا
اور اگر دخول کے بعد نکاح کو فسخ کریگا تو عورت کو مہر کا مطالبہ پہونچیگا اور شوہر اسکا تاوان اُس شخص
سے بھر لیگا جس نے تدلیس کی ہے خواہ وہ شخص زوجہ کا باپ ہو یا غیر شخص ہو چوتھا مسئلہ اگر
کوئی شخص اپنی آزاد بی بی کے پیٹ کی لڑکی کا نکاح کسی مرد سے کرے پھر اپنی لونڈی کی بیٹی کو
اُسی کے پاس بھیجے تو شوہر کو اُس لونڈی بچی کو پھیر بھیجنا واجب ہے اور اگر اُس لونڈی بچی سے ہمبستر
ہوا ہے تو اُسکا مہر مثل بھی دیدے اور اسکا تاوان اُس شخص سے بھر لیگا جسنے اُس عورت کو اُسکے
پاس پہونچایا ہے اور اُس مرد کے پاس وہی آزاد عورت جس سے تزویج کی ہے بھیجی جائے گی
اور یہی حکم ہر ایک شخص کا ہے جسکے پاس اُسکی زوجہ کے سوا اَور کو لیجائین خواہ وہ غیر منکوحہ عورت
منکوحہ عورت سے رتبے مین بڑی ہو یا نیچی ہو پانچوان مسئلہ جب کوئی مرد کسی عورت سے باکرہ
ہونے کی شرط سے نکاح کرے پھر اُسے ثیبہ یعنی کواری نپائے تو اُسے نکاح کا فسخ کرنا جائز نہین اسلیے
کہ ممکن ہے عقد کے بعد کسی غیر ظاہر سبب سے مثل سواری پر چڑھنے کے یا اُچھلنے کے ازالۂ بکر ہو گیا ہو
اور اس عورت کی قوم کی کواری اور بے کواری عورتون کی عادت والے مہرون کا تفاوت شوہر
کو اسکے مہر سے کھٹا دینا پہونچتا ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُسکے مہر مین سے چھٹے حصے کو کم کر دیگا اور
یہ غلط ہے چھٹا مسئلہ جب کوئی شخص کسی مسلمان عورت سے متعہ کرے اور متعہ کے بعد وہ کتابیہ
کافرہ نکلے تو اُسے اس متعہ کا فسخ کرنا جائز نہین مگر یہ کہ وہ مرد اُس عورت کو اُس متعہ کی مدت کو ہبہ
کر دے اور اُسکے مہر مین سے کچھ کم کرنا نہین پہونچتا ہے اور یہی حکم ہے جب ایسی عورت سے دائمی
نکاح کرے اُن علما کے قول پر جو ایسے دائمی نکاح کو بھی جائز جانتے ہین لیکن جب عقد نکاح کے وقت
منکوحہ کے مسلمان ہونے کی شرط کر لی ہے پھر اسلام کے خلاف جو عورت نکلے گی تو اُسکے نکاح کا فسخ
کرنا پہونچے گا ساتوان مسئلہ جب دو مرد دو عورتون سے نکاح کرین پھر اُن دونون مین سے
ہر مرد کی منکوحہ کو دوسرے مرد کے پاس لیجائین اور ہر مرد دوسرے کی منکوحہ سے ہمبستر ہو پس ہر مرد
پر ہر مدخولہ کا مہر مثل لازم ہے اور اُسے اُسکے شوہر کے پاس پھیر بھیجنا چاہیے اور شوہر پر اُسکا وہ مہر ہے
جسپر نکاح واقع ہوا ہے اور انہین سے ہر ایک عورت کا شوہر پہلی ہمبستری کے عدے کے گزرنے تک
اپنی زوجہ سے ہمبستر نہوگا اور اگر یہ دونون عورتین عدے مین مرجائین گی یا دونون شوہر مرجائین گے

تو دونون شوہر اپنی اپنی منکوحہ کی میراث لین گے اور اُنکی وہ منکوحہ عورتین بھی اپنے اپنے شوہر کی میراث پائین گی آٹھوان مسئلہ جس مقام مین کہ عقد کے باطل ہوجانے کا حکم کیا گیا ہے تو وہان ہمبستر ہونے کی صورت مین مہر مثل زوجہ کا مال ہے نہ وہ مہر کہ جسے عقد کے وقت قرار دیا ہے اسلیے کہ وہ عقد فسخ ہوچکا اور جس مقام پر کہ عقد کے صحیح ہونے کا حکم کیا گیا ہے تو اُس زوجہ کے لیے ہمبستر ہونے کے ساتھ وہی مہر ہوگا جو اُسکے نکاح کے وقت قرار پایا ہے گو اُسے فسخ بھی لاحق ہوجائے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر ہمبستری کے پہلے نکاح کا فسخ کسی عیب سے ہوگا تو اُس منکوحہ کے واسطے مہر مثل لازم ہوگا خواہ عیب کا حدوث عقد کے پہلے سے ہو یا بعد ہوا ہو اور پہلا قول اشبہ ہے۔ دوسری نظر مہرون مین ہے اور اسمین کئی طرفین ہین پہلی طرف صحیح مہر کے بیان مین ہے اور یہ ہر ایک چیز ہے کہ جسکا مالک ہونا صحیح ہو خواہ عینی موجود ہو جیسے چاندی سونا کپڑا حیوان ہے یا منفعت ہو اور آزاد شوہر کے اختیار کی حلال منفعت پر عقد نکاح کرنا صحیح ہے جیسے مرد کا اپنی زوجہ کو کسی کاریگری کا سکھانا ہے یا سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورے کے سوا قرآن کے کسی معین سورے کا پڑھا دینا ہے اسلیے کہ سورۂ فاتحہ کی اور ایک اور کی تعلیم واجب ہے اور اسکی تعلیم کو اپنی زوجہ کا مہر قرار نہین دیسکتا ہے اور ہر حلال کام پر نکاح کرنا صحیح ہے اور اسپر بھی نکاح واقع کرنا صحیح ہے کہ شوہر اپنی ذات کو کسی معلوم خدمت کے لیے معین مدت تک اپنی زوجہ کو اجارے دیدے اور بعضے فقہا اِس اجارے کو مہر قرار دینا ایک روایت کی نظر سے جائز نہین جانتے ہین کہ جو روایت ضعف سے خالی نہین ہے اور ناجائز ہونے کے افادہ کرنے مین بھی قاصر ہے اور اگر ذمی مردوں عورتون کا عقد نکاح شراب یا سؤر پر واقع ہو تو صحیح ہے اسلیے کہ یہ اپنے مذہب کے رو سے ایسی چیزون کے مالک ہوتے ہین اور اگر وہ دونون یا ایک اُنمین سے مہر کے دینے لینے سے پہلے مسلمان ہوجائے تو شراب کی یا سؤر کی قیمت جو اُسکے حلال جاننے والون کے نزدیک ہے دی جائیگی اسلیے کہ یہ چیزین مسلمان کی ملک مین نہین آتی ہین خواہ یہ چیزین عقد نکاح کے وقت موجود ہون یا شوہر نے زوجہ کو انکا پہونچا دینا اپنے ذمے لیا ہو اور اگر شوہر زوجہ دونون مسلمان ہون یا شوہر مسلمان ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ عقد باطل ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ عقد صحیح ہے کہ اگر دخول کریگا تو مہر مثل دیگا اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے کہ شراب کی قیمت دیدے گا

اور دوسرا قول اشبہ ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ کتاب مبسوط مین شیخ علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور مہر کی شرع مین کوئی حد مقرر نہیں بلکہ جتنے پر زوجہ اور شوہر راضی ہون گو کم چیز بھی ہو جبتک وہ ایسی کم نہو کہ جسکی کچھ قیمت نہو جیسے گیہون کا ایک دانہ ہے اور اسی طرح پر زیادہ کی جانب مین بھی کوئی حد نہین ہے اور بعضے فقہا کہتے مین کہ مہر سنت سے مہر کا بڑھانا جائز نہین ہے اور مہر سنت کے پانسو درہم ہین کہ پچاس دینار کی مقدار مین ہین اور اگر سنت مہر سے زیادہ مقرر کریگا تو مہر سنت کی مقدار بھر دیگا اور یہ قول معتمد نہین ہے اور مہر مین اگر موجود ہو تو اسکا دیکھ لینا کفایت کرتا ہے گو اسکی ناپ اور تول بھی معلوم نہو جیسے گیہون کا ڈھیر ہے اور سونے کا ٹکڑا ہو اور دو عورتون سے یا زیادہ سے ایک مہر پر نکاح کرنا جائز ہے اور وہ مہر اُن جورؤن پر برابر تقسیم ہو جائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہر زوجہ کے مہر مثل کی مقدار سے ہر ایک پر تقسیم پائیگا یعنی اگر ہر زوجہ کے مہر مثل دینے پر پورا پڑتا ہوگا اور اگر کم پڑیگا تو کمی بھی مہر مثل کی نسبت سے ڈالی جائیگی اور یہی اشبہ ہے اور اگر خادم پر عورت سے نکاح کرے یعنی اگر کوئی زوجہ کا مہر غلام یا لونڈی قرار دیکر نکاح کرے کہ زوجہ نے اُسے دیکھا نہو اور اُسکا وصف بھی عقد کے وقت بیان نہوا ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُسے بیچ کی راس کا خادم دیگا اور اسیطرح اگر عورت سے کسی غیر معین گھر پر نکاح کرے تو علی ابن ابی حمزہ کی روایت کے موافق اسے بیچ کے درجے کا گھر دیگا اور ابن ابی عمیر نے کہا ہے کہ ہمارے بعضے علمائنے جناب امام رضا علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اُسکے موافق کوئی گھر دیدیگا اور اگر خدا کی کتاب اور پیغمبر کی سنت پر عورت سے نکاح کرے اور کچھ مہر معین نکرے تو اُس منکوحہ کا مہر پانسو درہم ہونگے اور اگر عورت کے لیے مہر مقرر کرے اور اُسکے باپ کے لیے بھی کچھ مقرر کرے تو اُسکا مہر جو کچھ قرار دیا ہے وہ لازم ہو جائیگا اور جو کچھ کہ اُسکے باپ کے لیے مقرر کیا ہے وہ ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت کے لیے کچھ مہر مقرر کرے اور اسی مہر مین سے اسکے باپ کے لیے کچھ معین کر دے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ مہر اور یہ شرط دونون برخلاف پہلی صورت کے صحیح ہین اور ضرور ہے کہ مہر کو اسطرح سے معین کر دے کہ اس سے جہالت جاتی رہے پھر اگر زوجہ کا مہر کسی سورے کی تعلیم قرار دے تو اُس سورے کا معین کر دینا واجب ہے اور اگر مبہم رکھیگا تو مہر فاسد ہو جائیگا اور عورت کے لیے دخول کے ساتھ مہر مثل ہے اور آیا قرادت

کی بھی تعیین کرنا اِسطرح سے واجب ہے کہ فلان سورے کو ساتون قاریون مین سے فلان قاری کی قراءت پر سکھائیگا بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان واجب ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ نہین اور اُس سورے کو ایسی قراءت سے سکھانا چاہیے کہ جس سے قرآن کا پڑھنا جائز ہو اور وہ قراءت ناجائز ہو جیسی شاذ قراءتین ہین اور یہی اشبہ ہے اور اگر عورت اُس معین سورے کے سوا اور سورے کے سکھانے کو کہے تو یہ مرد پر لازم نہین ہے اِسلیے کہ مہر کی شرط وہی سورہ ہے اُسکے سوا اور کوئی سورہ نہین ہے اور اگر کسی ایسی صنعت کا سکھانا عورت کا مہر قرار دے کہ جسے خود بھی اچھی طرح نجانتا ہو یا سورے کی تعلیم کو مہر قرار دیا ہو اور خود بھی اچھی طرح اُسکا سوا د نرکھتا ہو تو بھی جائز ہے اِسلیے کہ مہر شوہر کے ذمے رہتا ہے اور اُسیوقت دیدینا لازم نہین ہے اور اگر شوہر پر اُسکا ادا کرنا مشکل ہو تو اُس صنعت یا سورے کی تعلیم کی اُجرت زوجہ کو دیدینا شوہر کے ذمے واجب ہے اور اگر عورت کا مہر ایک کوزہ بیان کرکے کرے کہ اِسمین سرکہ ہے پھر شراب نکلے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس عورت کیلیے شراب کے حلال جاننے والون کے نزدیک کی انکتی ہوئی اُس شراب کی قیمت ہے اور اگر کہا جائے کہ اُس کوزے بھر سرکہ دیدے تو خوب ہوگا اور اِسیطرحپر اگر کوئی شخص کسی عورت کا غلام کو مہر قرار دیکر نکاح کرے اور وہ غلام آزاد یا کسی اُور کا مملوک نکلے تو اُسی غلام کی مثل مین زوجہ کو ایک غلام دیدے اور اِن دونون مسئلون مین شیخ علی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مہر مثل کا دینا اقوی ہے اور جب کوئی مرد کسی عورت سے کچھ چھپے مہر پر نکاح کرے اور بعد اِسکے کچھ آشکارا مہر پر اُس سے نکاح کرے تو اُس عورت کے لیے وہی پہلا مہر ہے یعنے دوسرا مہر نہین ہے اور مہر کا ضامن اور ذمہ دار شوہر ہے پھر اگر زوجہ تک پہونچا دینے کے پہلے مہر ضایع ہو جائیگا تو ضایع ہونے کے وقت کی قیمت کے تاوان دینے کا امامیہ کے مشہور قول پر شوہر ضامن ہے اور اگر مہر مین منکوحہ کو کوئی عیب نظر آئے تو اُس عیب کے سبب سے اُسکا پھیر دینا اور بےعیب کا مطالبہ زوجہ کو شوہر سے پہونچتا ہے اور اگر عقد نکاح کے بعد مہر مین کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ زوجہ کو اختیار ہے خواہ اُسی عیب دار کو لیلے یا بےعیب یعنی اچھے کی قیمت لیلے اور اگر کہا جائے کہ قیمت شوہر کے ذمے پر نہین ہے اور بعینہ وہی مہر اور قیمت کا تفاوت زوجہ کا مال ہے تو یہ قول خوب ہے اور عورت کو بے مہر کے لیے اپنے نفس کا حوالہ نہ کرنا پہونچتا ہے خواہ شوہر مالدار ہو یا محتاج ہو یعنے یہ حکم

ہمبستر ہونے سے پہلے کا ہے اور آیا زوجہ کو ہمبستر ہونے کے بعد مہر کے نہ وصول ہونے کے سبب سے
اپنے نفس کے حوالے کرنے مین انکار پہونچتا ہے یا نہین بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان پہونچتا ہے اور بعضے
فقہا کہتے ہین کہ نہین پہونچتا ہے اور یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ استمتاع یعنی ہمبستری ہونیکا مطالبہ
شوہر کا حق ہے اور عقد نکاح کے حاصل ہونے سے یہ لازم ہوگیا ہے مترجم کہتے ہین کہ اس مسئلے
کی توضیح یون ہے کہ دخول سے پہلے مہر شوہر کے ذمے نہین ہوتا ہے پھر اگر اسوقت مین زوجہ بے
مہر کے لیے اپنے نفس کے حوالہ کرنے کو نہ مانے تو وجہ رکھتی ہے کہ زوجہ کا حق متزلزل ہے اور معلوم
نہین کہ شوہر ادا کریگا یا نہین اور بعد اسکے کہ دخول واقع ہوچکا اور زوجہ دیر مین مہر کے دینے پر
راضی ہوچکی اور مہر بھی پورا پورا شوہر کے ذمے قرار پکڑ چکا پھر اگر زوجہ اسکے بعد انکار کریگی تو شوہر کے
حق کا فوت کرنا لازم آئے گا اور مہر کے دینے مین دیر کرنا زوجہ کے حق کے فوت کرنے کا سبب نہین
ہے اسلیے کہ ہر رات دن مین استمتاع شوہر کا حق ہے کہ محض عقد سے قرار پا چکا ہے اور جس دن
کہ یہ فوت ہو جائیگا اسکا تدارک دوسرے دن کے استمتاع سے نہوگا برخلاف مہر کی ادا کے دیر کرنے
کے کیونکہ اگر ایک مدت کے بعد بھی ادا کر دیگا تو بھی اسنے زوجہ کا حق ادا کر دیا ہے اور سنت ہے کہ
عورتون کا مہر کم ہو اور سنت مہر ہے کہ پانسو درہم ہین بڑھانا بھی مکروہ ہے اور بے پورے مہر کے دیے
یا کچھ مہر مین سے دیے یا بے کوئی چیز کے دیے گو وہ تحفہ کے طریق سے ہو زوجہ سے ہمبستری کرنا مکروہ
ہے دوسری طرف تفویض کے حکمون مین ہے اور یہ دو قسم پر ہے ایک تفویض بضع یعنی عورت
کی شرمگاہ کی دوسری تفویض مہر ہے پہلی قسم بضع کے تفویض کی اور وہ اسطرح ہے کہ عقد نکاح مین
اصلا مہر کا ذکر نکرے جیسے مرد کہے کہ نکاح کیا مین نے تجھ سے اے فلان عورت یا عورت کہے کہ تزویج
کی مین نے تجھے اپنے نفس کی اور مرد کہے کہ قبول کیا مین نے اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ
عقد نکاح مین مہر کا ذکر شرط نہین ہے پھر اگر کسی عورت سے نکاح کرے اور مہر کا ذکر اصلا نکرے
یا آپس مین شرط کر لین کہ مہر کچھ بھی نہو تو یہ عقد نکاح صحیح ہے پھر اگر اسے دخول کے پہلے طلاق دے
تو اس عورت کے لیے مہر متعہ ہے یعنی کچھ مقدور کے موافق دیدے خواہ وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی
ہو اور مہر مثل نہین ہے اور اگر دخول کے بعد طلاق دیگا تو اس عورت کے لیے مہر مثل ہوگا اور مہر متعہ
نہوگا پھر اگر ایک ان دونون زوجہ شوہر مین کا دخول کے پہلے اور مہر کے معین کرنے کے پہلے مر جائیگا

تو مہر مثل بجنسہٖ مہر متعہ ہے اور مہر مثل محض عقد سے واجب نہین ہوتا ہے بلکہ دخول سے واجب ہوتا ہے دوسرا مسئلہ مہر مثل مین عورتون کا حال شرف مین اور جمال مین اور قبیلہ کی اور باپ کی رشتہ دار اور مان کی طرف کی رشتہ دار عورتون کی عادت معتبر ہے اس شرط سے کہ ان عورتون کی صفتین اس عورت کی صفتون کے برابر ہون جیسے عقل ہے ادب ہے اور بکارت ہے اور مالداری ہے اور خانہ داری کی تدبیر کی خوبی ہے اور مثل اسی کے اسلیے کہ ان امور مین اختلاف ہونیکے سبب جبتک کہ مہر مثل سے متجاوز نہو گا مہر بھی مختلف ہو جائیگا اور اگر مہر سنت سے زیادہ ہو گا تو مہر سنت لازم ہو گا اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر مہر سنت سے بڑھکر ہو گا تو وہی لازم ہو گا اور مہر سنت لازم نہو گا اور مہر متعہ مین شوہر کا حال معتبر ہے بس اگر مالدار ہے تو چوپایہ یا لباس فاخرہ یا دس دینار دیگا اور اگر متوسط حال کا ہے تو پانچ دینار یا متوسط لباس دیگا اور اگر فقیر ہے تو ایک دینار یا انگوٹھی اور جو کہ اسکے مثل ہے دیگا اور مہر متعہ کی مستحق وہی مطلقہ عورت ہوتی ہے جسکے لیے کوئی مفروض مہر نہین ہوتا ہے اور شوہر اس سے ہمبستر بھی نہین ہوا ہے تیسرا مسئلہ اگر زوجہ شوہر عقد کے بعد مہر کے فرض کر لینے پر راضی ہو جائین تو بھی جائز ہے اسلیے کہ مہر کا معین کرنا زوجہ شوہر کا حق ہے خواہ مہر مہر مثل سے بھر کا ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو خواہ دونون مہر مثل کو جانتے ہون یا دونون نجانتے ہون یا ایک جانتا ہو اور ایک نہ جانتا ہو اسلیے کہ شروع مین مہر کی تعیین انھین کے سپرد ہے پھر عقد کے بعد بھی انھین کے اختیار مین رہیگی چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اسکے بعد اس لونڈی کو خریدے تو وہ نکاح فاسد ہو جائیگا اور کچھ مہر بھی نہو گا اور مہر متعہ بھی نہو گا یعنی اگر دخول سے پہلے مول لے لیگا اور اگر دخول کے بعد خرید کریگا تو اس لونڈی کا مہر اسکے پہلے مالک کا مال ہے پانچوان مسئلہ بالغہ رشیدہ عورت سے تفویض جائز ہو اور صغیرہ اور کبیرہ احمق عورت مین ثابت نہوگی اور اگر صغیرہ کا یا احمق بالغہ عورت کا ولی مہر مثل سے کم پر یا مہر کے بے ذکر کیے تزویج کر دے تو یہ عقد صحیح ہے اور ان مین سے ہر ایک کے لیے مہر نفس عقد سے ثابت ہو گا اور اس مسئلے مین تردد ہے اور تردد کا منشا یہ ہے کہ ولی کو مصلحت کی نظر سے تو صحیح ہے کہ اسکے مہر کا اختیار شوہر کے سپرد کر دے جب وہ بہتر جانے اور یہی اشبہ ہے اور پہلی تقدیر پر اگر شوہر اسے دخول سے پہلے طلاق دیدیگا تو اسے آدھا مہر مثل دیدینا چاہیے۔

اور ہمارے اُس قول کے موافق کہ مصلحت کی نظر سے صغیرہ اور احمق کبیرہ کے مہر کی تفویض شوہر کو کرنا
ولی کے لیے جائز ہے تو دخول کے پہلے طلاق کی صورت مین مہر متعہ دیگا اور مالک کو لونڈی کی
تزویج مہر کی تفویض کے طریق سے جائز ہے یعنی مہر کی تعیین کا اختیار شوہر کو دے تو جائز ہے
اسلیے کہ مہر محض اُسی مالک کا مال ہے چھٹا مسئلہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح تفویض کے
طریق پر کرے اور اسکے بعد وہ مالک اُس لونڈی کو بیچڈالے اور دوسرا مالک اُس نکاح کو بحال
رکھے تو اُس لونڈی کے مہر کی تعیین شوہر سے اور دوسرے مالک سے متعلق ہوگی اور اُس لونڈی
کا مہر بھی اُسی دوسرے مالک کا مال ہوگا اور پہلے مالک کا مال نہوگا اور اگر پہلا مالک اُس لونڈی
کو مہر کی تعیین اور دخول سے پہلے آزاد کر دے اور یہ لونڈی آزاد ہونے کے بعد بھی ایسے
نکاح پر راضی ہو جائے تو یہ مہر خاص اِسی آزاد ہوئی لونڈی کا مال ہے دوسری قسم تفویض
کی۔ اور یہ مہر کی تفویض ہوا اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ عقد نکاح مین مہر کا ذکر مجمل کر دے اور زوجہ
شوہر مین سے کسی کے اختیار پر مہر کی مقدار کی تعیین پر کرے بس جب مہر کی تعیین کی تفویض شوہر
کے کہنے پر ٹھہرے گی تو اُسے اختیار ہے جو چاہے مقرر کر دے خواہ کم یا زیادہ اور کمی زیادتی مین
کوئی حد مقرر نہین ہے اور اگر مہر کی تعیین زوجہ کے مفوض ہوگی تو کمی کی جانب مین کوئی حد
مقرر نہین ہے اور زیادتی مین کی حد محدود ہے کہ مہر سنت سے بڑھکر نہو کہ یہ پانسو درہم ہین اسلیے
کہ عورت کا کہنا اِس سے زیادہ پر نہ چلیگا اور اگر شوہر دخول اور مہر کے معین کرنے سے پہلے اسے
طلاق دیدے تو اُس شخص کی جو مہر معین کرنیکے لیے تنگ گیری کرے کہ جسکی تفویض مین مہر کی مقدار ہے اور
جو مہر وہ شخص معین کر دیگا اُسکا آدھا مطلقہ کو دینگے اور اگر مہر زوجہ کے مفوض ہوگا تو جو وہ معین
کریگی اُسکا آدھا شوہر سے لیگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ مہر سنتی مہر سے بڑھکر معین نکریگی اور اگر تعیین
کرنیوالا مہر کی تعیین اور دخول کے پہلے مرجائے گا تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ مہر مثل ساقط ہو جائیگا
اور زوجہ کو مہر متعہ لینا پہونچیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس عورت کو کچھ نہین پہونچتا ہے اور
پہلا قول مروی ہے تیسری طرف حکمون کے بیان مین ہے اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ
جب شوہر مہر کے دینے سے پہلے زوجہ سے ہمبستر ہوگا یعنی دخول کریگا تو مہر اُسکے ذمے دین رہیگا
اور دخول سے ساقط نہ ہو جائے گا خواہ زوجہ کے نکاح پر بہت مدت گزر چکی ہو یا تھوڑی خواہ

زوجہ مہر کا مطالبہ کرے یا نکرے اور ایمین اور روایت بھی ہے جو دخول سے مہر کے مطالبے کے ساقط
ہو جانے پر مشتمل ہے اور اِس روایت پر علمائنے عمل نہین کیاہے اور جو دخول کہ مہر کو واجب کر دیتا
ہے وہ آگے یا پیچھے کی شرمگاہ کا دخول ہے اور مہر زوجہ سے تخلیہ کرنے سے واجب نہین ہوتا ہے
اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ تخلیہ کرنے سے بھی واجب ہو جاتا ہے اور پہلا قول اظہر ہے دوسرا مسئلہ
بعضے فقہا کہتے ہین جبکہ مہر معین نہو اور پہلے زوجہ کیلیے کوئی چیز بھیجے اور اسکے بعد اُس سے ہمبستر ہو تو
وہی چیز اُسکا مہر ہے اور عورت کو دخول کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہین مگر جبکہ شوہر سے دخول کے پہلے
یہ شرط کر لے کہ مہر اسکے سوا ہے اور یہ قول روایت کا مضمون نہین ہے بلکہ حدیث کی تاویل پر مبنی ہے
اور شہرت کیطرف مستند ہو تیسرا مسئلہ جب دخول سے پہلے زوجہ کو طلاق دے تو اُسپر اُس مطلقہ کا
آدھا مہر دینا واجب ہے اور اگر پورا مہر دے چکا ہو تو باقی ہونے پر آدھا مہر پھیر لے اور اگر وہ ضایع
ہو چکا ہو تو اُسکی مثل کا آدھا لیلے اور اُسکا مثل نہو تو اُسکی آدھی قیمت لیلے اور اگر اُسکی قیمت عقد نکاح
کے وقت کی اور قبضے کے وقت کی مختلف ہو تو زوجہ کو اُن دونون قیمتون مین سے کم کے آدھے کا
دینا لازم ہے اور اگر وہ مہر ضایع نہ ہو چکا ہو یا صفت مین کمی ہو گئی ہو جیسے کہ مہر گھوڑا ہو اور اُسکی
آنکھین جاتی رہی ہون یا لونڈی ہو کہ وہ صنعت جانتی ہو اور اُسے وہ بھول گئی ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین
کہ شوہر کو آدھی قیمت قبضے کیوقت کی پہونچتی ہے اور آدھی عین چیز کے لینے مین اُسپر جبر نہ کرے گا اور اِسمین تردد
ہے لیکن اگر قیمت کی کمی بازار کے نرخ کے سبب سے ہوگی تو عین مہر کا نصف شوہر کو قطعاً دے گی
اور اِسی طرح اگر قیمت کی زیادتی بازار کے نرخ بڑھنے سے ہو جائے گی تو بھی بعینہ اسی مہر کا آدھا شوہر
کو پھیر دیگی اسلیے کہ عین کے ہوتے ہوئے قیمت کی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہین اور اگر بڑھنے
سے یا موٹے ہونے سے قیمت بڑھجائیگی تو شوہر کو اُسکی اصل قیمت کا نصف پہونچتا ہے اور زیادتی
نہین پہونچتی ہے اور اظہر کے بنا پر عورت پر اصل مہر مین سے آدھا دینے پر جبر کیا جائیگا اور اگر مہر کے
مال مین کچھ منفعت پیدا ہو جائے جیسے بچہ اور دودھ ہے تو یہ نفع زوجہ سے مخصوص ہے اور شوہر
اصل مین کا آدھا کہ جسپر عقد واقع ہوا ہے پھیر لیگا اور اگر پیٹ والے حیوان کو شوہر مہر مین دے
تو شوہر کو اُس حیوان اور بچہ دونون کو آدھا آدھا لینا پہونچتا ہے اور اگر شوہر کسی صنعت کی تعلیم کو
مہر قرار دے اور دخول سے پہلے طلاق دیدے تو زوجہ کے لیے اُس صنعت کی تعلیم کی اُجرت کا

نصف ہے اور اگر شوہر نے اُس صنعت کو طلاق سے پہلے سکھا دیا ہوگا تو زوجہ اُسکی تعلیم کی آدھی
اُجرت دیگا اور اگر کسی سورے کی تعلیم کو زوجہ کا مہر قرار دیا ہو تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ آدھے
سورے کو پردے کے پیچھے سے سکھا دیگا اور اِسمین تردد ہے اور شیخ علی قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ اقوی یہی ہے کہ تعلیم کی آدھی اُجرت دیدے **چوتھا مسئلہ** اگر زوجہ نے طلاق سے پہلے اپنا
سارا مہر شوہر کو بخشدیا ہو اور مہر بخشنے کے بعد اور دخول سے پہلے شوہر اُسے طلاق دے تو اُس سے
شوہر آدھا مہر لے لیگا اِسلیے کہ مطلقہ عورت دخول سے پہلے آدھے مہر کی مالک تھی اور دوسرے آدھے
کا شوہر مالک ہے اور عورت نے سارا مہر اپنا شوہر کو بخشدیا ہے تو بخشنا اُسکے مال کی طرف کہ آدھا ہے
ہے راجع ہوگا اور دوسرا آدھا کہ شوہر کا حق ہے وہ اُسے دیدینا چاہیے اور اِسیطرح اگر عورت
خلع سارے مہر پر کرے تو بھی چاہیے ہے کہ آدھا مہر شوہر کو دیدے اِسلیے کہ خلع بھی ایک قسم کی طلاق
ہے **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے معین مہر کے بدلے مین بھاگا ہوا بندہ کچھ اور ضمیمہ
ملا کر دینے کو کہے اور اسکے بعد دخول سے پہلے طلاق دیدے تو شوہر کو آدھے مہر کا لینا پہونچتا ہے نہ
اِس عوض کا آدھا اور اگر زوجہ کو کچھ اسباب یا کھیت مہر کے عوض مین دیدے تو شوہر دخول سے پہلے
طلاق کے بعد اُسی مہر کا آدھا کہ جسپر نکاح ہوا ہے لیگا اور اُس عوض مین سے نپائیگا **چھٹا مسئلہ**
جب کوئی عورت کا مہر اپنی مدبرہ لونڈی قرار دے یعنی وہ لونڈی کہ جسکے آزاد کرنے کی اپنے مرنے
کے بعد وصیت کی ہے اور اسکے بعد اُس منکوحہ کو دخول سے پہلے طلاق دیدے تو وہ لونڈی
اُس مطلقہ مین اور اُس مرد مین آدھی آدھی مشترک رہے گی پھر اگر وہ شوہر مر جائیگا تو آدھی
لونڈی کہ اُسکی ملک ہے تدبیر کے موافق آزاد ہو جائے گی اور دوسری آدھی مین بھی آزادی
سرایت کریگی بس پوری آزاد ہو جائے گی اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ مدبرہ لونڈیکو مہر منکوحہ کا
قرار دینے سے اُس لونڈی کی تدبیر باطل ہو جائے گی تو پھر مالک کے مرنے کے بعد آزاد نہو گی
جیسے کہ وصیت کرے کہ لونڈی فلان شخص کو میرے مرنے کے بعد دیدین اور اُسے مہر قرار دے
تو اِس وصیت کا ابطال عمل مین آجاتا ہے اور یہی قول اشبہ ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ عقد نکاح
مین ایسی چیز کی شرط کرے کہ جو مشروع نہو جیسے کہ دوسری عورت سے نکاح نہ کریگا یا لونڈی کو حرم
نہ بنائیگا تو عقد اور مہر دونون کے دونون صحیح ہین اور شرط باطل ہے اور اگر یہ شرط کرے کہ مہمان میں

پہونچاؤنگا اور اگر نہ پہونچاؤن تو عقد باطل ہوجائے تو یہ عقد اور مہر دونون لازم ہونگے اور شرط باطل ہوجائیگی اور اگر شرط کرے کہ منکوحہ کے بکر کا ازالہ نکریگا تو یہ شرط لازم ہوجائیگی اور اسکے بعد منکوحہ اگر بکر کے ازالے کی اجازت دے تو ازالہ جائز ہوجائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ شرط عقد منقطع یعنی متعہ سے مخصوص ہے اور یہ قول بے دلیل کا دعوی ہے اسلیے کہ روایت مین مطلق نکاح واقع ہوا ہے **آٹھوان مسئلہ** جب عورت عقد نکاح مین شہر سے اپنے باہر نہ لیجانے کی شرط کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ شرط لازم ہوجائے گی اور یونہین روایت مین وارد ہوا ہے اور اگر مرد اُسے شہر سے باہر لیجانے پر کچھ مہر کی اور باہر نجانے پر اُس سے کم مہر کی شرط کرے پھر اگر اُسے وہ مشرکون کے شہر کو لیجلے تو عورت کو اس جانے مین شوہر کی اطاعت واجب نہین اور اُس عورت کا مہر وہی زیادہ رہیگا اور اگر اُسے اسلام کے شہر کی طرف لیجلے تو جو شرط شوہر نے کی ہے لازم ہوجائے گی اور اس مسئلے مین تردد ہے اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ موجب یہی ہے کہ جو قرار دیا ہے وہ مہر اور شرط باطل ہوجائیگی اور اگر اُس سے بہتر ہوگا تو مہر مثل دینا اسکو لازم ہوجائیگا **نوان مسئلہ** اگر شوہر زوجہ کو باین طلاق دے اور پھر اُس سے عدے مین تزویج کرے یعنی نئے سرے سے مہر قرار دیکر تزویج کرے اور اسکے بعد پھر اُسے دخول سے پہلے طلاق دے تو اُس عورت کو آدھا مہر پہونچتا ہے **دسوان مسئلہ** اگر منکوحہ شوہر کو اپنا آدھا مہر شاع کے طور پر یعنے بے بانٹے بخشدے اور اسکے بعد شوہر دخول کے پہلے اسے طلاق دیدے تو شوہر کو باقی مہر پہونچتا ہے اور ساری باقی مین سے کچھ زوجہ کو ندیگا خواہ وہ مہر عین ہو یا دین ہو اسلیے کہ بخشش زوجہ کے مہر کے حق مین اسکے سبب سے متعلق ہوئی ہے **گیارھوان مسئلہ** اگر عورت سے دو غلام مہر قرار دیکر نکاح کرے اور ان دونون مین سے ایک مرجائے پھر دخول سے پہلے اُس منکوحہ کو طلاق دیدے تو شوہر اُس زوجہ سے آدھا موجود غلام مین سے اور مرے غلام کی آدھی قیمت لے لے گا **بارھوان مسئلہ** اگر عقد نکاح مین اختیار باقی رکھنے کی شرط کرلین یعنی زوجہ یا شوہر عقد کے وقت کہین کہ اس نکاح مین ہم مختار ہین چاہین گے باقی رکھین گے اور نہین تو نکاح نرہے گا تو یہ نکاح باطل ہوجائے گا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ اگر اس بات پر نظر کیجائے کہ نکاح کے تحقق کا مقتضی عقد ہے اور وہ واقع ہوچکا اور اسمین باقی رکھنے نرکھنے کا اختیار نافذ نہین ہوتا ہے تو عقد نکاح صحیح ہوجائیگا

اور شرط فاسد ہو جائیگی اور اگر یہ ملاحظہ کیا جائیگا کہ عقد پر رضا باقی نہیں گئی اور باقی رکھنے نہ رکھنے کا
اختیار کے شرط سے متزلزل ہے تو نکاح باطل ہے اور اگر یہ شرط مہر مین کرے تو عقد نکاح اور مہر اور
شرط سب کے سب صحیح ہین مترجم کہتے ہین کہ یعنی اگر اُسی مہر کو بحال رکھین گے تو وہی مہر لازم ہو جائیگا
اور نہین تو مہر مثل دینا چاہیے ہوگا اور عقد صحیح رہے گا تیرھوان مسئلہ مہر محض عقد نکاح سے دو
روایتون مین زیادہ مشہور روایت پر زوجہ کی ملک ہو جاتا ہے اور زوجہ کو قبضے سے پہلے اشبہ قول پر
اُسمین تصرف کرنا پہونچتا ہے پھر جب شوہر دخول کے پہلے اُسے طلاق دیدیگا تو آدھا مہر شوہر کیطرف
پھر جائیگا اور آدھا عورت کی لیے باقی رہجائیے گا اور اگر زوجہ اپنے سارے حق کو بخشدیگی تو وہ تمام مہر
شوہر کا مال ہو جائیگا اور اسیطرح پر اگر عورت کے نکاح کا ولی جیسے باپ دادا سے بخشدیگا تو بھی سارا
مہر کا مال شوہر کا مال ہوگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ جو شخص وکالت سے یا ولی ہونے سے عورت
کے عقد نکاح کا متولی ہوتا ہے اُسے بھی مہر مین سے کچھ عفو کر دینے کا مطلقاً اختیار ہے اور باپ دادا بھی
کچھ مہر بخش سکتا ہے اور پورا پورا مہر نہین بخش سکتا ہے اور شوہر کے ولی کو طلاق ہونے پر شوہر کے
حق کا عفو کرنا جائز نہین اِسلیے کہ وہ شوہر کی مصلحت کے لیے منصوب ہے اور اُسکے مال بخشدینے
مین اُسکا کوئی فائدہ نہین ہے اور جب عورت اپنے حق کے نصف کو بخشدے یا شوہر اپنے حق کے
نصف کو بخشدے تو محض ہبہ سے اِن دونون مین سے کسی کی ملک سے وہ نصف باہر نہین ہونے کا اِسلیے کہ
ہبہ مین قبضہ بھی شرط ہے اور جبتک موہوب لہ کا قبضہ نہوگا اُسوقت تک موہوب واہب ہی کی
ملک مین رہیگا ہان اگر مہر دین ہوگا اور ہنوز شوہر نے زوجہ کو دا نکر دیا ہوگا یا زوجہ کے پاس ضایع ہو گیا
ہوگا اور اُسکے ذمے ہو تو ہبہ کفایت کر جائیگی اور قبضے کی احتیاج نہین ہے اِسلیے کہ یہ ابراء ذمہ ہے
اور زیادہ صحیح قول پر ابراء قبول کا محتاج نہین ہے لیکن جس شخص پر کسی کا عین مال ہوگا تو وہ اُسکے
محض عفو کر دینے سے اُسکی ملک سے منتقل نہوگا جبتک کہ وہ معفو لہ کے حوالے نکر دیگا اِسلیے کہ ہبہ موہوب لہ
کے قبضے پر موقوف ہے اور ہبہ کی باقی شرطون کا بھی پایا جانا چاہیے تاکہ ہبہ کامل ہو جائے —
چودھوان مسئلہ اگر عورت کا مہر موجل ہو یعنی مہر کے ادا کے لیے وقت معین ہو چکا ہو اور ابھی
وہ میعاد نہ پہونچی ہو تو عورت کو اپنے نفس کی تسلیم سے شوہر کی منفعت کے لیے امتناع جائز نہین
پھر اگر زوجہ امتناع کرے اور میعاد بھی گزر جائے تو آیا بے مہر کے پائے اُسے اپنے نفس کی تسلیم سے

ردکنا پہونچتا ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ نہین پہونچتا ہے اِسلیے کہ مہر کے ادا کرنے کی میعاد سے پہلے نفس
کے تسلیم کا وجوب ہونا اُسکے ذمے قرار پاچکا ہے پھر میعاد کے گزرنے پر بھی یہ وجوب باقی ہے اور
یہی قول اشبہ ہے پندرھوان مسئلہ اگر کوئی شخص عورت کا مہر چاندی کا ٹکڑا قرار دے اور منکوحہ
اُس چاندی کا کوئی ظرف بنوالے اور اِسکے بعد شوہر دخول سے پہلے اُسے طلاق دیدے تو مطلقہ کو
اختیار ہے خواہ اُسی برتن کو آدھا کرکے شوہر کو دیدے یا اُسکی آدھی قیمت شوہر کو دیدے اِس لیے کہ
زوجہ پر اُسمین سناری کا کام ہونے کے دینا واجب نہین ہے اور برتن بنانے کے سبب سے چاندی اور چیز بن بنانے
کی صلاحیت سے نکل نہین جاتی ہے پھر اگر مطلقہ اُسی برتن مین سے آدھا دیدے تو شوہر کو اُسکا
لے لینا جائز ہے اور اگر عورت کا مہر کپڑا قرار دے اور عورت اُس کپڑے کی کُرتی بنالے تو شوہر کو
آدھی کُرتی کا لے لینا واجب نہین ہے بلکہ کپڑے کی آدھی قیمت لیلے اِسلیے کہ کپڑا کُرتی بننے سے
اور لباس بننے کی قابلیت سے جاتا رہا اور اُسکی قیمت کا بھی نقصان ہو جائیگا سولھوان مسئلہ اگر
عورت کا مہر قرآن کے سورے کی تعلیم قرار دے اور تعلیم کے حد یہ ہے کہ عورت اکیلے اُس سورے کی
تلاوت کرسکے اور شوہر کے ساتھ کا پڑھنا تعلیم مین کفایت نہین کرسکتا ہے اگر ایک آئے کے پڑھنے مین
عورت مستقل ہو جائے اور شوہر دوسرے آئے کی تعلیم شروع کرے پھر عورت اُس پہلی آیت کو بھولجائے
تو شوہر کو پھر سے اُس آیت کی تعلیم واجب نہین اور اگر عورت اُس سورے کو کسی اور شخص سے سیکھ لے
تو اُس عورت کو اپنے شوہر سے اُس سورے کے سکھانے کی اُجرت لے لینا واجب ہے جیسے کہ کسی
چیز کے بدلے مین عورت سے نکاح کرے کہ جسکا دینا مشکل ہو تو اُسکی قیمت دیدیگا سترھوان مسئلہ اگر
عقد بیع اور عقد نکاح کو ایک عقد مین اِس طریق سے کوئی جمع کرے کہ جیسے عورت کا وکیل کہے کہ بیچا
مین نے اِس کپڑے کو اور اپنی موکلہ کو تیرے نکاح مین دس دینار کے بدلے مین دیا اور شوہر کہے
کہ مین نے بیع اور نکاح کو اِس مبلغ کے بدلے مین قبول کیا تو اِسصورت مین یہ دونون عقد صحیح ہین
اور اُن دینارون کو مہر مثل پر اور کپڑے کی قیمت پر اِسطرح سے تقسیم کرنا چاہیے کہ اگر کپڑے کی قیمت
پانچ دینار ہین اور مہر مثل مین پانچ دینار ہین تو آدھا آدھا دونون پر بٹے گا اور اگر مہر مثل کے دس
دینار ہین اور کپڑے کی قیمت پانچ دینار کی ہو اور دس کے عدد کی نسبت پندرہ کے دو ثلث کی ہے تو
دس دینار کے تین حصے کرنا چاہیے دو حصے مہر مین زوجہ کو دینے چاہیے اور ایک حصہ کپڑے کی

قیمت مین دینا چاہیے اولاد و صورتین بھی اسی قیاس پر ہین اور اگر عورت کے پاس ایک دینار ہو اور کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا اور تیرے ہاتھ یہ دینار بیچی ایک دینار کے بدلے مین تو یہ بیع باطل ہو جائیگی اسلیے کہ ربا یعنی بیاز ہے اور مہر بھی فاسد ہو جائے گا اور عقد نکاح بھی صحیح ہو جائے گا یعنی بے مہر کے نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل لازم ہو گا اور اگر مبیع اور قیمت کی جنس مختلف ہو گی تو بیع اور نکاح اور مہر سب کے سب صحیح ہونگے جیسے کہ کہے مین نے اس کپڑے کو بیچا اور اپنے نفس کو تیرے نکاح مین دیا ایک دینار کے بدلے مین اور شوہر قبول کرے تو صحیح ہے اور نہ بیاز لازم آئیگا اور نہ مہر مین فساد پڑیگا ان مسئلون کی فرعین پہلی فرع اگر کوئی شخص اپنے غلام کو عورت کا مہر قرار دے اور وہ عورت اُس غلام کو آزاد کر دے اور اسکے بعد شوہر اُسسے دخول سے پہلے طلاق دیدے تو عورت پر اُس غلام کی آدھی قیمت کا شوہر کو دینا واجب ہے اور اگر وہ عورت اُس غلام کی تدبیر کرے یعنی مرنے کے بعد اُسکے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو عورت کو اختیار ہے خواہ غلام کی تدبیر کو توڑ ڈالے اور آدھا غلام شوہر کو دے اور نہین تو آدھی قیمت غلام کی شوہر کو دیدے اور تدبیر کو بحال رکھے بس اگر تدبیر کو فسخ کریگی تو شوہر آدھا غلام لے لیگا اور اگر زوجہ فسخ کرنے سے انکار کرے تو اُسپر تدبیر کے فسخ کرنے کے لیے جبر نکرینگے اور عورت پر اُس غلام کی آدھی قیمت کا دینا واجب ہے اور اگر آدھی قیمت زوجہ دیدے اور پھر اُس غلام کی تدبیر کو فسخ کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ شوہر کو بھی عین مہر کے نصف مین عود کرنا پہونچتا ہے اسلیے کہ اُسنے غلام کی آدھی قیمت تدبیر کے حائل ہو جانے سے لیلی تھی اور جبکہ تدبیر جاتی رہی تو اُس غلام مین رجوع صحیح ہوئی اور اِسمین تردد ہی اور تردد کا منشا یہ ہے کہ قیمت کے دیدینے سے زوجہ کی ملکیت اُس غلام پر قرار پکڑ جاتی ہے اور شوہر کا حق اُسمین سے جاتا رہتا ہے دوسری فرع اگر کسی عورت کی تزویج اُسی کا ولی مہر مثل سے کم پر کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ مہر باطل ہو گا اور عورت کے لیے مہر مثل ثابت ہو جائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ وہی معین کیا ہوا مہر لازم ہو گا اور یہی قول اشبہ ہے مترجم کہتے ہین کہ صاحب مسالک علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہ حکم ایسی صورت مین ہے کہ عورت کے ولی نے مہر کی کمی مین کوئی مصلحت عورت کے لیے جان لی ہو اور اگر بے کسی مصلحت کے تعدی اور بے پروائی سے دیا گیا ہو گا تو مہر مثل ثابت ہو جائے گا تیسری فرع اگر عورت سے ایسے مال پر نکاح کرے جو اُسے دکھا دیا ہو اور اُسکا اندازہ نہ معلوم ہو

پھر اُس مال مین سے کچھ زوجہ کے قبضے سے پہلے ضایع ہو جائے اور زوجہ شوہر کو اُس ضایع ہوئی
مقدار سے بری الذمہ کر دے تو یہ ابراء صحیح ہے اور اِسیطرح پر اگر فاسد مہر پر عورت سے نکاح کرے
اور عورت کے لیے مہر مثل ثابت ہو جائے اور عورت شوہر کو اُس سارے مہر سے یا کسی مقدار سے
بری الذمہ کر دے تو صحیح ہے گو اُسکی مقدار بھی معلوم نہو اِسلیے کہ یہ حق کا ساقط کر دینا ہے اور
اُسمین حق کی مقدار کا نجاننا کچھ مضر نہین ہے اور اگر شوہر کو دخول سے پہلے مہر مثل سے بری الذمہ
کرے تو صحیح نہین ہے اِسلیے کہ مہر اُسکے دخول ہی سے قرار پائیگا اور ذمّے نہونیوالی چیز سے
بری الذمہ کرنا صحیح نہین ہے تتمہ اگر باپ اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح کرے بس اگر اُس لڑکے کا کچھ مال
ہو گا تو مہر اُسی لڑکے کے مال پر ہے اور لڑکا نادار ہو گا تو مہر اُسکے باپ کے ذمّے ہے اور اگر
باپ مر جائے تو بیٹے کی زوجہ کا مہر باپ کے اصل ترکے سے دینا چاہیے خواہ اُسوقت لڑکا بالغ
ہوا ہو اور مالدار ہو گیا ہو یا بلوغ کے پہلے مر گیا ہو اور اگر باپ مہر کو دیدے اور اِسکے بعد لڑکا جوان
اور بالغ ہو اور دخول سے پہلے زوجہ کو طلاق دیدے تو اُس سے آدھے مہر کو وہی طلاق دینے والا
شوہر پھیر لیگا نہ اُسکا باپ اِسلیے کہ یہ ہبہ کا حکم رکھتا ہے کہ باپ نے بیٹے کو ہبہ کیا ہے فرع اگر باپ
اپنے بالغ بیٹے کی طرف سے تبرعا مہر ادا کرے اور اُسکے بعد وہ بیٹا اپنی اُسی زوجہ کو طلاق دے
تو اُس سے آدھا مہر اُسکا شوہر پھیر لیگا اور باپ اپنے بیٹے سے اُسی دلیل سے کہ نابالغ مین مذکور
ہوئی اُسے لے نسکے گا اور اِن دونون مسئلون مین تردد ہے مترجم کہتے ہین کہ تردد کا سبب
یہ ہے کہ بلکہ مالک کی طرف عود کرتی ہے کہ وہ باپ ہے نہ بیٹا اور جب مہر بیٹے کے ہبہ کرنے
کے حکم مین ہے تو پھر وہ اُسی کا مال ہے چوتھی طرف تنازع کے حکمون مین ہے اور اِسمین
کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جب زوجہ اور شوہر آپسمین اصل مہر مین اختلاف کرین تو مقبول قول
شوہر کا ہے اور اگر دخول سے پہلے ایسی منازعت ہو تو کوئی اشکال نہین اسلیے کہ عقد نکاح وائمی مین مہر کا ذکر
نہونا ممکن ہے لیکن اشکال اُسوقت مین ہے کہ دخول کے بعد نزاع واقع ہو اِسلیے کہ دخول کے
بعد یقیناً مہر واجب ہو جاتا ہے تو اِس صورت مین بھی مقبول قول شوہر کا اِس نظر سے ہے
کہ براءت ذمہ اصل ہے کہ پھر کوئی مشکل نہین لیکن اگر مہر معین مقدر کرین گو ایک چانول بھر سونا
یا چاندی ہو اِس لیے کہ احتمال ہوتا ہے کہ وہی مقدار مقرر ہوئی ہو اور اُسپر زیادہ ہوتا

معلوم نہین ہے اور اگر دونون مہر کی مقدار مین یا صفت مین اختلاف کرین مثلاً تو اسمین بھی مقبول
قول شوہر کا اُسی کے قسم کے ساتھ ہے لیکن اگر شوہر پہلے مہر کا اقرار کرے اور اُسکے بعد دعویٰ کرے
کہ مین نے زوجہ کو دیدیا اور دینے کا ثبوت نہ رکھتا ہو تو اس صورت مین مقبول قول زوجہ کا
اُسکی قسم کے ساتھ ہے اِس مسئلے کی فرع اگر شوہر زوجہ کو مہر دیدے اور اِسکے بعد زوجہ کہے کہ
ہبہ کے طور پر دیا ہے اور شوہر کہے کہ مہر تھا تو مقبول قول شوہر کا ہے اِسلیے کہ وہ اپنے قصد سے
زیادہ واقف ہے دوسرا مسئلہ اگر شوہر اپنی زوجہ سے تخلیہ کرے اور عورت دعویٰ ہمبستری ہونیکا
کرے اور شوہر منکر ہو پھر اگر شوہر کو اپنے مدعا پر ثبوت دینا ممکن ہو کہ زوجہ باکرہ ہو اور فرج مین
مجامعت کا دعویٰ کرے پھر تو کوئی نزاع نہین ہے اِسلیے کہ عورتونکی گواہی سے بکارت کا ازالہ ہونا نہ ہونا
معلوم ہو جائیگا اور اگر وہ باکرہ نہو تو مقبول قول شوہر کا اُسکی قسم کے ساتھ ہے اِسلیے کہ مباشرت کا
نہونا اصل ہے اور شوہر اُس امر کا انکار کرتا ہے کہ زوجہ اُسکا دعویٰ کرتی ہے اور بعضے فقہا کہتے
ہین کہ مقبول قول زوجہ کا اِس نظر سے ہے کہ حلال عورتون کے ساتھ تخلیہ کرنے کا حال اسی پر
شہادت دیتا ہے اور پہلا قول اشبہ ہے تیسرا مسئلہ اگر کسی سورہ کی یا ہنر کی تعلیم کو زوجہ کا مہر قرار دے
اور زوجہ کہے کہ یہ مجھے اور کسی نے تعلیم کیا ہے تو مقبول قول زوجہ کا ہے اِسلیے کہ وہ اِس امر کی منکر
ہے اور شوہر اُسکا دعویٰ کرتا ہے چوتھا مسئلہ جب زوجہ ثبوت دے کہ شوہر نے اُس سے دو وقتون
مین دو عقد کیے ہین اور شوہر دعویٰ کرے کہ ایک عقد مکرر واقع ہوا ہے اور زوجہ نے دو کا گمان
کر لیا ہے تو مقبول قول زوجہ کا ہے اسلیے کہ ظاہر حال اُسکے قول کے موافق ہے اور آیا زوجہ کیلیے
دو مہر واجب ہون گے بعضے فقہا کہتے ہین کہ دو عقدون کے مقتضون پر عمل کرنے کے سبب سے
ہان دو مہر واجب ہونگے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ ڈیڑھ مہر لازم ہوگا اور پہلا قول اشبہ ہے اِسلیے کہ
سارا مہر عقد کے ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے اور دو عقدون کے ثابت ہونے کی صورت مین دو
مہر لازم ہو جائین گے مگر جبکہ شوہر ایک مہر کے ساقط کرنیوالے کو یا دونون کے ساقط کرنیوالے کو
ثابت کر دیگا تو اُسکے موافق حکم ہوگا اور ڈیڑھ مہر کے وجوب کے کہنے والی دلیل یہ ہے کہ شاید پہلا نکاح
دخول کے پہلے جاتا رہا ہوگا پس دخول کا ثابت کرنا زوجہ کے ذمے ہے اور دخول کا نہونا اصل
ہے پھر پہلے نکاح سے آدھا مہر لازم ہوگا اور دوسرے نکاح سے پورا مہر اِسلیے کہ اُس شوہر سے کوئی

جدائی عمل مین نہین آئی ہے بس ڈیڑھ مہر لازم ہوگا مگر یہ کہ زوجہ دخول کو ثابت کردے اور یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ دخول کا نہونا اصل ہے اور سقط کا نپائے جانا اصل ہے پھر عقد کے مقتضے پر عمل کرنا راجح ہے تیسری نظر منکوحہ عورتون کی تقسیم کے حکمون مین اور نشوز یعنی زوجہ اور شوہر مین کی مخالفت کے حکمون مین ہے اور کلام قسمت مین اور لواحق مین ہے لیکن قسمت بس کہا جاتا ہے کہ ہر زوجہ اور شوہر کا ایک حق ہے کہ دوسرے کو اسکا بجا لانا واجب ہے بس جیسا کہ زوجہ کا نفقہ دینا کھانے سے اور پینے سے اور پہننے سے اور سکونت کے گھر سے واجب ہے اسی طرح زوجہ سے منفعت اُٹھانے کی اپنے شوہر کو قدرت دینا اور اُسکے نفرت کے باعث سے دور رہنا واجب ہے اور منکوحہ عورتون مین تقسیم کرنا شوہر پر کا واجب حق ہے خواہ شوہر آزاد ہو یا بندہ ہو نامرد ہو یا خصی ہو اور اسیطرح اگر شوہر دیوانہ بھی ہو اور دیوانے کے طرف سے اُسکا ولی اُسکی منکوحہ عورتون مین تقسیم کریگا اور بعضے فقہا کہتے ہیں کہ جبتک ابتدا قسمت سے نکریگا تو قسمت واجب نہ ہوگی اور یہی اشبہ ہے مترجم کہتے مین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عورتون مین قسمت شوہر پر مطلق واجب ہے خواہ اُس سے ابتدا کی ہو یا نکی ہو بس جسکے ایک زوجہ ہو تو اُس عورت کی ایک رات چار راتون مین سے ہے اور شوہر تین راتون مین مختار ہے جہان جی چاہے سو رہے اور اگر چار عورتین رکھتا ہو تو ہر ایک کے لیے ایک رات ہے اور شوہر کے لیے کوئی رات باقی نہین رہتی ہے اور شوہر کے لیے اِس رات مین تخلف کرنا اور اَور عورتون کے ساتھ رات گزارنا حلال نہین مگر جبکہ کوئی عذر ہو یا سفر مین گیا ہو یا سب عورتون نے تخلف کا اذن دیدیا ہو یا بعضی عورتون نے اپنی مخصوص راتوںین اجازت دیدی ہو اور آیا عورتون مین اس طریق سے قسمت جائز ہے کہ ہر ایک کے لیے ایک رات سے زیادہ کرے بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان یہ بھی جائز ہے اور بڑھکر موجہ یہی ہے کہ اُنکی رضامندی کی شرط سے جائز ہے اور اگر چار عورتون سے ایک عقد نکاح مین کوئی تزویج کرے تو قسمت مین اُنکی ترتیب قرعے سے دیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ مختار ہے جس سے چاہے ابتدا کرے اور اسکے بعد دوسری مین اختیار ہے یہانتک کہ چار راتین چارون عورتون کے پاس کاٹ چکے پھر اسکے بعد اُسی ترتیب کی تقسیم پر عمل کرنا واجب ہے اور یہی قول اشبہ ہے اور قسمت مین رات کا سونا واجب ہے اور جماع کرنا واجب

نہیں

نہین اور وجوب رات کے سونے سے مختص ہے اور دن گزارنے سے مختص نہین ہے اور بعضے فقہا
کہتے ہین کہ جس رات کو جسکے پاس سویا ہے اُسکی صبح کو بھی اُسی عورت کے پاس بسر کریگا اور اسطرح
روایت مین آیا ہے مترجم کہتے ہین کہ اِس روایت کو استحباب پر حمل کیا ہے اور وجوب پر حمل نہین
کیا ہے۔ اور جبکہ کسی شخص کے نکاح مین ایک لونڈی اور ایک آزاد عورت ہو تو آزاد عورت کے
پاس دو راتین رہیگا اور لونڈی کے پاس ایک رات رہیگا اور کتابیہ عورت بھی قسمت مین
لونڈی کا حکم رکھتی ہے پھر اگر کسی مرد کے پاس ایک مسلمان عورت اور ایک کتابیہ عورت ہو تو مسلمان
عورت کے لیے دو راتین ہین اور کتابیہ کے لیے ایک رات ہے اور اگر کسی کے عقد مین ایک
مسلمان لونڈی اور ایک ذمیہ آزاد عورت ہو تو قسمت مین یہ دونون برابر ہین فرعی مسئلے
اگر آزاد عورت کے پاس دو راتین سو چکے اور اسکے بعد لونڈی منکوحہ آزاد ہو جائے اور نکاح کے
باقی رکھنے پر راضی رہے تو دو راتون کا اُسکا حصہ ہوگا اسلیئے کہ اُسنے دو راتون کے استحقاق کے
مقام کو حاصل کرلیا ہے اور اگر آزاد منکوحہ کے پاس دو راتین سوئے اور منکوحہ لونڈی کے پاس
ایک رات سوئے پھر لونڈی آزاد ہو جائے تو اُسے دوسری رات کا استحقاق حاصل ہوگا اسلیے
کہ ایک رات کا جو اُسکا حق تھا وہ پورا ادا کردیا گیا اور اگر منکوحہ لونڈی کے پاس ایک رات سوئے
اور آزاد منکوحہ کے پاس دو راتین سونے سے پہلے وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو بعضے فقہا کہتے ہین
کہ آزاد بی بی کے حصے کے پورا کرنے کے بعد اُس آزاد ہوئی منکوحہ لونڈی کی ایک رات کی قضا
عمل مین لائیگا اسلیے کہ وہ بھی آزاد بی بی کے برابر ہو گئی ہے اور اِسمین تردد ہے اِسلیے کہ وہ اپنا
پورا حق پا چکنے کے بعد آزاد ہوئی ہے اور مملوکہ لونڈیون کے لیے کہ جنسے مالک ملک کے طریق
سے ہمبستر ہوتا ہو قسمت نہین ہے خواہ ایک ہو یا بہت سی ہون اور شوہر کو اپنی بیبیون کے گھرون
مین باری سے پھرنا یا اُنہین اپنے گھر مین بلانا یا بعضی بیبیون کے گھرون مین جانا اور بعضی کو اپنے
گھر مین بُلانا پہونچتا ہے اور باکرہ بی بی کے لیے پہلی ہمبستری ہونے کے وقت مین سات راتین خاص
ہین اور غیر باکرہ کے لیے کہ نکاح مین لائے تین راتین ہین اِن راتون مین اُسکی اور بیبیون کا حق
نہین ہے اور اِن راتون کی قضا عمل مین لانا اور بیبیون کے لیے نہین ہے اُردو مترجم کہتا
ہے کہ اِس اختصاص مین حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وارد ہوئی ہے کہ جسکا مفاد یہ ہے کہ

باکرہ عورت کے لیے خاص سات راتین ہین اور غیر باکرہ کے لیے تین راتین ہین - اور اگر اپنے گھر
مین ایک رات مین دو بیبیان یا زیادہ لائے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ انمین سے جس سے چاہے گا
ابتدا کریگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ قرعہ ڈالیگا اور پہلا قول اشبہ ہے اور دوسرا قول بہتر ہے
اور شوہر کے سفر کے سبب سے قسمت ساقط ہو جاتی ہے یعنی اگر سفر کرے اور کسی بی بی کو بیبیون
مین سے ساتھ لیجائے تو سفر سے پھر آنے کے بعد اُس ہمراہی کی بی بی کی راتون مین سے سفر کی
راتون کا وضع کرنا لازم نہین ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اگر سفر نقل مکان کے لیے اسطرح سے ہو
کہ اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے شہر مین رہنے کو جائے یا سفر مین اقامت کرے تو مقیم کا حکم بہم پہونچا یگا
اور سارے سفر کے دنوں مین سے پھر نیکے بعد ہمراہی کی زوجہ سے حساب کرکے وضع کریگا نہ سفر غیبت کہ اُسمین
جس بی بی کو ساتھ لیجائے گا تو پھرنے کے بعد اُس بی بی کے حصے مین سے حساب سے وضع نکریگا
اور سفر غیبت سے اِن دو سفرون کے سوا ہر سفر ہے جیسے شہرون مین تجارت کے قصد سے سفر کرے
اور جب بی بیون مین سے بعضی بیبیونکا سفر مین لیجانا منظور ہو تو ساری بیبیون کے نام پر ساتھ لیجانے کے
لیے قرعہ ڈالنا سنت ہے اور جسکے نام پر قرعہ نکلے آیا اُس سے عدول کرکے اور کسی بی بی کو ساتھ
لیجا سکتا ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ اور کا ساتھ لیجانا جائز نہین اِسلیے کہ وہی بی بی قرعہ نکلنے سے رفاقت
کے لیے تعیین ہوگئی ہے اور اسمین تردد ہے کہ قرعہ وجوب کا افادہ نہین کرتا ہے کہ اُسکے خلاف کرنا
بھی حرام ہو جائے اور منکوحہ لونڈی کی قسمت اُسکے مالک کی اجازت پر موقوف نہین ہے اِسلیے کہ خاص
حق لونڈی کا ہے اور اِسمین مالک کا کوئی فائدہ نہین ہے اور بیبیون سے خرچ وغیرہ دینے مین برابر سلوک
کرنا سنت ہے اور بیبیون کی طرف جماع مین متوجہ ہونا سنت ہے اور جسکے پاس شب کو سویا ہے اُسکی
صبح کو بھی اُسی کے پاس رہے اور کسی بی بی کے ماں باپکی وفاتکے وقت مین اُسے وہان جانے کی اجازت
دینا سنت ہے اور شوہر کو پہونچتا ہے کہ اپنی زوجہ کو ساس سسرے کی عیادت کو نجانے دے اور بے
کسی امر واجب کے اُسے گھر سے نہ نکلنے دے لیکن لواحق کے تو کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ قسمت زوجہ
شوہر مین کا مشترک حق ہے اِسلیے کہ اُسکا فائدہ دونون مین مشترک ہے پھر اگر بی بی اپنے شوہر کے قسمۃ
حق کو ساقط کرے تو شوہر کو اختیار ہے کہ چاہے اس ساقط کرنے کو قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور
زوجہ کو شوہر کے راضی ہونے کی صورت مین پہونچتا ہے کہ اپنے حق کی رات کو شوہر کو بخشدے یا کسی اور

بی بی کو دیدے پھر اگر بی بی شوہر کو اپنے حصے کو بخشدے تو شوہر کو اختیار ہے کہ اپنی اور بیبیون مین
سے جسے چاہے اُسکے حصے کو دیدے اور ایک بی بی اپنے حصے کو اپنی سب سَوتون کو دیڈالے تو اُسکے
حصے کو اور ساری بیبیون مین بانٹ دینا واجب ہی اور اگر وہ اپنا حصہ ایک مخصوص سَوت کو بخشدیگی
تو اُسی ایک سے مخصوص ہوگا اور اِسیطرح اگر چار بیبیون مین سے تین بیبیان اپنے حصے کی راتین چوتھی
بی بی کو بخشدین تو شوہر پر لازم ہے کہ ہر شب کو بے خلل کے اُسی چوتھی بی بی کے پاس سوئے دوسرا
مسئلہ جب کوئی بی بی اپنی باری کو بخشدے اور شوہر بھی راضی ہو تو یہ بخشنا صحیح ہے اور اگر دیڈالنے
سے پھر جائے تو اُسے پھر جانا پہونچتا ہے مگر جتنے دن گزر چکے ہین اُنمین رجوع کرنا اس معنی سے جائز
نہین کہ گزرے دنون کی قضا نہین اور آنیوالے دنون مین رجوع صحیح ہے اور اگر زوجہ اپنی باری
کے ہبہ مین رجوع کرے اور شوہر کو رجوع کی اطلاع نکرے تو شوہر کے ناواقف ہونے سے جو باریان
گزر جائینگی اُنکی قضا عمل مین لانے کا حکم شوہر پر نہ کرینگے تیسرا مسئلہ اگر زوجہ اپنی باری کے عوض
مین کچھ مانگے پھر اسکا شوہر اسے شوہر دے آیا یہ لازم ہوگا بعضے فقہا کہتے ہین کہ لازم نہوگا اِسلیے کہ تمتع
ایک حق ہے کہ جسکی تنہا قیمت نہین ہے پھر اسپر معاوضہ صحیح نہین ہے چوتھا مسئلہ کم سن عورت
کے لیے کوئی باری نہین ہے اور نہ ایسی دیوانی عورت کے لیے جو کسی وقت افاقہ نپاتی ہو اور نہ
ناشزہ عورت کے لیے جو شوہر کی اطاعت مین نہو اور نہ اُس عورت کے لیے کہ جو بے اجازت شوہر
کے سفر مین گئی ہو اِس معنی سے کہ اُسکی گذشتہ باریون کی قضا شوہر پر واجب نہین ہی پانچوان
مسئلہ ایک بی بی کی باری کی رات مین شوہر دوسری بی بی کے دیکھنے کو نجائے گا اور اگر بیمار ہوگی
تو اُسکی عیادت جائز ہے اور اگر ساری رات عیادت مین گزر جائے تو آیا اُس رات کی قضا
باری والی بی بی کے لیے عمل مین لائیگا بعضے فقہا کہتے ہین کہ ہان قضا عمل مین لائیگا اور بعضے
فقہا کہتے ہین کہ قضا نہین ہے جیسے کہ غیر کی عیادت کو گیا ہو اور ساری رات اُسمین گذر گئی ہو اور یہی
اشبہ ہے مترجم کہتے ہین کہ شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اِس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے
ضروری امر کہ جنہین عادت کے مقتضے سے کرنا لازم ہے جب اُنہین اشتغال لازم ہوگا تو وہ عورتونکی
باری کو ساقط کرینگے اور اگر کسی بیمار بی بی کے گھر مین اُسکی عیادت کے لیے گیا ہو اور اُس سے ہمبستری
کرے اور پھر باری والی بی بی کے پاس پھر آئے تو شوہر پر ہمبستر ہونے کی قضا واجب نہین اِسلیے

کہ ہمبستری قسمت کے لوازم مین سے نہین ہے **چھٹا مسئلہ** اگر قسمت مین ظلم کرے تو جس بی بی کے باری مین خلل ڈالا ہے اُسکی قضا عمل مین لائیگا **ساتوان مسئلہ** اگر کسی شخص کی چار نکاحی بیبیان ہون اور ایک اُنہین سے ناشزہ یعنی نافرمان ہوجائے اور شوہر تین بیبیون مین ہر ایک کے لیے پندرہ پندرہ راتون کی تقسیم کرے اور دو بیبیون کے پاس تیس تیس راتین گزران چکے اسکے بعد چوتھی نافرمان بھی فرمانبردار ہوجائے تو اس صورت مین ناشزہ کی پندرہ راتون کے دو ثلث کم ہوگئے اور ایک ثلث کہ پانچ راتین ہین چوتھی بی بی کے پاس سونا چاہیے اور یہ اس طریق سے ہوگا کہ تیسری بی بی کے پاس تین راتین سوئے اور چوتھی ناشزہ کے پاس ایک رات سوئے یہانتک کہ پانچ پوری ہوجائین تو تیسری بی بی کے پاس پندرہ راتین اور چوتھی کے پاس پانچ راتین سو چکے گا پھر اسکے بعد نئے سرے سے چارون بیبیون پر برابر قسمت کرنا چاہیے **آٹھوان مسئلہ** اگر تین راتین تین بیبیون کے پاس گزران چکے اور چوتھی بی بی کو اُسکی باری کی رات آنے کے بعد طلاق دے اور پھر اُس سے تزویج کرے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس مرد پر اُس رات کی قضا اُس مطلقہ بی بی کے پاس تزویج کے بعد عمل مین لانا واجب ہے اسلیے کہ رات کے آجانے سے اُسکی باری کا حق شوہر متعلق ہوگیا تھا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ زوجیت سے نکلجانیکے سبب سے یہ حق جاتا رہتا ہی اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب مسالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ہم نہین مانتے ہین کہ زوجیت سے نکلجانے مین اور حقوق کے سقوط مین ملازمت ہے کیونکہ مالی حقوق مثل مہر وغیرہ کے باقی رہتے ہین گو طلاق بھی دیدے اور بعضے حقوق کی تخصیص کرنا اور بعضون کی نکرنا اسپر کوئی دلیل نہین تو اس رات کی قضا عمل مین لانے کا وجوب اقوی ہے **نوان مسئلہ** اگر ایک مرد کی دو بیبیان دو شہر مین ہون پھر ایک عورت کے پاس دس دن تک مقیم رہے تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ جب دوسری کے پاس پہونچے تو اُسکے پاس بھی دس دن رہنا واجب ہے کہ عدل اور تسویہ عمل مین آجائے مترجم کہتے ہین کہ قسمت کے قاعدے کے موافق جسے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب مرد کے دو بیبیان ہون تو دس راتون مین پانچ راتین اُس مرد کی ہین اور باقی راتون مین شوہر مختار ہے جسکے پاس چاہے رہے بس چاہیے کہ ڈھائی راتین ہر ایک کے پاس رہے نہ دس راتین اور اسکا جواب یہ ہے کہ فقہا نے کہا ہے کہ دو راتین چار راتون مین سے شوہر کا حق اُس صورت مین ہے کہ تقسیم اسطرح پر کرے کہ ایک رات ہر بی بی کے پاس رہے کیونکہ اگر

ایک رات سے زیادہ پہلے کسی بی بی کے پاس رہیگا تو اُتنی ہی راتین دوسری بی بی کے پاس بھی سونا
واجب ہے تاکہ عدالت عمل مین آجائے اور جب ایک بی بی کے پاس دو راتین پیاپے گزرانے تو دوسری
بی بی کے پاس بھی اُتنی ہی راتین رہنا چاہیے دسوان مسئلہ اگر کسی عورت سے نکاح کرے اور اُس
عورت سے ہمبستر نہوا ہو اور سفر کا قصد کرے اور قرعہ بیبیوں کے نام پر ساتھ لیجانے کے لیے ڈالے اور اُسی
نئی بی بی کے نام کا قرعہ نکلے تو اُس مرد کو سفر سے پھرنے کے بعد اُس نئی بی بی کا خاص حصہ کہ باکرہ ہونے پر
سات راتین اور غیر باکرہ ہونے پر تین راتین ہین ادا کرنا جائز ہے اسلیے کہ سفر کے دن قسمت مین داخل
نہین ہین اور نئی بی بی کے خاص حصے مین شمار نہونگے کلام نشوز مین ہے اور نشوز شرع مین زوجہ کا
شوہر کی اطاعت سے نکلجانا ہے اور لغت مین نشوز کے دور ہونے کے معنی ہین اور کبھی نشوز شوہر کی
طرف سے ہوتاہے جس طرح کہ بی بی کی طرف سے ہوتا ہے پھر اگر جب نشوز بی بی کی طرف سے ہو تو اُسکی
علامت اسطرح پر ہے کہ مُنہ سکوڑے یا شوہر کی کارروائی مین دیر کرے یا شوہر کے آداب مین جو اُسکا دستور
تھا اُسے بدل ڈالے تو شوہر کو اُسے وعظ اور نصیحت کرنا چاہیے اگر اسپر بھی اپنے اطوار کو نچھوڑے تو شوہر
کو اُسکے ساتھ سونے مین دوری اختیار کرنا جائز ہے اور اِس دوری کے اختیار کرنے کا طریق یہ ہے کہ
پہلے اُسکی طرف پیٹھ کرکے سوئے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُس بی بی سے اوڑھنے بچھونے مین جدائی
کرے یعنی اُسکا اوڑھنا بچھونا اور اپنا الگ الگ کردے اور اِس حالی مین اُس عورت کو مارنا جائز نہین
ہے لیکن اگر وہ عورت شوہر کی طرف سے اپنے ذمے کے واجب امرون مین اطاعت نکرے تو اُس عورت
کو مارنا پیٹنا جائز ہے گویہ نا اطاعتی اُسکی پہلے ہی مرتبہ کی ہو اور مارنے مین اُس مقدار پر اکتفا کرنا چاہیے کہ
جس سے اُسکے نشوز سے باز آنے کی امید ہو اور اِتنا مارنا جائز نہین کہ خون نکل آئے یا بدن کا رنگ
نیلا پڑجائے اور جب کہ شوہر کی طرف سے اِس سبب سے ہوتاہے کہ زوجہ کے حق ادا نکرے تو زوجہ کو
اپنے حقون کا مطالبہ پہونچتاہے اور حاکم شرع کو جبر سے اُسکے حقون کا شوہر سے لینا پہونچتا ہے اور
زوجہ کو اپنے بعضے حقون کا چھوڑ دینا اور بخشدینا شوہر کی استمالت کے لیے جیسے قسمت اور نفقے کے
حق مین جائز ہے اور شوہر کو اُسکے بخشے حقون کا قبول کرنا حلال ہے کلام شقاق مین ہے شقاق
فعال کا صیغہ شق سے مشتق طرف کے معنون مین ہے گویا ہر ایک زوجہ شوہر ایک طرف مین جا پڑے
ہین پھر جبکہ نشوز دونون طرف سے ہو اور ڈر شقاق کے پیدا ہوجانے کا ہو تو حاکم ایک حکم شوہر کی

قوم کا اور ایک حکم زوجہ کی قوم کا بھیجے گا اور یہی اولیٰ ہے یعنی مستحب ہے اور اگر انکی قوم کا نہو تو بھی جائز ہے یا ایک ایک کی قوم کا ہو اور دوسرا غیر قوم کا ہو تو بھی جائز ہے اور آیا ان دونوں حکموں کا بھیجنا حاکم کرنے کی راہ سے ہے یا وکیل کرنے کے طریق سے ہے اظہر یہی ہے کہ تحکیم یعنی حاکم کرنے کے طور پر ہے پھر اگر وہ دونوں اِس امر پر متفق ہوں کہ ان دونوں میں صلح کر دیں تو ویسا ہی کریں گے اور اگر اسپر متفق ہوں کہ انہیں جدائی کر دیں تو اگر طلاق ہے تو بے شوہر کے راضی ہوئے صحیح نہیں اور اگر جدائی کچھ دیگر ہے یعنی خلع ہے تو بے زوجہ کے راضی ہوئے صحیح نہیں ہے تفریع اگر حاکم شرع دو حکم بھیجے اور اسکے بعد زوجہ اور شوہر دونوں غائب ہو جائیں یا ایک اُنہیں سے غائب ہو جائے تو بعضے فقہا کہتے ہیں کہ حاکموں کو حکم کرنا جائز نہیں اِسلیے کہ غائب پر حکم درست نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ جائز ہے تو خوب ہے اسلیے کہ اُنکا حکم اصلاح کے لیے ہے لیکن شوہر زوجہ میں جدائی ڈالنا تو اُنکی اجازت پر موقوف ہے حکموں کی رغبت سے ہوتی نہیں دو مسئلے ہیں پہلا مسئلہ جو شرط یہ دونوں حکم کر دینگے اور وہ شرع کے خلاف اگر نہ ہوگی تو اُسکی وفا لازم ہو جائے گی جیسے حکم کر دیں کہ زوجہ کو فلان شہر میں یا فلان مکان میں رکھے یا اُسکے ساتھ اپنی لونڈی کو یا دوسری بی بی کو نرکھے گو اُس سے دونوں راضی ہوں یا ایک فریق راضی ہو اور اگر ان حکموں کا حکم شرع کے خلاف ہے جیسے یہ کہیں کہ زوجہ نفقہ نہ مانگے یا راتوں کی قسمت کا مطالبہ نکرے تو زوجہ اور شوہر کو اسکا برہم کرنا جائز ہے دوسرا مسئلہ جب شوہر زوجہ کے کچھ شرعی حق ندے اور اُسے غیرت دلوائے اور اسپر دوسری عورت سے نکاح کرے پھر زوجہ شوہر کو کچھ مال دے کہ اُسکے مقابلے میں خلع متحقق ہو جائے تو صحیح ہے اور اسے اکراہ اور جبر نکہیں گے یعنی اکراہ وہ ہے کہ جسکے ساتھ خلع کی طلب ہو چوتھی نظر اولاد کے حکموں میں ہے اور یہ دو قسم پر ہے پہلی قسم لڑکے کے الحاق میں ہے اور نظر منکوحہ عورتوں کی اور مملوکہ لونڈیوں کی اور شبہے والی ہمبستری کی اولاد میں ہے دائمی عقد کی مدخولہ عورت کی اولاد تین شرطوں سے شوہر سے ملحق ہوگی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمبستری ثابت ہو اور ہمبستری کے وقت سے چھ مہینے گزرے ہوں اور نو مہینے سے کہ مشہور پر حمل کی نہایت مدت ہے بڑھکر نہو اور بعضے فقہا دس مہینے کہتے ہیں اور یہ خوب ہے کہ اکثر مواد میں پایا بھی گیا ہے اور بعضے فقہا ایک سال بھی کہتے ہیں اور یہ قول متروک ہے اور معتبر نہیں ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب مسالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

یہی قول یعنی سال بھر کا قول صواب سے زیادہ قریب ہے گو اسے مصنف قدس سرہ نے متروک اور
غیر معتبر بیان کیا ہے اور اس ہیچمدان اُردو مترجم کے مشاہدے مین بھی اکثر گزر چکا ہے او راس
بارے کی روایت مین پہلے بھی اسکا کچھ ذکر لکھ چکا ہون غرضکہ صاحب مسالک کے اُس فرمانے سے معلوم ہوتا
ہے کہ اور قولون سے اِسقدر صواب سے قریب نہین ہے پھر اگر زوجہ سے ہمبستر نہو اور اُسکے یہان لڑکا
پیدا ہو تو شوہر سے ملحق نہو گا اور اِسیطرح اگر زوجہ سے ہمبستر ہوا اور چھ مہینے سے کم مین پورا زندہ لڑکا جنے
تو وہ شوہر سے ملحق نہو گا اور اِسیطرح اگر زوجہ شوہر دونون ایک قول پر نو مہینے سے زیادہ
اور دوسرے قول پر دس مہینے سے زیادہ ہمبستری کے وقت سے مدت گزر جانے پر اتفاق کرین
تو بھی وہ لڑکا شوہر سے ملحق نہو گا یا ثابت ہو جائے کہ ہمبستری کے بعد کی مدت شوہر کے نہونے سے
حمل کی بڑی سی بڑی مدت سے بڑھ گئی ہے اور شوہر کو ایسے لڑکے کا اپنے سے ملحق کرنا جائز نہین اور
اگر کوئی اور شخص کسیکی جورو سے بدکاری سے ہمبستر ہو اور لڑکا جو اُس سے پیدا ہو وہ صاحب فراش
شوہر سے ملحق ہو گا اور اُس سے دور نہو گا مگر جبکہ زوجہ شوہر آپسمین لعان جس طریق سے کہ بیان ہو گا
کرین تو اُسوقت ملحق نہو گا اِسلیے کہ شرع کے حکم مین زانی کا لڑکا نہین ہوتا ہے اور اگر زوجہ شوہر
اختلاف کرین زوجہ کہے کہ یہ لڑکا اُسی کا زائیدہ ہے اور شوہر انکار کرے تو مقبول قول شوہر کا قسم
کے ساتھ ہے اور ہمبستر ہونے کی صورت مین اور دخول کے وقت سے چھ مہینے گزرنے پر کہ کم سے کم
حمل کی مدت ہے شوہر کو اُس لڑکے سے اِس سبب سے انکار نکرنا چاہیے کہ اُسکی جورو بے زناکاری
کے یقین کے زناکاری سے متہم ہو جائے گی اور اگر لڑکے کا انکار کریگا تو بے لعان کے لڑکا اُس سے
جدا نہو گا اور اگر زوجہ کو طلاق دینے ہو تو وہ عدے مین بیٹھے گی اور اُسکے بعد لڑکے کو لائے کہ
جدائی کے وقت سے لڑکے کی ولادت تک کی بڑی مدت سے زیادہ نہین گزری تو وہ لڑکا اُس عورت
کے شوہر سے ملحق کر دیا جائیگا اور یہ اُس صورت مین ہے کہ جب اُس عورت سے کسی دوسرے نے
ہمبستری عقد نکاح یا شبہہ سے نکی ہو اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور پیٹ رکھوا دے
اور اُسکے بعد اُس عورت سے نکاح کرے تو اُسے اُس لڑکے کو اپنے سے ملحق کرنا جائز نہین اور اِسیطرح
پر اگر کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور اُسے حاملہ کر دے اور اُسکے بعد اُس لونڈی کو مول لے لے
تو اُس لڑکے کو اپنے سے ملحق اِسلیے نکرے کہ اُسکی میراث لیلے یا اپنا وارث اُسے کرے اور جو شخص

زوجہ سے ہمبستر ہونے کا مقر ہو اور زوجہ کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہونے کا قائل ہو تو اقرار اپنے لڑکا ہونے کا اسکو لازم ہے پھر اگر انکار کریگا اور دخول کا اور اپنی زوجہ سے اُسکی ولادت کا اقرار کریگا تو اُس سے لڑکا جدا نہو گا مگر لعان سے اور اِسیطرح اگر زوجہ شوہر حمل کی مدت مین اختلاف کرین اور شوہر دعویٰ کرے کہ ہمبستری کے زمانے سے لڑکے کی ولادت تک چھ مہینے سے کم یا حمل کی بڑی مدت سے زیادہ زمانہ گزرا ہے اور عورت کہے کہ حمل کی اقل مدت سے نہ تو کم گزری اور نہ بڑی مدت سے زیادہ گزری ہے تو لڑکا شوہر سے ملحق ہوگا اور بے لعان کے اس سے جدا نہوگا اور اگر زوجہ کو طلاق دیدے اور عدے کے بعد وہ عورت دوسرا عقد کرے یا اپنی لونڈی بیچڈالے اور خریدار اُس سے ہمبستر ہوا اور وہ لونڈی یا مطلقہ عورت جو مذکور ہوئے بیان کیے ہوئے لڑکیکو چھ مہینے سے کم مین لیکر آئے تو وہ لڑکا پہلے آقا یا پہلے شوہر سے ہے اور اگر چھ مہینے کے بعد لائے تو دوسرے مالک یا دوسرے شوہر سے ہے لونڈی کے پیٹ کے لڑکے کے حکم جب اپنی لونڈی چھ مہینے کے بعد یا زیادہ ہمبستری کے وقت سے لڑکا جنے تو دخول کرنیوالے کو اُس لڑکے کا اقرار کرنا لازم ہے لیکن اقرار نکریگا تو اپنی لونڈی کے ساتھ ملاعنہ نکریگا اور ظاہر شرع کے موافق لڑکے کے نفی کا حکم کردین گے اور احتمال رہیگا کہ خدا کے نزدیک اُسی سے وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور جھوٹ نفی کردی ہو اور اگر اسکے بعد اقرار کرے گا تو اُس سے ملحق ہو جائیگا اور اگر لونڈی مالک سے ہمبستر ہو اور غیر شخص بھی ہمبستر ہو تو لڑکا مالک ہی سے ملحق ہوگا اور اگر لونڈی بہت سے مالکون کیطرف منتقل ہو اور اُس سے ہر ایک کے ہمبستر ہونیکے بعد لڑکا ہو تو حکم اُس لڑکے کے الحاق کا اُسی مالک سے کرینگے جسکے پاس پیدا ہوا ہو گا اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ اُس مالک کی ہمبستری پر چھ مہینے یا زیادہ گزرنے پر وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہو گا تو اِس مالک سے پہلے والے مالک کیساتھ اُس صورت مین ملحق کرینگے کہ اُسکی ہمبستری پر چھ مہینے یا زیادہ گزرے ہون گے اور نہین تو اُس سے پہلے والے مالک سے اسی شرط پر ملحق کرینگے اور اِسیطرح اور اِس سے اوپر والے مالک سے ملحق کرین گے اور اگر ایک طہر مین اُس لونڈی سے کئی مالک جنھین وہ لونڈی مشترک ہو ہمبستر ہون اور وہ لونڈی لڑکا جنے اور ہر ایک اپنے لڑکا ہونے کا دعویٰ کرے تو اِن سب کے درمیان مین قرعہ ڈالین گے جسکے نام نکلیگا اُس سے ملحق کرینگے اور شریک اُسکے اُس لڑکے کی مان کی قیمت کا اور اُس لڑکیکی قیمت کا

حصہ اُس سے لے لین گے مترجم کہتے ہین کہ مشترک لونڈی سے سب شرکا کو ہمبستر ہونا حرام ہے لیکن اگر کوئی شریک دوسرے شریک کی بے اجازت مشترک لونڈی سے ہمبستر ہوگا تو گنہگار ہوگا اور زناکار کا حکم اُسپر لڑکے کے ملحق ہونے مین نہوگا اور منی کے عزل کرنے سے دخول کرنیوالیکو لڑکے کی نفی کرنا جائز نہین اور اگر اپنی لونڈی سے مالک ہمبستر ہو اور غیر شخص بھی بدکاری سے اُس سے ہمبستر ہو تو لڑکا اُسکے مالک سے ملحق ہوگا اور اُس مولود کے پیدا ہونے کے ساتھ اگر کوئی علامت ایسی بہم پہونچے کہ جس سے مالک سے نہونے کا غالب گمان ہوجائے جیسے مالک کی ہمبستری کے بعد اُس لونڈی کو حیض آجائے اور اُسکے بعد غیر شخص اُس سے ہمبستر ہو یا یہ کہ مالک کی ہمبستری کے وقت سے نو مہینے سے زیادہ گزر گئے ہون اور دسوین مہینے مین کہ غیر کی ہمبستری کا نوان مہینا ہو لڑکا جنے کیونکہ حمل کی اکثر مدت دس مہینے ہونگی تقدیر پر شک نہین کہ اُس سے تجاوز نہین کرتی ہے تو اِس صورت مین بعضے فقہا کہتے ہین کہ مالک کو اُس لڑکے کا اپنے سے منسوب کرنا جائز نہین اور اپنے سے نفی بھی کرنا جائز نہین بلکہ سزاوار یہی ہے کہ اُسکے لیے کچھ مال کی اولاد کی میراث سے گھٹکر وصیت کرے اور اولاد کی طرح پر اُسے میراث نہ دے اور اِس قول مین تردد ہے اسلیے کہ گویہ قول بعضی روایتون کا مضمون ہے لیکن صحیح روایتون کے اور شرع شریف کے قاعدون کے منافی ہے کہ الولد للفراش وللعاہر الحجر یعنی صاحب فراش کیلیے لڑکا ہے اور زنا کار کے لیے پتھر ہے اور باپ سے مشابہت نرکھنا معتبر نہین ہے شبہے کی ہمبستری سے پیدا ہوئے لڑکون کے حکم شبہے کی ہمبستری سے نسب متحقق ہوجاتا ہے بس اگر کوئی شخص کسی اور کی منکوحہ کو دیکھے اور گمان کرے کہ اُسکی جورو یا لونڈی ہے اور اُس سے ہمبستر ہوجائے اور اُس ہمبستری سے لڑکا پیدا ہو تو اُس شبہے سے دخول کرنیوالے سے ملحق ہوگا اور اسیطرح اگر غیر کی لونڈی کو دیکھے اور گمان کرے کہ اُسی کی لونڈی یا بی بی ہے اور اُس سے ہمبستر ہو تو جو لڑکا اس ہمبستری سے پیدا ہوگا وہ اسی شبہے سے ہمبستر ہونیوالے سے ملحق یعنے منسوب ہوگا لیکن اگر کسی کی لونڈی سے ایسا کام کریگا تو اُسپر اُس لڑکے کی قیمت پیدائش کے دن کی ہکتی ہوئی اُس لونڈی کے مالک کو دینا لازم ہوگا اسلیے کہ یہ لڑکا ایک نا یعنی پیدا وار ہے کہ مالک کی ملک مین حاصل ہوئی ہے اور آزاد ہونے کے سبب سے مملوک نہوسکے گا اور اُسکے آزاد ہونے کا سبب وہی دخول کرنے والا ہوا ہے پھر

اسکا تاوان بھی اُسی کے ذمّے ہے اور اگر مُردہ پیدا ہوگا تو کچھ قیمت نہ دیگا اگر کسی عورت سے اُسے
خالی گمانکرکے یاایس گمان سے کہ شوہر اُسکا مرگیا ہے یا اُسنے طلاق دیدی ہے نکاح کرے اور اِسکے بعد
ظاہر ہو کہ شوہر نہ تو مرا ہے اور نہ اُسنے طلاق دی ہے تو وہ عورت دوسرے شوہر کا عدہ پورا کرنے
کے بعد پہلے شوہر کو پھیر دیجائیگی اور جو بچے کہ دوسرے شوہر سے جنے ہین وہ اُس دوسرے شوہر سے
الحاق کی شرطون کے پا جانے پر ملحق ہونگے اور الحاق کی شرطین بیان ہوچکی ہین خواہ عورت نے
یہ نکاح حاکم کے حکم کے اعتماد پر یا کسی مخبر کے خبر دینے پر یا گواہون کی گواہی پر کیا ہو مترجم کہتے ہین
کہ صاحب مسالک علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ وطی شبہ یعنی شبہے کی ہمبستری مین حاکم کے حکم کی صورت
مین اور موت اور طلاق پہ دو گواہون کی گواہیون کی صورت مین تو کوئی مشکل نہین ہے مگر
موت اور طلاق کی خبر دینے والے کے اکیلا ہونے کی صورت مین کہ جسکی خبر سے شرعی ثبوت
نہین پایا جاتا ہے پھر اس مرے سے مقید کرنا چاہیے کہ شوہر اور زوجہ یہ نجانتے ہون کہ خبر واحد سے
موت یا طلاق ثابت نہین ہوتی ہے اور اگر یہ جانتے ہونگے اور تزویج کرینگے تو زانی ٹھہرینگے
اور جو بچہ کہ اُنسے پیدا ہوگا وہ اُنسے ملحق نہوگا اور عدہ بھی نہوگا اور اگر اندونون مین کا ایک
نجانتا ہو اور دوسرا جانتا ہو تو نجاننے والے سے لڑکا بھی ملحق ہوگا اور عدہ بھی متعلق ہوگا نہ جاننے
والے سے اِسلیے کہ جاہل شبہہ کا حکم رکھتا ہے اور جاننے والا یقیناً زانی ہے دوسری قسم ولادت کے
حکمون مین ہے اور ولادت کے طریقون مین اور لواحق مین ہے اور ولادت کے سنن
یعنی طریقون مین سے واجب حاملہ کے پاس ولادت کے وقت بے مردونکے تنہا عورتون کا ہونا ہے
مگر اُس صورت مین کہ عورتین نہون اور شوہر کے موجود ہونے مین کوئی مضایقہ نہین ہے گو
اَور عورتین بھی ہون اور ولادت کے وقت مولود کا غسل دینا مسنون ہے اور داہنے کان مین
اذان اور بائین مین اقامت کہنا سنت ہے اور خاک تربت امام حسین علیہ السّلام آب فرات
کے ساتھ تالو مین اور دانتون کی جڑون مین ڈالنا سنت ہے اور آب فرات نملے تو میٹھے پانی
مین ملائے اور اگر میٹھا پانی کھاری پانی کے سوا نملے تو اُسمین تھوڑا سا خرما یا شہد حل کرے اور
اُسکے تالو کو اُٹھائین اور اسکے بعد اُسکا نام کسی نیک نامون مین سے رکھین اور سارے نامون
مین سے وہ نام بہتر ہین جو حق تعالی کی عبودیت پر شتمل ہین اور اسکے بعد انبیا اور ائمہ علیہم السلام

کے نام ہین اور کنیت اِس ڈر سے قرار دین کہ مبادا کوئی بُرا لقب اُسکا نکر لے اور روایت مین وارد ہوا ہے کہ ولادت کے ساتوین دن مولود کا نام رکھین اور محمد نام ہونے پر ابوالقاسم کنیت کرنا مکروہ ہے اور حکم یا حکیم یا خالد یا مالک یا ضرار نام رکھنا مکروہ ہے اسلیے کہ یہ جاہلیت کے نام ہین اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ یہ شیطانون کے نام ہین اور لواحق سے تین چیزین ہین ولادت کے ساتوین دن کے سنتی امر اور دودھ دینا اور بچے کی نگہداشت کرنا اور ساتوین دن کی سنتین چار چیزین ہین ایک سر مُنڈوانا دوسرے ختنہ کرنا تیسرے کان مین سوراخ کرنا چوتھے عقیقہ۔ اور مولود کے سر کا مونڈنا ساتوین دن عقیقہ کے پہلے سنت ہے اور لڑکے کے سر کے بالون کے برابر سونا یا چاندی تصدق کرین اور تھوڑے سر کے بال مُنڈوانا اور تھوڑے کا کل کیطرح چھوڑ دینا مکروہ ہے اور ولادت کے ساتوین دن ختنہ کرنا مستحب ہے اور اگر ختنے مین تاخیر کرین تو بھی جائز ہے اور اگر لڑکا بے ختنہ کیے بالغ ہو جائے تو اُسے اپنا ختنہ آپ کرنا واجب ہے اور لڑکون کا ختنہ واجب ہے اور لڑکیون کا ختنہ سنت ہے اور اِسے عربی مین خفض کہتے ہین اور اگر کافر مسلمان ہو جائے اور ختنہ نہ کیے ہو تو ختنہ کرنا واجب ہے گو کیسا ہی مُسن ہو اور اگر عورت مسلمان ہو تو اُسکا ختنہ کرنا واجب نہین ہے بلکہ سنت ہے لیکن عقیقہ مستحب ہے کہ لڑکے کے واسطے بکرا عقیقے مین ذبح کیا جائے اور بیٹی کے لیے بکری اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ عقیقہ واجب ہے اور زیادہ موجہ یہی ہے کہ مستحب ہے اور اگر اُسکی قیمت تصدق کرین تو عقیقہ مین شمار نہوگی اور نہ عقیقہ کی سنت مین آئیگی اور اگر عقیقہ کرنے سے عاجز ہو اور قدرت ہونیکے وقت تک تاخیر کرے تو بھی عقیقے کا استحباب جاتا نرہیگا اور عقیقے کے جانور مین قربانی کے جانور کی شرطون کا پائے جانا مستحب ہے کہ وہ شرطین اپنے مقام پر بیان ہو چکی ہین اور قابلہ یعنی دائی کو پاؤن اور ران بکرے اور بکری کی دین اور شیخ علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اِس سے مراد بکری کا چوتھائی حصہ ہے اور اگر دائی نہو تو ماں کو دائی کا حصہ دینگے کہ وہ تصدق کر دے اور اگر باپ لڑکے کا عقیقہ نکرے تو اُس لڑکے کو بالغ ہونے پر اپنا عقیقہ آپ کرنا سنت ہے اور اگر ساتوین دن بچہ مر جائے پھر اگر زوال سے پہلے مر جائیگا تو اُسکا عقیقہ ساقط ہو جائیگا اور اگر زوال کے بعد مرے گا تو اُسکے عقیقے کا استحباب ساقط نہوگا اور لڑکے کے ماں باپ کو لڑکے کے عقیقے کے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور عقیقے کے جانور کی ہڈیون کا توڑنا مکروہ ہے بلکہ اُسکے اعضا کو

جوڑون سے جدا کرین اور رضاع یعنی دودھ دینا۔ بس مان پر لڑکے کا دودھ پلانا واجب نہین
اور لڑکے کے باپ سے دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ اُسے پہونچتا ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ
عورت اگر مرد کے حبالۂ نکاح مین ہو تو اُسے دودھ پلانے کی اُجرت لینا صحیح نہین اِسلیے کہ شوہر عقد نکاح
کے سبب سے زوجہ کی ساری منفعتون کا مالک ہو جاتا ہے کہ اُنہین منفعتون مین سے ایک دودھ
کا پلانا بھی ہے پھر اسکا اجارہ شرعی نہوگا مگر اوجہ یہی ہے کہ جائز ہے اِسلیے کہ عقد نکاح از دواج کی
منفعتون کی ملکیت کا سبب ہے نہ اور کا اور جب لڑکے کا ذاتی کچھ مال نہو تو لڑکے کی دودھ پلانے کی
اُجرت زوجہ کو دینا شوہر پر واجب ہے اور مستاجرہ مان کو لڑکے کو خود دودھ پلانا اور اَنا رکھنا جائز ہے
اور شوہر سے لڑکے کے دودھ کی اُجرتکا لینا اُسے پہونچتا ہے اور مالک کو اپنی لونڈی پر لڑکے کو دودھ
پلانے کے لیے جبر کرنا پہونچتا ہے اور رضاع یعنی دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال
ہین اور اکیس مہینے پر بھی اکتفا کر لینا جائز ہے اور اِس سے کم جائز نہین ہے اِسلیے کہ لڑکے پر ظلم ہوگا
اور دو برس سے دو ایک مہینے بڑھکر بھی دودھ پلانا جائز ہے اور لڑکے کے باپ پر دو برس سے
زیادہ کی اُجرت دینا واجب نہین اور اگر لڑکون کی مان اور اَناؤن کی طرح پر اُجرت لیکر دودھ پلائے
تو وہ اسکی زیادہ سزاوار ہے اور اگر زیادہ اُجرت مانگے تو لڑکے کے باپ کو اور اَنا کو لڑکے کا دیدینا
جائز ہے اور اگر غیر عورت بے اجرت کے لڑکے کے دودھ پلانے پر راضی ہو جائے اور اُسکے بعد لڑکے
کی مان بھی راضی ہو جائے تو غیر عورت کے نسبت سے لڑکے کی مان ہی زیادہ سزاوار ہے اور اگر مان
بے اُجرت کے لیے دودھ پلانے پر راضی نہو تو باپ کو اُس سے لڑکا لیکر تبرعاً دودھ پلانے والیکو
دیدینا پہونچتا ہے **فرع** اگر لڑکے کا باپ دعوی کرے کہ تبرعاً دودھ پلانے والی ملی تھی اور بے اُجرت
لیے دودھ دینے پر راضی ہوگئی تھی کہ تو بھی تبرعاً دودھ پلانے پر راضی ہوگئی اور زوجہ انکار کرے
تو مقبول قسم کے ساتھ قول لڑکے کے باپ کا ہے اِسلیے کہ وہ اپنے ذمے سے دودھ پلانے کی اُجرت
کے وجوب کو دفع کرتا ہے اور اُجرت کا ثابت کرنا زوجہ کے ذمے ہے اور اِس مسئلے مین تردد ہے
اور لڑکے کو لڑکے کی مان کا دودھ پلانا مستحب ہے اِسلیے کہ لڑکے کے حق مین وہی بہتر ہے —
اور حضانت یعنی لڑکے کی نگہبانی اور گہوارے مین ڈالنا اور اُٹھانا اور دھونا اور سرمہ اور تیل
لگانا اور اُسکے پوتڑے اور کپڑے کا دھونا اور لڑکے کو پاکیزہ رکھنا بس لڑکے کے اِن ضروری امرونکے لیے

رضاع کی مدت تک کہ دو سال ہین ماں زیادہ سزاوار ہے خواہ بچہ بیٹا ہو یا بیٹی ہو جس صورت مین کہ ماں مسلمان اور آزاد ہو اور مسلمان باپ کے ہوتے ہوئے کافرہ یا لونڈی ماں سے لڑکے کی نگہبانی متعلق نہین ہوتی ہے اور جب بچے کا دودھ چھٹ چکے تو بیٹے کی نگہبانی کے لیے باپ زیادہ سزاوار ہے اور بیٹی کی نگہبانی کے لیے سات برس کی ہونے کے وقت تک ماں زیادہ سزاوار ہے اور بعضے فقہا نو برس تک کو کہتے ہین اور بعضے فقہا تزویج کے وقت تک کو کہتے ہین اور پہلا قول اظہر ہے اور اسکے بعد باپ نگہبانی کا زیادہ سزاوار ہے اور اگر عورت دوسرا شوہر کرلے تو بچے کی نگاہبانی کا حق اُس سے ساقط ہو جاتا ہے خواہ بچہ بیٹا ہو یا بیٹی ہو پھر باپ بیٹا بیٹی دونوں کی نگہبانی کا زیادہ سزاوار ہے اور اگر باپ مرجائے تو ماں دونوں کی نگہبانی مین وصی سے بڑھکر سزاوار ہے اور اسیطرح اگر باپ کسی کا بندہ ہو یا کافر ہو اور ماں آزاد ہو اور مسلمان ہو تو ماں ہی اپنے بچے کی نگہبانی کی زیادہ سزاوار ہے گو دوسرا شوہر بھی کرلے اور اگر باپ آزاد ہو جائے تو اُسکا حکم آزاد مرد کا حکم ہے اور اگر ماں باپ دونوں مفقود ہوں تو بچے کی نگہبانی کا حق باپ کے باپ یعنی دادے سے متعلق ہوگا اور اگر وہ بھی نہو تو اور اقربا سے میراث کی ترتیب سے متعلق ہوگا جیساکہ مفاد آیہ کریمہ کا ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض یعنی اہل قرابت مین سے بعضے بعضوں سے اولی ہوتے ہین اور اِس مسئلے مین تردد ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب جواہر الکلام فرماتے ہین کہ اِس مسئلے مین منع وارد ہو سکتی ہے اِسلیے کہ حضانت اسوقت مین وصی اور حاکم کی طرف جاسکتی ہے اِسلیے کہ حاکم شرع جسکے لیے ولی نہین ہوتا ہے اُسکا ولی ہوتا ہے پھر پہلے ہی سے وہی ولی ہو جائیگا اور بیت المال سے بچے کی نگہداشت کریگا یعنی اہل قرابت کی ترتیب کی نوبت نہ پہونچے گی۔ قرابت داروں سے نگہبانی متعلق ہونے کے قول کے فرعی چار مسئلے پہلا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب دو بہنین جمع ہوں ایک باپ کی طرف سے بہن ہو اور دوسری ماں کی طرف سے بہن ہو تو بچے کی نگہبانی کا حق باپ کی طرف والی بہن سے متعلق ہوگا اِسلیے کہ میراث مین باپ کی طرف کی بہن کا حصہ ماں کی طرف کی بہن سے زیادہ ہوتا ہے اور اسل نگہبانی کے استحقاق مین باپ کی طرف کی بہن کی ترجیح مین اشکال ہے اِسلیے کہ نص مین ماں باپ کی اولاد کی حضانت کے استحقاق مین تخصیص ہے اور اگر میراثی ترتیب ہو تو یہ دونوں بہنین

اخوت کے درجے مین برابر ہین اور اسیطرح سے شیخ نے مان کی مان یعنی نانی مین باپ کی مان یعنی دادی کے ساتھ مین دادی کو نانی پر مقدم کرنے کو فرمایا ہے دوسرا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر بچے کی دادی ہو اور دادی کی بہن ہو تو وہ نگہبانی کے لیے اولی ہے اسلیے کہ مان سے ہے تیسرا مسئلہ شیخ نے فرمایا ہے کہ جب بچے کی خالہ پھوپھی جمع ہون تو دونون حضانت مین برابر ہین چوتھا مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے جبکہ بچے کے لیے کئی عورتین میراث کے درجے مین برابر موجود ہون اور حضانت مین نزاع کرین تو قرعہ ڈالین گے اور حضانت کے لواحق مین سے تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مان رضاعی اجرت اور مرضعہ سے زیادہ مانگے تو باپ کو غیر انا کو اُس بچے کا دیدینا جائز ہے اور اِس صورت مین مان کی حضانت کے ساقط ہونے مین تردد ہے اور ساقط ہو جانا اشبہ ہے دوسرا مسئلہ جب لڑکا بالغ اور رشید ہو جائیگا تو اُسپر سے مان باپ کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور اُسے اختیار ہو گا چاہے باپ پاس یا مان پاس رہے تیسرا مسئلہ جب بچے کی مان دوسرا شوہر کرلے تو اُسکی حضانت جاتی رہیگی اور اگر بچے کی مان رجعی طلاق سے مطلقہ ہو جائیگی تو حضانت کے سقوط کا حکم عدے کے گزرنے تک باقی رہیگا اور اگر باین طلاق سے مطلقہ ہو گی تو بعضے فقہا کہتے ہین کہ حضانت پھر کر نہ آئے گی اور زیادہ موجہ یہی ہے کہ حضانت پھر کر آئیگی پانچوین نظر نفقون کے بیان مین ہے نفقہ تین ہی سببون سے واجب ہوتا ہے جنمین سے ایک زوجیت دوسرا قرابت تیسرا سبب ملک ہے کلام زوجہ کے نفقے مین ہے اور گفتگو نفقے کی شرطین اور مقدار مین اور لواحق مین ہے اور شرطین اِسکی دو ہین پہلی شرط یہ ہے کہ عقد دائمی ہو منقطع یعنی متعہ نہو اِسلیے کہ عقد متعہ سے منعقد زوجہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہین دوسری شرط کامل تمکین ہے یعنی زوجہ شوہر کے درمیان مین سے مانع کا جاتے رہنا ہے بلکہ جسوقت شوہر چاہے زوجہ سے متمتع ہو سکے اور کوئی مانع سوا شرعی موانع کے عورت کی طرفسے نہو اور مکان اور وقت کی خصوصیت نہو پھر اگر زوجہ اپنے کو شوہر کے حوالے کرے ایک وقت مین نہ دوسرے وقت مین یا ایک مکان اور نہ دوسرے مکان مین ایسے مکانون اور وقتون سے کہ جس زمانہ مین اور مکان مین شوہر کو زوجہ سے متمتع ہونا جائز ہو تو تمکین نپائی گئی اور علمانے اختلاف کیا ہے کہ عقد سے واجب ہوتا ہے یا تمکین سے واجب ہوتا ہے اور اظہر یہی ہے کہ وجوب تمکین پر موقوف ہے اور

تمکین کی فرعون مین سے یہ ہے کہ زوجہ کم سن نہو کہ اُس سے ہمبستر ہونا حرام ہو خواہ اُسکا شوہر چھوٹا ہو یا بڑا گو کم سن زوجہ سے ہمبستری سے تمتع ہونا ممکن ہو اسلیے کہ ایسی تمتع نادر ہوا کرتی ہے اور اکثر اُسپر رغبت نہین ہوتی ہے لیکن اگر عورت بالغہ ہو اور شوہر کم سن ہو تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اسکا نفقہ شوہر پر نہین ہے اور اِس قول مین اشکال ہے اسلیے کہ تمکین زوجہ کی طرف سے پائی جاتی ہے اور مانع شوہر کی طرف سے ہے پھر نفقہ ساقط نہوگا اور اشبہ نفقہ کا واجب ہونا ہے اور اگر زوجہ بیمار ہو یا رتقا ہو اور رتقا وہ عورت ہے کہ جسکے آگے بدن کے اندر گوشت اُگ آئے جو مرد کے دخول کرنے کا مانع ہو اور یا قرنا ہو اور قرنا وہ عورت ہے کہ جسکے آگے کے بدن مین ہڈی نکل آتی ہے تو اِن عورتون کا نفقہ ساقط نہوگا اسلیے کہ اون سے تمتع حاصل کرنا آگے کے دخول کے سوا ممکن ہے اور کم سن کی طرح پر نہین ہے اور آگے کے دخول مین معذور رہے اور اگر حسب اتفاق سے مرد کا خاص عضو بڑا ہو اور زوجہ ناتوان ہو کہ اُسکے دخول کی تاب نہ لا سکتی ہو تو اُس شوہر کو اُس زوجہ کے دخول کرنے سے مانع آئینگے اور نفقہ ساقط نہوگا اور رتقا کا حکم رکھے گی اور اگر زوجہ شوہر کی اجازت سے سفر کریگی تو اُس زوجہ کا نفقہ ساقط نہوگا خواہ وہ سفر واجب ہو یا سنت ہو یا مباح ہو اور اِسیطرح پر اگر واجب سفر مثل حج کے بے شوہر کی اجازت کریگی تو بھی اُسکا نفقہ ساقط نہوگا لیکن اگر سنت سفر یا مباح سفر شوہر کی بے اجازت کریگی تو اُسکا نفقہ ساقط ہو جائیگا اور اگر شوہر کی اجازت سے نماز یا روزہ یا اعتکاف کریگی تو بھی اُسکا نفقہ بجائیگا اور اگر یہ اعمال واجب ہون اور شوہر بجا لانے کی اجازت ندے اور وہ بجا لائے تو بھی اسکا نفقہ شوہر کے ذمے سے ساقط نہوگا اور اِسیطرح پر اگر یہی کام سنت کی نیت سے کرے اور شوہر منع کرے اسلیے کہ اُسے سنتی کامون سے روکنا ہو سکتا ہے اور اُسکی اجازت کے برخلاف اِن سنتی کامون مین مشغول ہو تو نشوز زوجہ کا تحقق ہو جائے گا اور اُسکا نفقہ شوہر کے ذمے سے ساقط ہو جائیگا اور جو عورت کہ رجعی طلاق سے مطلقہ ہو گی عدہ کے گزرنے تک شوہر پر اُسکا نفقہ واجب رہیگا اور وہ زوجہ کا حکم رکھتی ہے لیکن اگر بائن طلاق سے مطلقہ ہو گی تو طلاق کے ہوتے ہی زوجہ ہونے کے حکم سے نکلجائیگی اور اُسکا نفقہ اور گھر مین جگہ دینا ساقط ہو جائیگا اور اِسی طرح پر اگر فسخ نکاح ہو اور زوجیت فسخ سے باقی نرہے تو بھی ساقط ہو جائیگا لیکن اگر مطلقہ حاملہ

توشوہر پر اُسکا نفقہ اور مکان رہنے کو دینا وضع حمل تک لازم ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ نفقہ حمل
کے واسطے سے ہے اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ زوجیت کے واسطے سے ہے اور اِس اختلاف کا فائدہ
کئی مسئلون مین ظاہر ہوتا ہے کہ اُن سب مین سے یہ ہے کہ کوئی مرد آزاد کسی لونڈی سے نکاح کرے
اور اُس لونڈی کا مالک عقد نکاح کے وقت یہ شرط کرلے کہ بچہ تم دونون کا میرا بندہ ہوگا اور اسکے
بعد شوہر اُسے باین طلاق سے مطلقہ کرے اور وہ حاملہ ہو پھر اگر اُسکا نفقہ دینا وضع حمل تک لڑکے
کے واسطے سے ہے تو لونڈی کے مالک پر نفقہ واجب ہے اور اگر زوجیت کے واسطے سے ہے تو
شوہر پر واجب ہے اور اسیطرح یہ اگر بندہ کسی لونڈی سے یا کسی آزاد عورت سے عقد کرے اور اُس
غلام کا مالک عقد کے وقت شرط کرے کہ بچہ انکا خاص میرا مملوک ہوگا بس پہلے قول کے موافق
کہ حاملہ کا نفقہ اُسکے بچے کے واسطے سے ہے تو اُس غلام کی زوجہ کا نفقہ باین طلاق کے بعد غلام
کے مالک پر ہے کہ وہی حمل کا بھی مالک ہے اور مملوک کا نفقہ مالک پر ہوا کرتا ہے نہ بندے پر
اِسلیے کہ اقارب کا نفقہ مملوک پر واجب نہین ہوتا ہے اور دوسرے قول کے موافق کہ نفقہ زوجیت
کے واسطے سے ہی غلام سے متعلق ہوگا کہ آپ کما کر دے یا اُسکا مالک دے اور جو عورت کہ حاملہ ہو
اور اُسکا شوہر مرجائے اُسکے نفقے کے باب مین دو روایتین ہین اور مشہور روایت یہی ہے کہ اُسکا
نفقہ کسی پر نہین ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ اُسی متوفی کی میراث مین سے حمل کے حصے مین
سے وضع حمل تک دینا چاہیے اور زوجہ کا نفقہ شوہر پر ثابت ہوتا ہے خواہ زوجہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو
یا کسی اَور کی لونڈی ہو اور مقدار نفقے کی بس اُسکا ضابطہ یہ ہے کہ زوجہ کو جس چیز کے کھانے
اور روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے اور کپڑے سے اور رہنے کے لیے حجرہ اور خدمت کرنیوالی اور
تیل رکھنے کے برتن اور شہر کے امثال کی عادت کے موافق ضرورت ہووے اور کھانے کی مقدار
مین اختلاف ہے بعضے فقہا کہتے ہین کہ ایک مد یعنی پکی حصہ ٹانک کم تین پاؤ دے خواہ وہ عورت
بلند مرتبہ یا پست مرتبہ ہو مالدار یا محتاج ہو اور بعضے فقہا نے مقدار معین نہین کی ہے اور حاجت
کے رفع ہونے کی مقدار پر اکتفا کیا ہے اور یہی قول اشبہ ہے اور زوجہ کے واسطے خادم رکھنے مین
زوجہ کے حال پر نظر کرنا چاہیے کہ اگر ایسے قبیلے سے ہوگی کہ جنکے لیے عادت سے خادم ہوا کرتا ہے
تو اسکے لیے خادمہ کا مقرر کرنا واجب ہے اور نہین تو آپ کام کرے اور جب خدمت کروانا واجب ہوگی

توشوہر کو اختیار ہے خواہ جو خادمہ اُسکی خدمت کرتی ہے اُسکا خرچ دے یا اور خریدے یا کسی خادمہ کو
اُسکی خدمت کے لیے اجارے پر ٹھہرا لے یا خود اُسکی خدمت کرے اور زوجہ کو اِس امر مین اختیار
نہین ہے اور شوہر پر ایک خادمہ سے زیادہ مقرر کرنا لازم نہین گو زوجہ حشمت دارون کی قوم سے
ہو اِسلیے کہ ایک خادمہ کفایت کرتی ہے اور زیادہ کی ضرورت نہین ہے اور جس زوجہ کو خادمہ
رکھنے کو عادت نہو اگر وہ بیمار ہو تو اُسکی خدمت کروائے اِسلیے کہ اِسیطرح عادت جاری ہے اور روٹی
کے ساتھ کھانے کی چیز مین اور پوشاک مین اُس عورت کے اُس شہر کے امثال کی عادت پر رجوع
کرنا چاہیے اور یہی حکم رہنے کے مکان مین ہے اور زوجہ کو شوہر سے جدا گھر کا مطالبہ پہونچتا ہے
کہ جسمین شوہر کے سوا اور کوئی رہنے مین اُسکا شریک نہو اور اُسکے لیے جاڑے مین جڑاول مہیا
کرے اور یہ اُس سے عبارت ہے کہ ایک اوپر کے اوڑھنے کو روئی کا بھرا ہوا کپڑا بیداری مین
ہو اور لحاف سونے کے وقت اُس جنس کے کپڑے سے ہو کہ اُسکے امثال اوڑھتے ہون اور اگر تجمل
والے لوگون سے ہو تو گھر مین اوڑھنے پہننے کے کپڑون کے سوا اور بھی ایسے کپڑے ہون کہ اُسکے
امثال تجمل کے لیے پہنتے رہتے ہون لیکن لواحق نفس اِسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر زوجہ
کہے کہ مین اپنی خدمت آپ کر لونگی اور خادمہ کا خرچ مجھے دیدو تو شوہر پر قبول کرنا واجب نہین
اور اگر شوہر کی بے اجازت اپنی خدمت آپ کرے تو نفقے کا مطالبہ نہین پہونچتا ہے دوسرا مسئلہ
زوجہ ایکدن کے نفقے کی اطاعت کی صورت مین مالک ہوگی پھر اگر اُسے نفقہ نہ دے اور دن
گزر جائے تو اُسدن کا نفقہ شوہر کے ذمے قرار پا جائیگا اور اِسیطرح سب دنون کا نفقہ ہے کہ نہ دیا
گو حاکم نے اُس نفقے کو مقرر نکیا ہو اور اُسکے ذمے کا حکم نہ کیا ہو اور اگر زوجہ کو کئی دن کا نفقہ دے
اور وہ دن گزر جائین تو وہ عورت اُس نفقے کی مالک ہو جائیگی اور اگر اُس نفقے مین سے اُن
دنون کے خرچ کے بعد زوجہ کے پاس کچھ بچ رہے یا وہ عورت اُس مال مین سے خرچ کر ڈالے تو وہ
نفقہ اُسکی ملک ہے اور اگر عورت کو کپڑا پہننے کو اتنی مدت کو دے کہ عادت مین اُتنے دنون کو
وہ کپڑا کافی ہوا کرتا ہے تو صحیح ہے اور اگر اُس مدت سے پہلے اُسے پرانا کر ڈالے تو شوہر کو اُسکے
بدلے اور دینا واجب نہین اور اگر مدت گزر جائے اور وہ کپڑے باقی رہین تو زوجہ کو دوسری
پوشاک کا مطالبہ آیندہ زمانے کے لیے پہونچتا ہے اور اگر زوجہ کو ایک مین مدت کا نفقہ حوالے

کردے اور اُس مدت کے گزرنے سے پہلے اُس زوجہ کو مطلقہ کردے تو طلاق کے بعد کے دنوں کا
اُس سے پھیر لیگا مگر طلاق کے دن کا نفقہ اُسے دیدے گا لیکن اگر پوشاک کی جو مدت معین کی ہے
وہ نہ گزری ہو تو مطلقہ زوجہ سے اُسے پھیر لے سکتا ہے تیسرا مسئلہ جب زوجہ سے ہمبستر ہوا ور وہ
زوجہ اُسکے ساتھ عادت کے موافق کھاتی پیتی رہتی ہو تو زوجہ کو شوہر کے ساتھ کھانے کے دنون
کے نفقے کا مطالبہ شوہر سے نہین پہونچتا ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب جواہر الکلام فرماتے
ہین کہ مطالبہ نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساتھ کھلانے سے نفقہ دینا صادق آتا ہے اور اسلیے کہ اسی پر
عادت ہمیشہ سے جاری ہے ہان اُسے پہلے ہی ساتھ کھلانے سے روکنا اِس معنی سے پہونچتا تھا کہ اُسے
نفقے کا مطالبہ اپنے ہاتھ مین لینے کا پہونچتا ہے کہ جو چاہے اُسے کھانے پینے وغیرہ مین صرف کرے
اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اُس سے ہمبستری نکرے اور اُسپر ایک مدت
گزرجائے تو وہ زوجہ اُس سے نفقے کا مطالبہ نکریگی اور شوہر پر اُتنے دنون کا نفقہ واجب نہین
ہوگا اگر اِس امر کے قائل ہون کہ تمکین زوجہ کا شوہر کو دینا اپنے سے فائدہ اُٹھانے پر نفقہ واجب
کرتا ہے یا اُس وجوب کی یہ تمکین شرط ہے اِسلیے کہ معلوم نہین کہ زوجہ سے استمتاع کی صورت مین
وہ شوہر کو تمکین دیتی یا نہین تمکین کی فرع اگر عورت کا شوہر غائب ہو اور اُسکی زوجہ حاکم شرع
کے سامنے موجود ہو اور وہ کہے کہ مین نے شوہر کو اپنے سے منفعت حاصل کرنے کی تمکین یعنی اختیار
دیا اور نفقہ مین مانگتی ہون تو اس عورت کو نفقہ دینا واجب نہوگا مگر جبکہ تمکین کی خبر شوہر کو پہونچ
جائے یا اُسکا وکیل پہونچے اور زوجہ اپنے نفس کی تسلیم کرے اور اگر شوہر کو اطلاع تسلیم نفس
کی زوجہ کی طرف سے کردیجائے اور وہ بے پروائی کرے اور وکیل نبھیجے تو شوہر تک کے
پہونچنے بھر کی مدت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جائیگا اور اِس مدت سے جو زیادہ عرصہ گزریگا اُسکا
نفقہ شوہر سے بھر لیا جائیگا اور اگر شوہر کے حضور مین زوجہ ناشزہ یعنی نافرمان ہوجائے اور اِسکے بعد
شوہر کی مطیع ہوجائے تو شوہر کو اُس زوجہ کے مطیع ہوجانے کا علم حاصل ہونے تک اُسکا نفقہ
شوہر پر واجب نہوگا اور اگر زوجہ مرتدہ ہوجائے یعنی دین اسلام سے پھر جائے تو اُسکا نفقہ
جاتا رہیگا اور اگر شوہر غائب ہوجائے اور وہ عورت ارتداد سے توبہ کرے تو توبہ کے وقت
سے اُس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمے عود کر آئیگا اسلیے کہ ارتداد ہی نفقے کے جاتے رہنے کا باعث

تھا سو وہ جاتا رہا اور پہلا مسئلہ یہ حکم نہین رکھتا ہے اِسلیے کہ زوجہ نشوز کے سبب سے شوہر کے قبضے سے نکل گئی ہے اور نفقے کی مستحق نہو گی مگر پھر شوہر کے قبضے مین زوجہ کے آجانے کے بعد واجب ہوگا چوتھا مسئلہ جب کوئی عورت کہ باین طلاق کی مطلقہ ہو پیٹ ہونے کا دعویٰ کرے تو اُسے نفقہ روز کا روز دیا کرینگے اور اگر پیٹ نکلے تو اُسے کوئی تکلیف نہ دینگے اور اگر ظاہر ہو جائے کہ پیٹ نہین ہے تو اُس سے وہ نفقہ پھیر لین گے اور شوہر کسی باین طلاق کی زوجہ کو خواہ کسی جدائی کے سبب سے جدا ہوئی ہو نفقہ نہ دیگا مگر اُس باین کو جو مطلقہ ہوا اور حاملہ ہو اُسے نفقہ دیگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اُسکا نفقہ اُس بچے کے لیے ہے جو اُسکے پیٹ مین ہے شیخ علیہ الرحمہ کے قول پر متفرعہ مسئلہ جبکہ شوہر اپنی زوجہ سے شرعی طریقے سے ملاعنہ کرے تو وہ زوجہ اُس شوہر سے جدا ہو جائیگی اور اگر پیٹ سے بھی ہو گی تو بھی اُسکا نفقہ شوہر کے ذمے نہو گا کیونکہ لعان کے سبب سے وہ لڑکا شوہر سے منتفی ہو چکا ہے اور اسی طرح اگر زوجہ کو طلاق دے اور اسکے بعد کھلے کہ مطلقہ پیٹ سے ہے اور شوہر اُس پیٹ کا انکار کرے کہ اُس سے نہین ہے اور زوجہ کے ساتھ ملاعنہ کرے تو بھی نفقہ نہو گا اور اگر لعان کے بعد خود اپنی تکذیب کرے اور لڑکے کو اپنے سے ملحق کر لے تو اُسے نفقہ یعنی روٹی کپڑا وغیرہ دینا لازم ہے اِسلیے کہ نفقہ دینا بچے کا حق ہے پانچوان مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ غلام کی زوجہ کا نفقہ غلام کے سر سے متعلق ہوتا ہے اگر کوئی کسب ایسا نہ کرتا ہو کہ جس سے زوجہ کے لیے روٹی کپڑا پیدا کر سکے تو زوجہ کے نفقے کے واجب بھر کا ہر روز غلام مین کا حصہ بیچا جائیگا اور بعضے فقہا کہتے ہین کہ اُسکے ذمے نفقے کا وجوب قرار پائیگا کہ جب وہ غلام آزاد ہو جائیگا تو ادا کر دیگا اور اگر کہا جائے کہ اُسکے مالک پر واجب ہوتا ہے اِسلیے کہ عقد مالک ہی کی اجازت سے ہوا ہے تو بہتر ہے اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر غلام مکاتب ہو تو اُسے اپنے ایسے لڑکے کا نفقہ دینا کہ جو آزاد عورت سے پیدا ہوا ہو واجب نہین اور مشروط مکاتب غیر کا حکم رکھتا ہے اِسلیے کہ پوری کتابت کے مال کے ادا کرنے تک وہ کسی چیز کا مالک نہین ہے اور اُس سے جو لڑکا کہ آزاد عورت سے پیدا ہوا ہے وہ آزاد ہونے مین اپنی ماں کا تابع ہے اور غیر پر لڑکے کا نفقہ دینا واجب نہین ہے اور جو لڑکا مکاتب اپنی لونڈی سے جنوائیگا اُسکا اُسے نفقہ دینا لازم ہے اِسلیے کہ اُسنے بھی مکاتب کا

حکم بہم پہونچایا ہے اور جیسا کہ مکاتب مالک کا مال ہے اسی طرح پر مشروط مکاتب کا لڑکا پورے مال کتابت کے ادا کرنے سے پہلے مالک کے مال ہونے کا حکم رکھتا ہے اور یہ لڑکا بھی مکاتب کا مال ہے اور اُسکے مالک سے تعلق رکھتا ہے تو اُسے نفقہ دینا چاہیے جیسے کوئی جانور مالک کا مال اُسکے پاس ہو اسواسطے کہ اُسکا کھلانا پلانا مکاتب پر واجب ہے اور یہ مالک کے مال کو مالک کے مال سے نفقہ دینا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور اگر کچھ کتابت کے مال مین سے ادا کرنیکے سبب سے مطلق مکاتب ہونے کی صورت مین مکاتب غلام اُسیقدر آزاد ہو جائے تو اُس آزاد ہونیکے حصے بھر اُس لڑکے کا نفقہ اُس مکاتب سے متعلق ہوگا اِسلیے کہ آزادی کے حصے بھر سے فقیر کا حکم جاتا رہا ہے چھٹا مسئلہ جب حاملہ زوجہ کو کوئی رجعی طلاق دے اور مطلقہ دعویٰ کرے کہ وضع حمل کے بعد طلاق دی ہے یعنی ابھی زوجیت کے حکم مین ہے اور عدے سے نہین نکلی ہے اور شوہر انکار کرے اور کہے کہ وضع حمل سے پہلے طلاق دی تھی اور وضع حمل سے عدہ منقضی ہو گیا اور رجعیہ کے حکم سے نکل چکی ہے تو مطلقہ کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور شوہر پر اُس عورت سے جدا ہونے کا حکم کرینگے اِسلیے کہ اُسنے خود عدے سے نکل جانے کا اقرار کیا ہے اور تین طہر ان سے عدے کے پورہ کرنے تک کا اُس سے زوجہ کا نفقہ بھر لین گے اور زوجہ کو اُسوقت کی زوجیت کے باقی رہنے کے استصحاب سے اور جدائی کے متحقق ہونے تک اور عدے کے گزر جانے تک نفقہ پہونچتا ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب جواہر الکلام فرماتے ہین کہ اصل طلاق کا بعد واقع ہونا ہے اور عدے مین ہونا اصل ہے اور باقی رہنا اُسکے نفقے کا اصل ہے ساتوان مسئلہ جب زوجہ کے ذمے شوہر کا کچھ دین ہو تو شوہر کو زوجہ کے پاس مال ہونے پر کہ جس سے بسر کر سکے روز کا روز اُس کے نفقے مین سے اُس دین کا کاٹ لینا پہونچتا ہے اور اگر زوجہ پاس کچھ نہو تو شوہر کو دین کا کھانے پینے کے خرچ مین سے کاٹ لینا جائز نہین اِسلیے کہ ضروری قوت سے زائد مین سے دین کی ادا واجب ہوتی ہے اور اگر عسرت کے ہونے پر بھی زوجہ کھانے پینے کے خرچ مین سے دین کے کاٹ دینے پر راضی ہو تو شوہر کو یہ نمانا نہین پہونچتا ہے آٹھوان مسئلہ زوجہ کا نفقہ رشتہ دارون کے نفقے پر مقدم ہوتا ہے بس جو کہ شوہر کے کھانے پینے سے بڑھے اُس سے زوجہ کو اور رشتہ دارون کو نفقہ دینا چاہیے مگر جتنا کہ زوجہ کے واجب قوت سے زیادہ ہو اِسلیے کہ زوجہ کا نفقہ زوجیت کی منفعت کا معاوضہ ہے

اگر نہ دیگا تو اُسکے ذمے قرار پائیگا۔ کلام رشتہ دارون کے نفقے مین ہے اور اُن لوگون مین نظر ہے جنکا روٹی کپڑا دینا واجب ہے اور نفقہ دینے کی کیفیت مین اور اُسکے لواحق مین نظر ہے مان اور باپ اور اولاد کا روٹی کپڑا دینا فقہا کے اجماع سے واجب ہے اور دادا دادی اور نانا نانی کے نفقے کے واجب ہونے مین تردد ہے اظہر یہی ہے کہ اُنکا بھی روٹی کپڑا دینا واجب ہے۔ اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب جواہر الکلام فرماتے ہین کہ مصنف کے تردد کا منشاء اصل برائت اور اصل عدم ہے اِسلیے کہ والدین اور ابوین یعنی مان باپ کے اطلاق مین دادا دادی نانا نانی داخل نہین ہین اور اِسلیے کہ علما کا اتفاق اُنکے انفاق پر ہے بلکہ مصنف یہان اور کتاب نافع مین کسی کے مناقشے کو نہین جانتے ہین اور اِسکے ساتھ اشبہ اور اظہر وجوب ہے گویا ان یقین والدین اور ابوین سے اُنکے اطلاکے ارادہ کرنے کا نہین ہے مگر علما کے اتفاق سے اور زکوٰۃ کی حدیث کی طرف اضافت کرنے سے ظاہر وجوب کا ظن ہے اور اُس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ دادا دادی زکوٰۃ نپائینگے اور عمو وین کے یعنی دو عمؤون کے سوا کہ وہ اباء اور اولاد ہین اور کسیکا قرابتدارون مین سے نفقہ واجب نہین ہے جیسے بھائی بہنین چچا ماموں وغیرہ ہین لیکن جس جس کا وارث ہوتا ہو اُسکو روٹی کپڑا دینا موکدہ سنت ہے اور روٹی کپڑا دینے کے واجب ہونے مین شرط ہے کہ جسکا نفقہ واجب ہے وہ محتاج ہو اور آیا اپنے قوت کے پیدا کرنے سے عاجز ہونا بھی شرط ہے اظہر شرط ہونا ہی ہے اِسلیے کہ نفقہ حاجت کے دفع کرنے کے لیے ایک طرح کی مدد کا دینا ہے اور جو شخص کہ کمانے کی قدرت رکھتا ہے وہ غنی اور مالدار کا حکم رکھتا ہے اور نفقہ یعنی روٹی کپڑا دینے کے واجب ہونے مین خلقت یا حکم مین ناقص ہونا معتبر نہین ہے جیسے کم سنی اور جنون اور جذام وغیرہ ہے اِسلیے کہ اگر خلقت مین بھی کامل ہوگا اور عاجز ہوگا تو بھی اُسکا نفقہ واجب ہوگا اور اِسیطرح ان قرابتداروں کا نفقہ گو بدکار اور کافر ہون واجب ہوگا اور اگر یہ قرابتدار کسی کے مملوک ہونگے تو اُنکے نفقہ دینے کا وجوب ساقط ہو جائیگا اور اُنکا روٹی کپڑا اُنکے مالکون کے ذمے ہے اور نفقہ دینے والے مین نفقہ دینے کا مقدور رکھنا شرط ہے پھر اگر اُسے اپنی ضرورت بھر کا ہاتھ آئیگا تو اپنے ہی خرچ ضروری پر اکتفا کریگا اور اگر اپنے ضروری خرچ سے کچھ بڑھیگا تو اُسے اپنی بی بی کے نفقے مین خرچ کریگا اور اگر اُس سے کچھ بڑھیگا تو محتاج مان باپ اولاد کو دیگا اور شرعیمین نفقہ دینے کی

کوئی مقدار معین نہیں ہے بلکہ کھانے پینے پہننے رہنے کے مکان سے اور سوتے جاگتے مین سردی سے محافظت کیلیے پوشش وغیرہ سے حاجت بھر کا دینا واجب ہے اور واجب النفقہ کا کسی عورت سے نکاح کروانا واجب نہین ہے اور باپ کا نفقہ یعنی روٹی کپڑا وغیرہ دینا واجب ہے اور باپ کی اولاد کا دینا واجب نہین اسلیے کہ یہ نفقہ دینے والے کے بھائی ہین یعنی انکا نفقہ باپ پر واجب ہے اور سوتیلی مان کے نفقے کے وجوب مین تردد ہے اور اپنی بیٹے کا نفقہ دینا اور اسکی اولاد کا نفقہ دینا واجب ہے اسلیے کہ یہ بھی اسی کی اولاد ہین اور جو کچھ کہ واجب نفقے مین سے انھین ندیا ہو اسکی قضا یعنی اسکا پھر سے دینا واجب نہین اسلیے کہ یہ حاجت اور اضطرار کے رفع کرنے کے لیے ایک طرح کی مدد دینا ہے نفقہ دینے والے کے ذمے پر باقی نہین رہتا ہے گو اسے حاکم شرع نے بھی معین کر دیا ہو اور اگر نفقہ دینے والا واجب النفقہ سے کہدے کہ قرض کر اور اپنے خرچ مین لا تو نفقہ دینے والے پر اسکا ادا کرنا واجب ہے اور اسکے لواحق کئی مسئلون پر مشتمل ہین پہلا مسئلہ نفقہ لڑکے کا باپ پر واجب ہے اور اگر اسکے باپ نہو یا ہو تو فقیر ہو تو باپ کے باپ یعنی دادے سے نفقے کا وجوب متعلق ہوگا گو بلند ہون یعنی باپ کا باپ کا باپ وغیرہ ہو اسلیے کہ یہ بھی باپ ہین اور اگر انمین سے کوئی نہو تو لڑکیکی مان پر واجب ہے اور اگر وہ بھی نہو یا محتاج ہو تو مان کے باپ پر اور مان کی مان پر گو بلند ہون یعنی مان کے باپ کا باپ کا باپ وغیرہ اور مان کی مان کی مان وغیرہا ہو قرابت کی ترتیب سے واجب ہوگا یعنی زیادہ قریب اس وجوب مین مقدم ہوگا اور قرابت مین برابر ہونے کی صورت مین سب نفقہ دینے مین مشترک ہین دوسرا مسئلہ جبکہ کسی شخص کے مان باپ دونون نفقہ دینے کے محتاج ہون اور اس شخص کے ضروری خرچ سے اسقدر بچتا ہو جو ایک شخص کو کافی ہو تو اسمین مان باپ دونون برابر شریک ہین اور اسیطرح اگر اس شخص کا ایک بیٹا ہو اور باپ ہو تو اس بچت مین یہ بھی دونون شریک ہون گے اور اگر باپ اور دادا ہو یا مان اور نانی ہو تو جو اس شخص کی ضرورتون سے بچیگا اور وہ دونون کو وفا نکرتا ہو گا تو وہ زیادہ قریب سے مخصوص ہے اور انمین اس سے بعید اسکا شریک نہوگا تیسرا مسئلہ جب کسی شخص کے باپ اور دادا دونون مالدار ہون تو نفقہ اسکا اسکے باپ پر واجب ہے اور دادے پر واجب نہین ہے اور اگر اس شخص کا بیٹا اور باپ دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اندونون پر واجب ہے چوتھا مسئلہ جب کوئی واجب نفقے کے ادا کرنے مین ٹال مٹول

کرے تو اُسکے ادا کرنیکے لیے اُسپر حاکم شرع جبر کریگا اور اگر جبر کرنے پر بھی نمانیگا تو حاکم شرع اُسے قید کریگا
اور اگر اُسکا کوئی ظاہر مال ہوگا تو جتنا نفقے مین صرف کریگا اُتنا اُسمین سے لے لینا جائز ہے اور اگر کچھ
اسباب یا زمین رکھتا ہوگا تو واجبی نفقے کے ادا کرنے کے لیے اُسے بیچ ڈالین گے اسلیے کہ نفقہ بھی
ایک واجب حق دین کی طرح پر ہے کلام مملوک کے نفقے مین ہے آدمی پر اپنے مملوک کا لونڈی
غلام جانور سے نفقہ دینا واجب ہی مگر لونڈی غلام مین مالک کو اختیار ہے کہ انھین اپنے پاس سے
روٹی کپڑا وغیرہ دے یا اُنکی کمائی مین سے دے اور اُنکے نفقے کی کوئی مقدار معین نہین ہے بلکہ
کفایت بھر کی روٹی اور سالن یا دال وغیرہ اور کپڑا ایسا جو اُس شہر کے مالک کے مثل کے مملوک پہنا
کرتے ہین دینا واجب ہی اور اگر مالک انھین نفقہ نہ دیگا تو اُسپر نفقہ دینے کے لیے یا بیچ ڈالنے کیلیے
جبر کرینگے اور نفقہ دینے کے وجوب مین خالص بندہ اور مدبر بندہ اور ام ولد برابر ہین اور مالک
کو اپنے مملوک سے اُسکے راضی ہونے پر مقاطعہ کرنا اِس طریق سے جائز ہے کہ اُسپر اُسکے کار کسب سے
کچھ مقرر کرے اور جو کچھ وہ اُس سے زیادہ کما کر لائے تو اُسے اُسکے نفقے کے خرچ مین ڈالے پھر اگر
اُسکے خرچ سے اُسمین سے کچھ بڑھے تو اُسے بھی نفقے کے حساب مین محسوب کرے اور اگر اُسکے خرچ کو
کفایت نکرے تو مالک کو کمی کا دینا واجب ہی اور بندے سے اِتنے پر مقاطعہ کرنا کہ جسکے کمانے سے
وہ قاصر ہو یا اسقدر مقاطعہ کرنا کہ جسکے ادا کرنے کے بعد اُسکے خرچ کو نہ بچے جائز نہین مگر یہ کہ مالک اُسے
پورا کردے اور مملوک جانوروں کا نفقہ مالک پر واجب ہی خواہ وہ جانور ماکول اللحم ہون یعنی اُنکا گوشت
کھایا جاتا ہو اور حلال ہون یا نہون یعنی اُنکا گوشت نکھاتے ہون اور حرام ہون اور اُنکی احتیاج بھر کا
اُنھین دینا واجب ہی اور اگر چراگاہون مین چرنا اُنھین کافی ہوتا ہو تو گھر مین اُنھین دانہ چارہ دینا
واجب نہین اور نہین تو واجب ہے کہ چارہ بھی دے اور اگر ندے تو اُسپر اُنکے بیچ ڈالنے یا حلال گوشت
ہونے پر ذبح کر ڈالنے کے لیے جبر کرینگے اور اگر اُس جانور کے بچہ ہوگا تو بچے بھر کا دودھ چھوڑ دینگے اور
اگر اُسے بے دودھ کے جنگل مین چرنا یا گھر مین دانہ چارہ کفایت کرتا ہو تو سارا لے لین گے ـ
الحمد للہ والمنۃ کہ فقہ کی قسمون مین سے دوسری قسم کہ عقود مین ہے تمام ہوئی اور مفید خاص و عام ہوئی

خاتمۃ الطبع

گلستان گلستان ثنا ئین اُس بہار آرا کو ہین کہ جسکے ابر کرم کی آبیاری سے باغ عالم کی نشو و نما ہوئی ہے اور گلشن گلشن درود اُس باغبان گلزار رسالت پر ہین کہ جسکے دریائے رحمت کی جوئباری سے گلزار ایجاد کی نخلبندی آشکارا ہوئی ہے اور اُنکی آل پر خاص اُنکے بھائی اور داماد پر کہ جنکی ذو الفقار کی آبداری سے دین کے غنچے کی شگفتگی ہویدا ہوئی ہے اور ہر جن اور انس کے مشام جان تک اُسکی خوشبو رسا ہوئی ہے اور بعد اسکے مخفی نرہے کہ عجب فیض مالک مطبع اودھ اخبار ہے یعنی عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ بالخیر کا فیض بھی مانند ابر بہار ہے بلکہ علم و ہنر کی اشاعت مین اور اسکے شاداب رکھنے مین ثانی ابر مدرار ہے ہر روز افادۂ انام جاری ہے گویا کہ ایک دریا ہے کہ ہر وقت عام جاری ہے کبھی یہ کتاب تالیف ہوتی ہے اور کبھی وہ کتاب تصنیف ہوتی ہے اور کبھی اِس کتاب ترجمہ ہوتا ہے اور اسکے مطالب کا سربستہ غنچہ شگفتہ ہوتا ہے خاص اسی سعید زمان مین اور حمیدا وان مین گلدستۂ شریعت مصطفویہ اور حدیقۂ طریعت اثنا عشریہ گل گلزار جعفری یعنی جلد اول جامع الجعفری اُردو ترجمۂ جامع الرضوی فارسی ترجمۂ شرائع الاسلام ہزارون روپئون کے مصارف سے اِس مطبع نامی گرامی مین ماہ اگست ۱۸۹۹ء مطابق ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ھ مین چھپکر تمام ہوئی ہے مفید خاص و عام ہوئی ہے سبب ہے سب اہل وطن دلشاد ہون اسکے سب احکام اُنکو یاد ہون + عالم احکام ربانی رہین + حافظ اسرار قرآنی رہین + مگر قدر دانون سے امید ہے کہ قدردانی کو کام فرمائین گے اسکی خریداری مین اہتمام فرمائین گے اِسلیے کہ یہ ایمان مطبع کی ہمت کا بڑھانا ہے اور اہلکارون کو شوق دلوانا ہے اور طالب علوم مین جان کا لانا ہے بلکہ امور دین کا رائج کرنا اور پھیلانا ہے اور اپنے واسطے ذخیرہ کرنا اور خزانہ جمع کروانا ہے۔

شرائع الاسلام

(کا اردو ترجمہ)

المعروف جامع الجعفری

حصہ دوم

علامہ حلّی رحمتہ اللہ علیہ

پیشکش

الحاج مولانا محمد ایوب بشوی ایم اے